مکمل مدلل

مسائل تراویح

قرآن وسنت کی روشنی میں

حضرات مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند کی تصدیق وتائید کے ساتھ

مؤلف

مولانا محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

الناشر

مکتبۃ الحسن

33۔حق سٹریٹ اردو بازار۔لاہور

فون 042-7241356 موبائل 0300-4339599

042-7018002 فیکس 042-7241355



نام کتاب .... مسائل تراویح

مصنف .... مولانا محمد رفعت قاسمی

باہتمام .... عبدالقدیر

تعداد 1100

قیمت .... 90 روپے



الناشر

مکتبۃ الحسن

33۔حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون 042-7241355 موبائل 0300-4339699

042-7018002 فیکس 042-7241355

فہرست مضامین مکمل و مدلل "مسائل تراویح"

اضافہ فہرست عنوانات

انتسابُ

میں اپنی اس کاوش کو سیدنا حضرت

عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب

کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جنھوں

نے باقاعدہ جماعتِ تراویح کا اہتمام و انتظام

فرمایا ، آپ ہی کے بارے میں سیدنا حضرت

علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے :

" اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ایسے ہی نور سے بھر دے

جس طرح انھوں نے ہماری مساجد کو منوّر فرمایا ۔"

جدید ایڈیشن کے بارے میں

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم !

میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ گزری تھی کہ مجھ جیسے بے مایہ بندۂ ناچیز کی کتابیں (مکمل و مدلل مسائل روزہ، مکمل و مدلل مسائل تراویح، مکمل و مدلل مسائل اعتکاف، مکمل و مدلل مسائل امامت اور مسائل و آداب ملاقات) اس قدر مقبولیت حاصل کریں گی، بفضلہ تعالیٰ اس میں توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی، اور ہند اور بیرون ہند سے بندہ کی حوصلہ افزائی و پذیرائی کی گئی۔ میں صمیم قلب سے ان تمام خیرخواہوں کا شکر گزار ہوں۔

ایک طرف جب میں اپنی بے بضاعتی و کم علمی اور دوسری طرف کتابوں کی مقبولیت کو دیکھتا ہوں تو میرا سر بے اختیار آستانۂ خداوندی پر سجدہ ریز اور دل حمدِ باری سے لبریز ہو جاتا ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل و کرم سے ایک عاجز و ناتواں کو دین کی خدمت کی توفیق بخشی، اتنی کم مدت میں مکمل و مدلل مسائل تراویح کا یہ ایڈیشن تصحیح اغلاط کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خواص و عوام میں یہ سلسلہ مقبول ہے اور وہ اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ یقیناً یہ سب فضلِ خداوندی کے بعد اساتذۂ کرام کی دعاؤں اور دارالعلوم دیوبند کے فیض کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خاکسار کی حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور میرے لئے زادِ آخرت و فلاحِ دارین کا ذریعہ بنا کر آئندہ بھی خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

محمد رفعت قاسمی
۱۵؍رجب ۱۴۱۰ھ

اِرشاد گرامی

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب دامت برکاتہم

مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد

زیر نظر کتاب "مسائل تراویح و امامت تراویح" مرتبہ عزیزم مولانا مولوی محمد رفعت قاسمی مدرس دار العلوم دیوبند جن کا ایک سالہ درسی تعلق بندہ سے بھی ہے۔ اپنے موضوع پر نہایت مفید اور جامع کتاب ہے موصوف نے بہت سے مستند فتاویٰ اور دیگر متعلقہ کتب کا نہایت عرق ریزی کے ساتھ مطالعہ کرکے کم وبیش چار سو مسائل تراویح و امامت تراویح یکجا طور پر باب اور عنوان وار نہایت سلیقہ سے جمع کردیئے ہیں۔ بلامبالغہ میری نظر میں اب تک کوئی ایسی کتاب نہیں آسکی جس میں مسائل تراویح و امامت تراویح اتنی کثیر تعداد میں بیان کئے گئے ہوں۔ اس لئے میں موصوف سلمہ کو انکی اس بے نظیر کاوش پر تہہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔

ان مسائل کی ہر رمضان المبارک میں ضرورت پیش آتی ہے۔ اور چونکہ سال بھر میں محض ایک ماہ تراویح پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ رہتا ہے اس لئے عوام تو عوام، بعض مرتبہ بہت سے خواص اور اہل علم بھی غلطی کرجاتے ہیں اور انہیں مسائل متعلقہ کا تلاش کرنا دوبھر ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف سلمہ کو جزائے خیر دے۔ جنھوں نے "مسائل تراویح و امامت تراویح" اتنے کثیر تعداد میں یکجا طور پر جمع کردیئے کہ اب شاید ہی اس موضوع پر کوئی اہم مسئلہ ہوگا جو اس کتاب میں بیان نہ کیا گیا ہو۔ یہ کتاب عوام وخواص دونوں کے لئے یکساں طور پر مفید اور نفع بخش ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے زیادہ سے زیادہ نافع اور مقبول بنائے اور مؤلف سلمہ کو آئندہ بھی اس طرح کی خدمات کا موقع عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

العبد محمود غفرلہ

۲۲/۸/۱۴۰۷ھ

رائے عالی

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب مدظلہ العالی

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علیٰ اھلہا محمد ن المصطفیٰ وعلیٰ الہ واصحابہ وازواجہ واللاحقین بھم الی یوم القرار ـــــ وبعد

پیش نظر رسالہ (مسائل تراویح وامامت تراویح) مؤلف مولانا محمد رفعت قاسمی سلمہ، مؤلف سلمہ کی بے نظیر کاوش ومحنت کا ثمرہ ہے۔ تراویح وامامت تراویح سے متعلق تقریباً چار سو مفتیٰ بہ جزئی مسائل کو مع معتبر کتابوں کے حوالے کے اکٹھا کر دیا ہے جس کی ضرورت ہر شخص کو ہر سال رمضان میں پیش آتی ہے اور سال میں محض ایک مرتبہ ضرورت پیش آنے کی وجہ سے عموماً مستحضر نہ رہنے سے لوگ غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اس رسالہ کی بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ مؤلف موصوف نے ہر مسئلہ کا عنوان قائم کر کے صفحہ وار فہرست بھی مرتب کر دی ہے جس سے تلاش مسئلہ میں بیحد سہولت ہو جاتی ہے۔

ان خصوصیات کی وجہ سے یہ رسالہ عوام وخواص سب کے لئے بیحد مفید اور نافع ہو گیا ہے یہ مسائل یکجا طور پر عموماً اس طرح نہیں ملتے۔ اس لئے اس کی افادیت اور بھی بڑھ گئی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کی اس سعی کو سعی مقبول بنا دیں اور آئندہ اسی طرح کی اور خدمات کا موقعہ عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ فقط

بندہ نظام الدین
مفتی دارالعلوم دیوبند
۱۴ ۱۱ ۱۴۰۶ھ ۱۲ ۷ ۱۹۸۶ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب زید مجدہم
مفتی دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

الحمد للہ مسلمانوں میں دین سے رغبت بڑھتی جارہی ہے۔ اور اسی کے ساتھ احکام و مسائل کی جستجو اور تلاش بھی جاری ہے۔ یہ ایک اچھی علامت ہے، اللہ تعالیٰ ان نیک جذبات میں زیادہ سے زیادہ اضافہ فرمائے۔

ہر دور میں زمانے کے تقاضے کے مطابق اسلامی احکام و مسائل کے مجموعے مرتب ہو کر شائع ہوتے رہے اور مسلمان ان سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ یہ بات ہم سب کے لئے باعث مسرت ہے کہ دار العلوم دیوبند کے ایک استاذ قاری محمد رفعت صاحب نے ضرورت محسوس کی کہ تراویح سے متعلق مسائل جو فتاویٰ کی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں، ان کو ایک خاص ترتیب کیساتھ جمع کردیا جائے تاکہ خواص و عوام بآسانی ان سے استفادہ کرسکیں۔ اور بوقت ضرورت یہ مجموعہ ہر مسلمان اپنے پاس رکھ سکے، چونکہ تراویح کے مسائل کی ضرورت سال کے صرف ایک مہینہ میں عموماً ہر نمازی کو پیش آتی ہے اور عام طور پر ذہن میں وہ مسائل مستحضر نہیں رہتے کتاب پاس ہوگی تو خود ورق الٹ کر دیکھ لینگے۔

چنانچہ موصوف نے فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل، کفایت المفتی، مجموعہ فتاویٰ عبدالحی فرنگی محلی اور رد المحتار، مجموعہ فتاویٰ کو سامنے رکھ کر ان تمام مسائل کو یکجا کردینے کی جد و جہد کی ہے، جن کا تعلق نماز تراویح یا امامت تراویح سے ہے، اور اس طرح سیکڑوں مسائل متعدد کتابوں کے حوالوں سے مولانا موصوف نے یکجا فرمائے ہیں۔

کوئی شبہ نہیں یہ کام بہت کافی محنت طلب تھا اور کافی جانفشانی کو چاہتا تھا، مرتب کی محنت اور کاوش قابل داد ہے کہ انھوں نے ہمت نہیں ہاری، اور اپنی مسلسل محنت جاری رکھی، اور بالآخر کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

واقعہ ہے کہ موصوف ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس فریضہ سے علماء کو سبکدوش کردیا، اور ایک قیمتی مجموعہ مسلمانوں کے سامنے پیش کردیا۔ اس سے صرف عوام و خواص نہیں بلکہ انشاء اللہ علماء، اور مفتیان کرام بھی بوقت ضرورت مستفید ہوسکیں گے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا محترم کی یہ محنت و کاوش قبول فرمائے اور اُن کے لئے زادِ آخرت بنائے (آمین)

طالب دعا: محمد ظفیر الدین عفی عنہ۔ مفتی دار العلوم دیوبند

عرضِ مرتّب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد

پیش نظر کتاب میں تراویح، عشاء اور وتر کے مسائل کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کتاب میں عربی عبارات سے اجتناب کرتے ہوئے، صرف مفتیٰ بہ قول کو لیا گیا ہے تاکہ عام پڑھنے والوں کو مسائل سمجھنے میں کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

بندہ کی یہ کتاب، حضراتِ مفتیانِ کرام دارالعلوم دیوبند کے فیض کا نتیجہ ہے۔ اس وقت عامۃ المسلمین کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے دل باری تعالیٰ کی حمد وثنا سے لبریز ہے، جس نے محض اپنی توفیق و عنایت سے اس خدمت کو مجھ جیسے بے بضاعت اور کمترین بندہ سے لے لیا۔

دعا ہے کہ خدائے بخشندہ اپنے فضل وکرم سے اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے، اور اپنے شکر گزار بندوں میں اس حقیر کا نام بھی درج فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

۱۴۰۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

روزے اور تراویح باعثِ مغفرت

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ

(بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ رمضان کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ (ثواب کی غرض سے) رکھیں گے ان کے سب گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور ایسے ہی جو لوگ ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نفل تراویح پڑھیں گے ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کر دئے جائیںگے اور اسی طرح جو لوگ شبِ قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے انکے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کر دئے جائیںگے۔

تشریح: اس حدیث سے رمضان میں روزوں اور اس کی راتوں کے نوافل اور خصوصیت سے شب قدر کے نوافل کو پچھلے گناہوں کی مغفرت اور معافی کا وسیلہ بتایا گیا ہے بشرطیکہ یہ روزے اور نوافل ایمان واحتساب کے ساتھ ہوں۔ یہ ایمان واحتساب خاص دینی اصطلاح ہے۔ ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جو نیک عمل کیا جائے اس کا محرک بس اللہ اور رسول کو ماننا اور انکے وعدے وعید پر یقین لانا ہے اور ان کے بتائے ہوئے اجر وثواب کی طمع اور امید ہو۔ کوئی دوسرا جذبہ اور مقصد اس کا محرک نہ ہو۔ یہی ایمان واحتساب ہمارے اعمال کے قلب وروح ہیں اگر یہ نہ ہوں تو پھر ظاہر کے لحاظ سے بڑے سے بڑے اعمال بھی بے جان و کھوکھلے ہیں جو خدانخواستہ قیامت کے دن کھوٹے سکے ثابت ہوں گے۔ اور ایمان واحتساب کے ساتھ بندے کا ایک عمل بھی اللہ کے یہاں اتنا عزیز اور قیمتی ہے کہ اس کے صدقے اور طفیل میں اس کے برسہا برس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان واحتساب کی صفت اپنے فضل سے نصیب فرمائے۔ آمین

روزہ اور قرآن کی شفاعت

عَنْ عبداللہ بن عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ. یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ. وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ ——— (البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
روزہ اور قرآن دونوں بندہ کی سفارش کریں گے (یعنی اس بندہ کی جو دن میں روزہ رکھے گا اور رات میں اللہ کے حضور میں کھڑے ہو کر اس کا پاک کلام مجید پڑھے گا یا سُنے گا۔)
روزہ عرض کریگا اے میرے پروردگار میں نے اس بندہ کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا تھا۔ آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اس کے ساتھ مغفرت اور رحمت کا معاملہ فرما)
قرآن کہیگا میں نے اس کو رات میں سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا۔ خداوندا، آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما (اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما)۔
چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش اس بندہ کے حق میں قبول فرمائی جائیگی (اس کے لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرمادیا جائے گا۔)

تشریح کسی کو قربان کرکے نہیں، اپنی جان و مال دیکر نہیں، صحت و تندرستی ختم کرکے نہیں بلکہ تھوڑا سا آرام ترک کرکے اور نفس پر تھوڑا سا جبر کرکے حضور ﷺ کا بتایا ہوا علاج کریں تو ہم کو یہ نعمت حاصل ہو سکتی ہے۔
کیسے خوش نصیب ہیں وہ بندے جن کے حق میں ان کے روزوں کی اور نوافل میں اُن کے پڑھے ہوئے یا سُنے ہوئے قرآن پاک کی سفارش قبول ہوگی یہ ان کے لئے کیسی مسرّت اور فرحت کا وقت ہوگا!؟

معارف الحدیث ج ۴ ص ۱۰۸

اہتمامِ تراویح اور تعدادِ رکعات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عام اعلان تھا کہ میری اطاعت اس وقت تک ہے جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صدیق پر عمل کرتا رہوں۔ جہاں خالق کی معصیت ہو وہاں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

یہ اعلان رسمی نہیں تھا بلکہ حضرت عمر رضؓ نے لوگوں کو آزمانے کے لئے برسرِ ممبر اعلان فرمایا لوگو! اگر میں سنّتِ نبوی ﷺ اور سیرتِ صدیق رضؓ کے خلاف کوئی حکم دوں تو تم لوگ کیا کروگے؟ لوگ خاموش رہے۔ پھر دوبارہ یہ اعلان فرمایا تو ایک نوجوان تلوار لیکر کھڑا ہوگیا اور تلوار کی طرف اشارہ کرکے برجستہ کہا: "یہ فیصلہ کرے گی۔" حضرت عمر رضؓ نے خوش ہوکر فرمایا:- "جب تک عوام میں یہ جرأت باقی ہے اس وقت تک امت گمراہ نہیں ہوسکتی۔"

ایک مرتبہ آپ رضؓ تقریر فرما رہے تھے مجمع بہت کثیر تھا آپ نے فرمایا: "اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا" یعنی سنو اور عمل کرو۔ ایک عام شخص نے کھڑے ہوکر برجستہ کہا: آپ کی بات نہیں سُنیں گے اور نہ عمل کریں گے، اس لئے کہ آپ نے مالِ غنیمت کی تقسیم میں مساوات نہیں کی ہے۔ کیونکہ یہ کپڑا جو آپ کے جُبّہ میں ہے ہم کو بھی ملا ہے مگر اس میں سے چادر اور تہبند نہیں ہوسکے اور آپ کا جبّہ کیسے بن گیا؟۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے جواب دینے کے بجائے اپنے بیٹے کو طلب کیا۔ انھوں نے بتایا "یہ کپڑا ہم کو بھی ملا تھا لیکن والدِ محترم کے پاس صرف ایک ہی کرتا تھا جمعہ کے لئے اس کے دھونے اور سکھانے میں دیر ہوجاتی تھی اس لئے میں نے اپنا حصہ بھی ان کو دے دیا تھا اس لئے دونوں کو ملاکر ایک جبّہ تیار ہوگیا ہے۔"

اور بہت سے واقعات اسی قسم کے ملیں گے کہ یہ حضرات خلافِ سنت ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے دل دادہ اور عاشق تھے۔ بدعت اور خلافِ سنت فعل سے ایسے بیزار تھے کہ امت کا کوئی شخص ان کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ ایسے سخت گیر پابندِ سنت اور متبعِ شریعت حضرات مثلاً حضرت عثمان غنی رضؓ۔ حضرتِ علیؓ۔ حضرت ابن مسعود رضؓ۔ حضرتِ ابن عباس اور ان کے صاحبزادے حضرت

عبداللہؓ اور حضرت زبیرؓ حضرت معاذؓ اور ان کے علاوہ تمام مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اجمعین کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعبؓ کو بیس رکعات تراویح پڑھانے کے لئے مقرر فرمایا اور کسی نے بھی ان پر اعتراض یا نکتہ چینی اور تردید نہیں کی بلکہ سب نے آپؓ کا تعاون کیا اور آپ کی موافقت اور تائید ہی کی اور اس کو جاری و رائج کیا۔ (تمام صحابہ کرام رضؓ پابندی سے تراویح میں شریک ہوتے تھے)۔ یہاں تک کہ حضرت علی رضؓ نے حضرت عمر رضؓ کی تعریف اور ان کے لئے دعائے خیر کی، آپ حضرت عمر رضؓ کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے: کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضؓ کی قبر کو نور سے بھر دے جسطرح انھوں نے ہماری مسجدیں منور کی ہیں۔

جو حضرات بیس رکعتِ تراویح بدعتِ عمر رضؓ کہتے ہیں اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو پھر حضرت عمر رضؓ کے زمانے میں کثرت سے صحابہ کا بیس رکعتوں پر اتفاق کیسے ہوا۔؟

اگر حضرت عمر رضؓ نے ہی بیس رکعت اپنی طرف سے ایجاد فرمائی تھیں تو وہ جم غفیر اور کثیر التعداد صحابہ رضؓ کہاں تھے جن میں سے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کو یہ جرأت تھی کہ حضرت عمر رضؓ کو ذرا سی بات پر خطبہ پڑھنے کی حالت میں بھی ٹوک دے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کی وفات پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ نمازِ جنازہ مسجد میں ہو جائے تاکہ میں بھی اس میں شریک ہو جاؤں۔ لیکن ام المومنین رضؓ کی اس فرمائش یا حکم کو اس لئے قبول نہیں کیا گیا کہ مسجد میں نماز جنازہ خلاف سنت ہے جبکہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ فاتح ایران ہونے کے ساتھ ساتھ عشرہ مبشرہ میں سے بھی تھے۔

حضرت ابن عمر رضؓ کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی۔ اس نے کہا "الحمد للہ والصلوۃ علی رسول اللہ" یہاں " والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ" زائد تھا۔ اگرچہ مفہوم کے اعتبار سے بہت ہی اچھا تھا کہ آپؐ پر سلام ہے۔ مگر خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے حضرت ابن عمر رضؓ نے اس کو فوراً تنبیہ فرمائی کہ یہ خلاف سنت ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضؓ نے خانہ کعبہ کے تمام کونوں کو بوسہ دیا۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے فوراً پکڑ کی کہ حجر اسود کے سوا کوئی بوسہ سنت نبوی نہیں ہے آپ نے یہ خلافِ سنت

عمل کیسے کیا ہے۔ حضرت معاویہ رضؓ نے اپنے اس عمل سے رجوع کیا۔

یہ حضراتِ صحابہ کرام رضؓ ذرا بھی خلافِ سنت عمل کو برداشت نہیں کرتے تھے عوام سے ہو یا بادشاہ وقت سے فوراً پکڑ کر لیتے تھے تو کیا ان حضرات سے یہ ممکن ہے کہ وہ مسجد نبوی اور مسجد حرام میں تراویح کی بیس رکعت کو برداشت کرتے جو انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی طور پر ہو رہی تھیں؟

ان حضرات کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ یہ مجبوراً خاموشی سے شرکت کرتے رہے اور ان کی زبان سے خوف کی وجہ سے کوئی کلمہ نہ نکل سکا۔ (معاذ اللہ)

اس قسم کا خیال کرنا نہ صرف حضرت عمر رضؓ پر بدگمانی ہے بلکہ ان کے علاوہ تمام صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف بدظنی اور بدگمانی کا دروازہ کھول دینا ہے جو اس مسئلہ پر خلیفۃ المسلمین کے ساتھ متفق اور ان کے ساتھ اس عمل (تراویح) میں شریک تھے۔

ہم کو حضرت عمر رضؓ اور دیگر تمام حضراتِ صحابہ سے ہرگز ہرگز ایسی امید نہیں کہ وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی فعل پر ایسا اتفاق کریں۔ بات یہ ہے کہ حضرت عمر رضؓ کے زمانہ سے پہلے بھی بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی تھی۔ متفرق طور پر مختلف اماموں کے ساتھ یا الگ الگ پڑھا کرتے تھے۔ صرف حضرت عمر رضؓ نے جماعت کا خاص اہتمام فرمایا تو اس سے یہ کیسے لازم ہوا کہ حضرت عمر رضؓ نے تراویح کی بدعت جاری فرمائی۔

خلاصۂ کلام

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھا ہے تاکہ اس کا مسنون ہونا معلوم ہو جائے۔ اس کے بعد اس کو ترک فرما دیا کہ مبادا فرض نہ ہو جائے۔ اگر فرضیت کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپ ہمیشہ پڑھتے رہتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو گھروں میں تراویح پڑھنے کا حکم فرمایا تھا اور چونکہ آنحضرت کی وفات کے بعد تراویح کے فرض ہونے کا اندیشہ دور ہو گیا لہٰذا لازم ہوا کہ تراویح کو مسجدوں میں باجماعت پڑھا جائے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے تراویح کو جماعت سے پڑھنے کا حکم نہیں

دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؓ اس سے بھی زیادہ اہم کام میں مشغول و مصروف رہے یعنی آپ نبوت کے دعویداروں اور مرتدین کا مقابلہ کرنے میں مصروف رہے، مدتِ خلافت بھی نہایت مختصر یعنی دو سال چند ماہ رہی، جس کی وجہ سے آپ کو جماعت تراویح کا اہتمام کرنے کی فرصت نہیں ملی۔ حضرت عمرؓ کو بھی اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں مشغولیت زیادہ رہی اس کے بعد جب انتظامات درست و مستحکم ہوگئے اور سطح زمین پر امن کا فرش بچھ گیا تو اس سنت کے قائم کرنے کی طرف حضرت عمرؓ کی توجہ ہوئی چنانچہ بخاری نے حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقادر سے روایت کی ہے کہ میں ایک شب حضرت عمرؓ کے ساتھ مسجد میں گیا دیکھا کہ لوگ اِدھر اُدھر متفرق طور پر نماز پڑھ رہے ہیں کوئی تنہا اور کوئی کسی کے ساتھ چند نفر۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر ان سب کو ایک حافظ کے پیچھے جمع کردوں تو زیادہ اچھا ہوگا پھر اسی خیال کو پختہ کرکے حضرت ابی بن کعبؓ کا سب کو مقتدی بنادیا۔ اس کے بعد دوسری شب میں حضرت عمرؓ کے ساتھ گیا تو دیکھا کہ آدمی جماعت کی صورت میں اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں ان کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: " بہت اچھی ہے یہ بدعت۔"

علامہ قاریؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جو تراویح کو بدعت کہا صرف صورت کے اعتبار سے فرمایا کیونکہ یہ اجتماع آپ کی وفات کے بعد ہوا ورنہ حقیقت کے اعتبار سے یہ بدعت نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صؐ نے ہی صحابہ کرام کو گھروں میں پڑھنے کا حکم فرمایا تھا تاکہ فرض ہوجائے۔

احادیث سے آپؐ کا تراویح کی بیس رکعت پڑھنا ثابت ہے لیکن اتنے اہتمام اور جماعت کثیرہ کے ساتھ نہیں پڑھی جاتی تھی حضرت عمرؓ نے سب کو ایک امام کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام فرمایا۔

باتفاقِ ائمہ صحیح یہ ہے کہ تراویح میں جماعت ہی افضل ہے بلکہ بعض علماء نے اس کے متعلق اجماع کا دعویٰ کیا ہے کہ جملہ صحابہ کا اس پر اجماع ہوگیا ہے، کیونکہ مہاجرین وانصار میں سے کسی نے بھی انکار یا اعتراض نہیں کیا سب نے اس میں شرکت فرمائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْن سے دونوں سنتوں کو معمول بنانا واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے یہ حکم نہیں فرمایا کہ میری

سنت کو یکر خلفاء کی سنت کو ترک کر دو بلکہ دونوں کا التزام کرو۔

امام اعظم ابو حنیفہ رح سے سوال

امام اعظم ابو حنیفہ رح سے سیدنا عمر رض کے اس عمل (تراویح) کے متعلق دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ حضرت عمر رض کا من مانا فعل نہیں ہے۔ انھوں نے کوئی بدعت نہیں کی اور جب تک اس حکم کی اصل اُن کے ہاتھ نہیں آئی تو انھوں نے اس پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیا۔

کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعۃ ج اص ۲۴۲

اگر کسی صاحب کو تفصیل دیکھنی ہو تو مندرجہ ذیل کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ انوار المصابیح۔ مؤلف حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح
۲۔ رکعات تراویح - مؤلف مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم۔
۳۔ فتاوی رحیمیہ جلد ۱
۴۔ فتاوی رشیدیہ کامل.
۵۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ

تراویح سب کے لئے سنت ہے

تراویح مردوں اور عورتوں کے لئے مسنون ہے۔ جماعت سے تراویح پڑھنا سنت کفایہ ہے اور تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے اور تراویح پر وتر کا مقدم کرنا بھی صحیح ہے اور مؤخر کرنا بھی تہائی رات تک تراویح کو مؤخر کرنا مستحب ہے اور صحیح مذہب کے بموجب نصف شب کے بعد تک بھی تراویح کا مؤخر کرنا مکروہ نہیں ہے۔ تراویح کی بیس رکعت بیس سلاموں کے ساتھ اور ہر چار رکعت کے بعد ان چار رکعت کی مقدار بیٹھنا مستحب ہے۔ تراویح کے اندر ماہ رمضان میں ایک مرتبہ ختم کرنا مسنون ہے۔ (نور الایضاح صـ ۹۹)

تراویح مردوں اور عورتوں سب کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔ مگر عورتوں کے لئے جماعت سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۶۱)

حافظِ قرآن کا تراویح میں قرآن سُنانا

سوال:- حافظ کو تراویح میں قرآن سنانا واجب ہے یا مستحب؟ واجب ہونے کی صورت میں اگر کوئی شخص پڑھتے وقت ریا و نمود سے بچنے کی اپنے میں قوت نہ رکھتا ہو تو اس کو سنانا جائز ہے یا نہیں؟ جائز نہ ہونے کی صورت میں نہ سنانے سے قرآن شریف کا کوئی حق یا مواخذہ اس کے ذمے باقی رہیگا یا نہیں اگر رہیگا تو چھٹکارے کی کیا صورت ہے؟

جواب:- تراویح میں قرآن شریف سُنانا اور سُننا سنت اور مستحب ہے اور خوفِ ریا و عُجب کی وجہ سے چھوڑا نہ جائے اور حتی الوسعت کوشش حصولِ اخلاص کی کی جائے اور لوجہ اللہ بلا معاوضہ سنایا جائے۔ یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور اسی میں فضیلت ہے۔ باقی اگر کسی عذر سے تراویح میں کسی حافظ نے قرآن شریف نہ پڑھا اور ویسے تلاوت کرتا رہا تو مواخذہ سے بَری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴، ص ۲۴۸)

کیا تراویح پڑھانا امام کی ذمہ داری ہے؟

سوال:- امام صاحب پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھاتے ہیں مگر تراویح میں سنانے کی عادت نہیں رہی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تراویح پڑھانا امام کی ذمہ داری ہے

جواب:- تراویح میں جبکہ امام صاحب قرآن شریف سنانے سے عاجز اور قاصر ہیں تو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے پڑھانے کے ذمہ دار ہیں۔

اگر مقتدی حضرات تراویح میں قرآن پاک سننے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا انتظام مقتدی حضرات خود کریں امام صاحب کو مجبور نہ کریں۔

لوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا نہ مل سکے تو کسی حافظ کو رمضان کے لئے نائب امام مقرر کریں۔ عشاء وغیرہ ایک دو نمازیں اس کے ذمے لازم کر دینی چاہئیں اور وہ تراویح بھی پڑھائے تو اجرت دینے کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۴۹)

تراویح میں امامت کا حق

سوال:- بکر ایک مسجد میں امام مقرر ہوا ہے اور حافظِ قرآن ہے۔ زید بھی حافظِ قرآن ہے۔ وہ زمانہ بعید سے اس مسجد میں تراویح پڑھاتا تھا۔ اب بکر کہتا ہے کہ میں امام مقرر ہوا ہوں تراویح پڑھانے کا حق مجھکو ہے۔ زید کہتا ہے کہ میرا قدیمی حق ہے، توکس کو حق ہے؟

جواب:- صورت مسئولہ میں جبکہ بکر امام مقرر ہو گیا ہے تو تراویح کی بھی امامت کا حق اسی کو حاصل ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۸۲

بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۵۲۲ باب الامامۃ۔

تراویح کے لئے حافظ کا تقرر

سوال:- جس طرح پنج وقتہ نمازوں کے لئے امام مقرر کرنا جائز ہے کیا اسی طرح تراویح کے لئے بھی حافظ مقرر کرسکتے ہیں۔؟

جواب:- چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ اَلْاُمُوْرُ بِمَقَاصِدِهَا۔ اور یہ بھی ہے کہ اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ پس اگر کسی حافظ کو ختم قرآن شریف کے لئے تراویح کا امام بنایا جائے تو ظاہر ہے اس سے مقصود امامت نہیں ہے بلکہ قرآن شریف کا ختم ہے۔ لہٰذا اس پر جو اجرت دی یا لی جائے گی وہ ختم قرآن شریف کی وجہ سے ہے نہ کہ محض امامت کی وجہ سے، پس حسب قاعدہ لَا یَجُوْزُ اَخْذُ الْاُجْرَةِ عَلٰی قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ تراویح میں ختم قرآن پر اجرت لینا اور دینا جائز نہ ہوگا۔ نیز شامی ج ۵ ص ۲۵ پر ہے کہ بلا اجرت مقرر کرنا امام تراویح کا درست و افضل ہے۔ البتہ اجرت پر جائز نہیں۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۴۷ بحوالہ ردالمختار ج ۵ ص ۴۷

کتاب الاجارہ، مطلب الاجارۃ فی الطاعۃ۔

ایک شخص دو جگہ تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں ؟

سوال:- بعض حفاظ ایسا کرتے ہیں کہ ایک مسجد میں تراویح پڑھا کر آتے ہیں پھر دوسری مسجد میں بھی پڑھا دیتے ہیں اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔ ؟

جواب:- اگر دونوں جگہ پوری پوری تراویح پڑھائے تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق دوسری مسجد والوں کی تراویح درست نہیں ہوگی عالمگیری میں صراحت موجود ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۸۸ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۲۸۹

> **نوٹ:-** اس کی ایک صورت یہ نکل سکتی ہے کہ حافظ صاحب دس رکعت ایک مسجد میں تراویح پڑھائیں، اور بقیہ تراویح بجائے حافظ صاحب کے مقتدیوں میں سے کوئی صاحب دوسری سورتوں سے پوری کردیں۔
>
> (مرتب) محمد رفعت قاسمی

تراویح میں معاوضہ کی شرعی حیثیت

سوال:- رمضان شریف میں ختم قرآن شریف کی غرض سے حافظ صاحب کا لینے دینے کی نیت سے سننا سنانا اور بعد میں لینا دینا کیسا ہے، نیت دونوں کی لینے دینے کی ہوتی ہے بغیر اس کے سنا سناتا نہیں ہے۔ اگر کسی مسجد میں قرآن شریف نہ سنایا جائے محض تراویح پڑھنے پر اکتفار کیا جائے تو وہ لوگ فضیلت قیام رمضان سے محروم ہوں گے یا نہیں ؟

جواب:- اجرت پر قرآن شریف پڑھنا درست نہیں ہے اور اسمیں ثواب بھی نہیں ہے۔ اور بحکم "المعروف کالمشروط" جس کی نیت لینے دینے کی ہے وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے۔

اس حالت میں صرف تراویح پڑھنا اور اجرت کا قرآن شریف نہ سننا بہتر ہے۔ اور صرف تراویح ادا کر لینے سے قیام رمضان کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۴۶ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۰ مبحث التراویح

تراویح کی اجرت بطور نذرانہ

سوال:- ایک مولوی صاحب بہت دیندار پرہیزگار اور حافظ قرآن ہیں وہ ہر سال رمضان میں ایک قصبہ کی مسجد میں جاکر نمازِ تراویح سنایا کرتے ہیں ختم کے بعد مقتدی وغیرہ حسب مقدار بلا جبر و اکراہ اور بلا گفتگو حسبۃً للہ حافظ کو کچھ دیتے ہیں اور حافظ بھی بخوشی قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرا مقصود اس سے مال اور کسبِ دنیا نہیں ہے میرا مقصد تو ثواب اور ادائے سنتِ مؤکدہ ہے اور یادداشت قرآن مجید ہے روپیہ پیسہ ہونا نہ ہونا میرے نزدیک برابر ہے۔

اور تفسیر عزیزی کی ایک عبارت سے جوازِ اجرت علی العبادات معلوم ہوتا ہے اس لئے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔؟

جواب:- فقہاء نے یہ قاعدہ لکھ دیا ہے کہ "المعروف کالمشروط" (کذا فی الشامی وغیرہ) پس اگر ان حافظ صاحب کو معلوم ہے کہ ان کے قرآن شریف سنانے پر مسجد سے روپیہ ملے گا اور لینا دینا معروف ہے تو ان حافظ صاحب کو قرآن شریف ختم کرکے کچھ لینا درست نہیں ہے ورنہ پڑھنے اور سننے والے دونوں ثواب سے محروم ہیں۔

اور شاہ عبدالعزیزؒ کی تحریر کا مطلب یہ ہے کہ اس عبادت پر کچھ لینا دینا معروف نہ ہوتا کہ کلامِ فقہاء اور ارشاد شاہ صاحب میں تعارض نہ ہو۔

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۴ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۸۷

حافظِ تراویح کو آمد و رفت کا کرایہ پیش کرنا اور کھانا کھلانا

سوال:- ایک حافظ صاحب کو شعبان کے آخر میں بلایا گیا اور سب لوگوں نے چندہ کرکے آمد و رفت کا کرایہ دیا اور رمضان شریف کے پورے مہینے ان کو عمدہ کھلایا پلایا تو یہ صورت قرآن شریف سننے کی بالعوض شمار ہوگی یا یہ صورت ناجائز ہے۔ اور ان کو کچھ زائد اس کے عوض میں نہیں دیا جاتا اگر یہ صورت نہ کی جائے تو حافظ صاحب سناتے نہیں ہیں۔ ؟

الجواب: - آمد و رفت کا کرایہ دیکر حافظ کو باہر سے بلانا اور اس کا قرآن شریف بلا معاوضہ سننا جائز اور موجب ثواب ہے اور جب کہ وہ باہر سے آیا ہوا اور بلایا ہوا مہمان ہے تو اس کو عمدہ کھلانا جائز ہے۔ فقط (فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۹۵)

اگر حافظ صاحب کے دل میں لینے کا خیال نہ تھا اور پھر کسی نے دیا تو درست ہے۔ اور جو حسب رواج وعرف دیتے ہیں۔ اور حافظ بھی لینے کے خیال سے پڑھتا ہے اگرچہ زبان سے کچھ نہیں کہا تو درست نہیں ہے۔ (فتاوی رشیدیہ کامل ص ۳۲۴)

تراویح پر معاوضہ کی گنجائش

سوال: - حفاظ کرام تراویح کے لئے روپئے متعین کرتے ہیں یا متولی سے کہتے ہیں کہ جو آپ چاہیں دیدیں یا متولی صاحب کہتے ہیں کہ ہم اپنی خوشی سے جو چاہیں گے دیں گے تو اس طرح کی تعیین جائز ہے یا نہیں؟

جواب: - تراویح میں اجرت لینا دینا ناجائز ہے، لینے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں اس سے اچھا یہ ہے کہ " اَلَمْ تَرَ کَیْفَ " سے پڑھائی جائے۔

بلوجہ اللہ پڑھنا اور بلوجہ اللہ امداد کرنا جائز ہے مگر اس زمانہ میں یہ کہاں ہے؟ ایک مرتبہ پیسے نہ دیئے جائیں تو حافظ صاحب دوسری دفعہ نہیں آئیں گے۔

اصل مسئلہ یہی ہے مگر وہ مشکلات بھی نظر انداز نہ ہونی چاہئیں جو ہر سال اور تقریباً ہر ایک مسجد کے نمازی کو پیش آتی ہیں، قابل عمل حل یہ ہے کہ جہاں بلوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا حافظ نہ ملے وہاں تراویح پڑھانے والے کو ماہ رمضان کے لئے نائب امام بنایا جائے۔ اور اس کے ذمے ایک یا دو نماز سپرد کر دی جائیں تو مذکورہ حیلہ سے تنخواہ لینا جائز ہوگا، کیونکہ امامت کی اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ کا فتوی یہ ہے کہ اگر رمضان المبارک کے مہینے کے لئے حافظ کو تنخواہ پر رکھ لیا جائے اور ایک دو نمازوں میں سے اس کی امامت متعین کر دی جائے تو یہ صورت جواز کی ہے۔ کیونکہ امامت کی اجرت کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی ۲۰ شعبان سنہ ۱۳۵۱ھ - کفایت المفتی ج

نوٹ:۔ حضرت مفتی محمود الحسن صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ اصل مذہب تو عدمِ جواز ہی ہے۔ لیکن حالتِ مذکورہ میں حیلہ مذکورہ کی گنجائش ہے

فتاوی رحیمیہ ص۳۵ ج۱

نیز ایک صورت یہ بھی نکل سکتی ہے کہ مصلیوں میں سے اگر کوئی صاحبِ خیر حافظ صاحب کے افطار وسحری وغیرہ کا انتظام کردیں اور آخیر میں بطور ہدیہ یا بطور امداد کچھ پیش کردیں تو یہ قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ بطور اجرت دینا ممنوع ہے۔ فتاوی رحیمیہ ج ۴ ص ۲۳۴

بلا تعین دیدیا جائے اور نہ دینے پر کوئی شکوہ شکایت نہ ہو تو یہ صورت اجرت سے خارج اور حدِ جواز میں داخل ہوسکتی ہے۔ کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۵۰

نابالغ حُفّاظ کا قرآن پختہ کرنے کے لئے نوافل میں جماعت اور اس میں شرکت کا حکم

سوال:۔ ایک نابالغ حافظ نفل میں قرآن شریف سنانا چاہتا ہے تو ایسے نابالغ حافظ کی اقتدار بغرض اصلاح کرسکتے ہیں یا نہیں۔؟

جواب:۔ نابالغ حافظ کی اقتدا، تو تراویح و نوافل میں بھی درست نہیں البتہ اگر وہ اپنا قرآن پختہ کرنے کے لئے اور تراویح پڑھانے کی عادت ڈالنے کے لئے نوافل نماز میں قرآن سنائے تو لقمہ دینے کے لئے ایک حافظ اور اگر ایک کافی نہ ہو تو دو حافظ تعلیماً اقتدار کرسکتے ہیں۔ فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے اقتدار جائز نہ ہوگی۔ فتاوی رحیمیہ ج ۴ ص ۳۸۶

بچے کے پیچھے تراویح کا مسئلہ

سوال:۔ اگر پندرہ سال سے کم کا بچہ صرف تراویح پڑھائے اور فرض دوسرا شخص پڑھائے تو کیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔؟

جواب:۔ بچے کی تراویح صرف نفل ہے اور بالغ کی سنت مؤکدہ۔ دوسرے بچے کی نفل شروع کرنے سے بھی واجب نہیں ہوتی اور بالغ پر واجب ہوجاتی ہے پس بچے کی ضعیف ہوگئی اس پر بالغ کی قوی

نماز کا بنا رکرنا خلاف اصول ہونے کے سبب جائز نہیں رہے گا۔ امداد الفتاوی ج ۱ ص ۳۶۱
فتاوی محمودیہ میں ہے کہ نابالغ کو تراویح کے لئے امام بنا نا درست نہیں ہے البتہ اگر وہ نابالغوں کی امامت کرے تو جائز ہے، (فتاوی محمودیہ ج ۲ ص ۳۵۰)

بالغ ہوگیا مگر داڑھی نہیں نکلی

سوال:- امرد لڑکے کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ مراد یہ ہے کہ بالغ ہوگیا ہے مگر داڑھی مونچھ کچھ نہیں آئی خواہ حافظ ہو یا علم دین کا پڑھنے والا ہو، اور مقتدیوں کو بوجہ لڑکپن، اس کے امام ہونے میں اختلاف ہے۔ اس لئے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:- اگر وہ خوبصورت ہے اور اس کو نگاہ شہوت سے لوگوں کے دیکھنے کا احتمال ہے تب تو اگر وہ حافظ یا طالب علم بھی ہو، تب بھی اس کی امامت مکروہ ہے اور اگر یہ بات نہیں ہے صرف عوام کی ناپسندیدگی ہے تو اگر وہ سب مقتدیوں سے علم وقرآن میں اچھا ہو تو اس کی امامت مکروہ نہیں ہے اور اگر اتنی عمر ہوگئی ہے کہ اب داڑھی بھرنے کی امید نہیں رہی ہے تو وہ امرد نہیں رہا
امداد الفتاوی ج ۱ ص ۳۵۸

ایک ماہ کم پندرہ سال کے لڑکے کی امامت کا مسئلہ

سوال:- جس لڑکے کی عمر یکم رمضان ۱۴۰۵ھ کو چودہ سال گیارہ ماہ کی ہوگی اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- مسئلہ یہ ہے کہ اگر لڑکے میں اور کوئی علامت بلوغ کی مثلاً احتلام وانزال نہ پائی جائے تو پورے پندرہ برس کی عمر ہونے پر شرعاً بالغ سمجھا جاتا ہے پس جس کی عمر یکم رمضان شریف کو چودہ سال گیارہ ماہ کی ہوئی اس کی امامت تراویح اور وتر میں درست نہیں ہے کیونکہ صحیح مذہب امام ابوحنیفہؒ کا یہی ہے کہ نابالغ کی امامت فرائض ونوافل اور واجب میں درست نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی علامت بلوغ کی پائی جائے تو درست ہوگی۔
نیز چودہ برس کی عمر کے لڑکے کے پیچھے فرائض و تراویح کچھ درست نہیں جب تک پورے پندرہ

برس کا نہ ہو جائے البتہ چودہ برس کی عمر میں بلوغیت کے آثار پیدا ہو چکے ہوں اور وہ کہے کہ میں بالغ ہو چکا ہوں تو اس کے پیچھے درست ہے۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۹۵،۲۲۶
بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۹ باب الامامۃ

کس عمر کا لڑکا تراویح پڑھا سکتا ہے؟

سوال:۔ کتنی عمر کا لڑکا قرآن شریف تراویح میں سنا سکتا ہے۔ ایک لڑکے کی عمر تقریباً سولہ سال ختم ہونے کو آئی وہ کلام اللہ تراویح میں سنا سکتا ہے یا نہیں؟ اس لڑکے کے منہ پر داڑھی وغیرہ کچھ نہیں آئی اور ایسا لڑکا جو پندرہ سولہ برس کا ہو وہ اگلی صف میں بڑے آدمی کے ساتھ کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں نیز چودہ سال کا ہو تو وہ بھی اگلی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

جواب:۔ اگر دوسری علامت بلوغ کی مثلاً احتلام وغیرہ لڑکے میں موجود نہ ہوں تو شرعاً پندرہ برس کی عمر پوری ہونے پر بلوغ کا حکم دیا جاتا ہے۔

پس جس لڑکے کو سولہواں سال شروع ہو گیا ہے اس کے پیچھے تراویح اور فرض نماز سب درست ہے اگرچہ بے ریش ہو اور ایسی عمر کا لڑکا اگلی صف میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور تیرہ چودہ برس کا امام نہیں ہو سکتا لیکن تراویح میں بتلانے کی وجہ سے اس کو اگلی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۴۷)

داڑھی منڈے حافظ کی امامت

سوال:۔ جو حافظ داڑھی منڈاتا ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ داڑھی منڈانا حرام ہے اور داڑھی منڈانے والا از روئے شرع فاسق ہے لہٰذا ایسے حافظ کو تراویح کے لئے امام بنانا جائز نہیں ہے۔ ایسے امام کے پیچھے تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۵۳
بحوالہ شامی ج ۱ ص ۵۲۳

کہنی تک کٹے ہوئے ہاتھ والے کی امامت

سوال:۔ ایک حافظِ قرآن کا ایک ہاتھ کہنی کے پاس سے کٹ گیا ہے ایسے حافظ کے پیچھے تراویح ہوگی یا نہیں؟

جواب:۔ ایسے امام کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں۔

(فتاوی رحیمیہ ج ۴ ص ۳۸۳)

فیشن پرست حافظ کی امامت

سوال:۔ بعض حافظ فیشن پرست ہوتے ہیں' لباس وغیرہ شرعی نہیں ہوتا سر پر خلافِ شرع ہپی کٹ بال رکھتے ہیں اور برہنہ سر گھومتے ہیں تو کیا ایسے حافظوں کے پیچھے تراویح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ اگر حافظ اپنی قبیح عادتوں کے چھوڑ دینے کا عہد کرے تو اس کو امام تراویح بنا سکتے ہیں۔ اور اگر انکار کرے تو پھر ایسا شخص امامت کے منصب کے لائق نہیں۔ اور اس وجہ سے اگر نمازی اس سے ناراض ہوں تو ان کی ناراضگی حق ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ شرعی سبب سے اگر مصلی امام سے ناراض ہوں تو ایسے امام کے پیچھے نماز مقبول نہیں ہوتی اگر حافظ اپنے طرزِ زندگی کو بدلنے کے لئے تیار ہو تو ان کو امام بنایا جا سکتا ہے۔ ورنہ امامت کا مقدس منصب ان کے سپرد نہ کیا جاوے۔

فتاوی رحیمیہ ج ۴ ص ۱۷۴ بحوالہ درمختار مع شامی ج ۱ ص ۵۲۲

طوائف کے لڑکے کے پیچھے تراویح

سوال:۔ ایک حافظ صاحب ہیں جو خوش الحان نماز و روزہ کے پابند اور خلیق بھی ہیں قرآن شریف خوب یاد ہے لیکن ولدالزنا ہیں یعنی ایک طوائف کے لڑکے ہیں کیا ان کو امام بنایا جا سکتا ہے ان کے پیچھے فرض نماز اور تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر یہ حافظ صاحب صالح اور نیک اور معاشرت کے لحاظ سے محفوظ ہیں

تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ ولد الزنا ہونا ایسی صورت میں موجب کراہت نہیں۔
(کفایت المفتی ج ۳ ص ۶۴)

اگر حافظ کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہو

سوال:۔ ہمارے شہر میں صرف ایک حافظ قرآن ہے لیکن اس کی داڑھی ایک مشت سے کم ہے کیونکہ وہ داڑھی کو تراش لیتا ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر دوسرا امام اس سے بہتر مل سکتا ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے۔ ایک مشت داڑھی رکھنے کے لئے اس کو کہا جائے اور وہ داڑھی بڑھالے تو ٹھیک ہے۔

(کفایت المفتی ج ۳ ص ۸۷)

امداد المفتیین میں داڑھی منڈوانے یا کٹوانے والے کے متعلق ہے کہ وہ شخص فاسق اور سخت گنہگار ہے اسکو امام بنانا ناجائز ہے کیونکہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور وہ واجب الاہانت ہے اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے۔ اس لئے اسکو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ امداد المفتیین ج ۱ ص ۲۶۱ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۲۷۹ باب الامامہ

فتاوی دار العلوم میں یہ مسئلہ درج ہے کہ:

حدیث سے داڑھی کا چھوڑنا اور زیادہ کرنا اور مونچھوں کا کتروانا ثابت ہے اور داڑھی کا منڈوانا اور کتروانا جب کہ داڑھی ایک مٹھی سے زیادہ نہ ہو تو حرام ہے۔

جو شخص ایک مٹھی سے کم داڑھی کو کترواتا یا منڈاتا ہے وہ فاسق ہے۔ اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ جس شخص میں اگر سب باتیں موافق شرع کے ہیں لیکن ایک بات میں وہ خلاف اور فعل حرام کا مرتکب ہے تو وہ فاسق ہے اس کو چاہیئے کہ وہ فعل حرام سے کبھی توبہ کرے اور داڑھی نہ منڈائے اور نہ کتروائے۔

البتہ ایک مٹھی سے زیادہ ہو تو اس کو کتروانا فقہاء نے جائز لکھا ہے۔

فتاوی دار العلوم (عزیز الفتاوی)
ج ۱ ص ۱۱۷

محتاط نابینا کی امامت

سوال:- کیا ضعفِ بصارت امامت کے لئے مانع ہو سکتی ہے ؟

جواب:- فقہاءکرام نے ایسے نابینا کی امامت کو جو غیر محتاط اور نجاست سے نہ بچتا ہو مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے لیکن یہ حکم عام نہیں ہے۔ بلکہ غیر محتاط کے ساتھ خاص ہے۔ لہذا جو نابینا محتاط ہو اور نجاست سے بچنے کا پورا اہتمام کرتا ہو پاک صاف اور ستھرا رہتا ہو اس کی امامت کو بلاکراہت جائز لکھا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں تشریف لے جانے کے موقع پر حضرت عبداللہ بن مکتوم رض کو جو نابینا تھے مسجد نبوی میں نماز پڑھانے کے لئے اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمیر رض باوجود نابینا ہونے کے بنی حطمہ کے امام تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں بنی حطمہ کا امام تھا حالانکہ میں نابینا تھا۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۴ ص ۲۶۳)

نوٹ:- یک چشم کی امامت جائز ہے کوئی وجہ کراہت کی نہیں ہے۔

(کفایت المفتی ج ۳ ص ۸۹)

تراویح پڑھانے والا اگر پابند شرع نہ ہو تو کیا حکم ہے

سوال:- مندرجہ ذیل صفات والے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

۱۔ خلاف سنت داڑھی رکھنے والے کے پیچھے۔

۲۔ سرکاری ملازم یا اسکول کے ٹیچر حافظ کے پیچھے۔

۳۔ دوکاندار ہو یعنی سودی رقم سے بلیک مارکیٹ کرتا ہو اور ناجائز طریقے سے تجارت کرتا ہو تو اس کے پیچھے تراویح پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:- خلاف سنت داڑھی والا شخص، سودی معاملہ کرنے والا اور ناجائز طریقے سے تجارت کرنے والا شخص امامت کے قابل نہیں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ لیکن حاضرین میں کوئی دوسرا شخص ایسا بھی نہ ہو تو تنہا نماز پڑھنے کے بجائے ایسے امام کے پیچھے پڑھ لینی چاہیئے۔ کیونکہ

جماعت کی بڑی فضیلت اور تاکید ہے۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۸۳

اگر حافظ نماز کا پابند نہ ہو تو کیا حکم ہے

سوال:- ایک حافظ قرآن تو صحیح پڑھتا ہے مگر نماز کا پابند نہیں ہے ایسے حافظ کے..... پیچھے ان لوگوں کو تراویح پڑھنا جو نماز کے پابند ہیں بلا کراہت ہوگی یا کراہت کے ساتھ؟

(۲)- ایک حافظ صاحب کی زبان سے بجائے چھوٹے سین کے بڑا شین۔ اور بجائے جیم کے زَ یا ذَ، یا بالعکس ادا ہوتے ہیں، کوشش کے باوجود وہ اس پر قادر نہیں۔ تو ایسے حافظ کے پیچھے ان لوگوں کی تراویح درست ہوگی یا نہیں جو قرآن صحیح پڑھتے ہیں؟

جواب:- (۱) توبہ سے کراہت زائل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ علت کراہت کی فسق ہے اور توبہ سے فسق زائل ہو جاتا ہے۔

(۲) احقر کے نزدیک فرائض و وتر میں عدم جواز کا حکم زیادہ احتیاط رکھتا ہے۔ اور تراویح میں جواز کا حکم اوسع ہے۔ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۵

معذور حافظ کی امامت

سوال:- حافظ اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر تراویح پڑھائے تو مقتدی کس طرح پڑھیں گے؟

جواب:- اگر حافظ صاحب عذر کی وجہ سے بیٹھ کر تراویح پڑھائیں اور مقتدی حضرات کھڑے ہوں تو بعض فقہاء نے کہا ہے کہ سب کے نزدیک نماز صحیح ہوگی۔ اور بعض فقہاء نے کہا ہے کہ مقتدیوں کا بیٹھنا مستحب ہے تاکہ امام کی متابعت باقی رہے، مخالفت کی صورت نہ رہے۔ (دونوں صورتیں جائز ہیں) ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۹

دو حافظوں کے ملکر پڑھنے کا حکم

سوال:- دو حافظ ملکر تراویح پڑھاتے ہیں۔ دس رکعت میں ایک حافظ صاحب سوا پارہ

دوسری دس رکعت میں دوسرے حافظ صاحب سوا پارہ۔ کیا نماز میں کوئی خلل تو نہیں آتا ؟

جواب :۔ ایک قرآن سے زیادہ نہ پڑھا جائے۔ تاوقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔ تراویح ہو جائے گی بشرطیکہ مقتدی حضرات کو گراں نہ گذرے۔

مظاہر حق (ترتیب جدید) ۱۴

غیر مقلد کی امامت

سوال :۔ اگر امام غیر مقلد ہو اور تراویح بیس رکعت کے بجائے آٹھ رکعت پڑھائے تو حنفیہ کو کس طرح بقیہ تراویح پوری کرنی چاہیئے آیا وتر امام کیساتھ پڑھ کر بقیہ تراویح پوری کریں یا وتر چھوڑ کر ؟

جواب :۔ بقیہ تراویح وتر کے بعد پڑھ سکتے ہیں اور ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ وتر امام کے ساتھ نہ پڑھیں بقیہ تراویح پوری پڑھ لینے کے بعد وتر پڑھیں۔

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۷۴ بحوالہ ہدایہ ج ا ص ۱۳۴ باب النوافل، فصل قیام رمضان

جس نے عشاء کی نماز نہ پڑھی اس کی امامت

سوال :۔ عشاء کی جماعت ہوگئی۔ اس کے بعد جب تراویح کی جماعت ہونے لگی تو حافظ صاحب جنھوں نے ابھی عشاء کے فرض ادا نہیں کئے تھے نماز تراویح پڑھانے کے لئے کھڑے ہو گئے اور دو رکعت تراویح پڑھادی مقتدیوں میں سے بعض نے اعتراض کیا تو حافظ صاحب کو ہٹادیا گیا اس کے بعد امام کی اقتدار میں بقیہ تراویح ادا کی گئی۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مقتدیوں کی پہلی دو رکعت صحیح ہوئیں یا نہیں اگر نہیں ہوئیں تو کیا ان کا اعادہ ضروری ہے ؟

جواب :۔ صورتِ مسئولہ میں تراویح کی دو رکعتیں قابل اعادہ تھیں کیونکہ تراویح عشاء کے بعد ہے پہلے نہیں۔

اسی وقت اعادہ کر لینا تھا اور اگر اعادہ نہیں کیا گیا تو بعد میں صبح صادق سے پہلے تنہا تنہا

پڑھی جاسکتی تھی۔

اب وقت نکل گیا اس کی قضا نہیں ہے استغفار کریں اور ان دو رکعتوں میں جتنا قرآن شریف پڑھا گیا تھا اس کو لوٹا یا نہ ہو تو دوسرے دن لوٹا لیا جائے۔

فتاوی رحیمیہ ج ۴ ص ۲۸۵ بحوالہ کبیری ص ۲۸۵

مرد کی اقتداء میں عورتوں کی جماعت

سوال:۔ اگر کوئی امام نماز فرض یا تراویح پڑھاتا ہو اور عورتیں کسی پردے یا دیوار کے پیچھے فاصلے سے مقتدی بنکر نماز پڑھیں تو عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور امام کی نماز میں کچھ خلل تو نہیں آتا؟

جواب:۔ ان مستورات کی نماز درست ہے۔

فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۲

عورتوں کی جماعت تراویح

سوال:۔ چند عورتیں جو حافظ قرآن ہیں، یہ چاہتی ہیں کہ تراویح میں قرآن مجید اپنی جماعت سے ختم کریں ان کا یہ فعل کیسا ہے نیز عیدین کی نماز بھی چند عورتیں جماعت سے پڑھ سکتی ہیں یا نہیں کیا عورت عورتوں کی امام بن سکتی ہے یا نہیں۔؟

جواب:۔ عورتوں کی جماعت اس طرح کہ عورت ہی امام ہوں مکروہ ہے خواہ تراویح کی جماعت ہو یا غیر تراویح کی سب میں عورتوں کا امام ہونا عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔

فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۶ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۵۲۸ باب الامامہ

نوٹ:۔ مولانا عبدالحی کا عورتوں کی جماعت کی تراویح کے سلسلے میں فتوی یہ ہے کہ تراویح میں عورت اگر صرف عورتوں کی امامت کرے تو جائز ہے۔

اگر کوئی عورت حافظہ ہو اور بھولنے کا اندیشہ ہو تو مولانا عبدالحی کے فتوے پر عمل کر لینے کی گنجائش ہو سکتی ہے ویسے عام عورتیں جماعت نہ کریں

مرتب:۔ رفعت قاسمی

حافظ کا قرآن تیز پڑھنا

سوال:- بعض حافظ تراویح میں اس قدر جلدی قرآن شریف پڑھتے ہیں کہ سوائے "یَعْلَمُوْنَ اور تَعْلَمُوْنَ" کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور بعض مقتدی بھی ایسا تیز پڑھنے کو تراویح کے جلدی ختم ہوجانے کی وجہ سے پسند کرتے ہیں ان دونوں کا کیا حکم ہے۔؟

جواب:- درمختار میں ہے کہ وَیَجْتَنِبُ الْمُنْکَرَاتِ یعنی قرآن میں منکرات سے بچے یعنی جلدی پڑھنے سے اور اعوذ، بسم اللہ اور اطمینان کے چھوڑنے سے،

اس سے معلوم ہوا کہ ایسا پڑھنا امر منکر ہے جو بجائے ثواب کے سبب معصیت ہے

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۷ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۶۶۳ مبحث التراویح

تعدادِ رکعت میں اختلاف واقع ہوجائے تو کیا حکم ہے

سوال:- تعدادِ رکعات کے بارے میں مقتدی حضرات کے درمیان اختلاف ہوا بعض کہتے ہیں اٹھارہ ہوئیں اور بعض کہتے ہیں بیس ہوئیں تو اب کس کا قول معتبر ہوگا۔؟

جواب:- امام تراویح جس طرف ہوگا اس جماعت کا قول معتبر ہوگا اور اگر سب کو شک ہوجائے تو دو رکعت اور پڑھ لی جائیں لیکن باجماعت نہیں علیحدہ علیحدہ پڑھیں۔

(فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۳۵۵)

"فتاوی محمودیہ میں ہے کہ:

اگر تمام نمازیوں اور امام کو شک ہوا کہ اٹھارہ تراویح ہوئیں ہیں یا بیس پوری ہوگئیں تو دو رکعت بلاجماعت اور پڑھ لی جائے اگر تمام مقتدیوں کو تو شک ہوا لیکن امام کو شک نہیں ہوا بلکہ کسی ایک بات کا یقین ہے تو وہ اپنے یقین پر عمل کرلے اور مقتدیوں کے قول کی طرف کوئی توجہ نہ کرے۔

اگر بعض کہتے ہیں کہ بیس پوری ہوگئیں اور بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ اٹھارہ ہوئیں ہیں تو جس طرف امام کا رجحان ہو اس پر عمل کرے۔" (فتاوی محمودیہ ج ۲ ص ۲۵۳)

اگر تراویح کی کچھ رکعت تہجد میں پڑھے تو کیا حکم ہے ؟

سوال:۔ اگر حافظ تراویح میں سولہ رکعت پڑھا کر چار رکعت اسوقت نہ پڑھے اور انکو کوئی دوسرا شخص پڑھا دے پھر حافظ چار رکعت تہجد میں جماعت سے پڑھائیں تو جائز ہے یا نہیں ؟ اسطرح کہ خود حافظ صاحب تو تراویح کی نیت کریں اور بقیہ مقتدی تہجد کی یا وہ بھی بقیہ چار رکعت تراویح کی نیت سے پڑھیں تو جائز ہے یا نہیں ؟ خصوصًا جب کہ بلا کراہ اجتماع کیا جاتا ہو ؟

جواب:۔ تراویح اگر چار رکعت چھوڑ دی اور آخر شب میں اس کی جماعت کر لی تو درست ہے (کیونکہ تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک رہتا ہے ۔) سوائے تراویح کے دیگر نوافل تداعی کے ساتھ یعنی تین چار آدمی سے زیادہ کی جماعت درست نہیں ہے اسی طرح تہجد کی جماعت بھی مکروہ ہے ۔

فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۸۴ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۶۶۳ باب الوتر والنوافل و ص ۶۵۹ مبحث التراویح

اگر خدانخواستہ حافظ کا تراویح میں انتقال ہو جائے

سوال:۔ اگر حافظ صاحب تراویح میں جاں بحق ہو جائیں تو مقتدی نماز کس طرح پوری کریں

جواب:۔ وہ نماز فاسد ہو گئی پھر کسی کو امام بنا کر از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے ۔

فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۷۰ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۵۳ باب الامامت

حافظ نے سنانا شروع کیا پھر کسی وجہ سے درمیان میں چھوڑ دیا

سوال:۔ اگر حافظ صاحب نے قرآن شریف تراویح میں سنانا شروع کیا اور کسی وجہ سے درمیان میں ایک دو روز نہ پڑھا مثلاً دس پارے تک پڑھا اور اس کے بعد دوسرے حافظ نے پندرہ پارے تک پڑھا تو اب حافظ سابق گیارہویں پارے سے شروع کرے یا سولہویں پارے سے شروع کرے ۔ ؟

جواب:۔ جب پہلے حافظ نے دس پارہ پڑھے اور پھر دوسرے نے پندرہ تک پڑھے

تو پہلے حافظ جب آئیں تو ان کو اختیار ہے خواہ سولہویں پارے سے پڑھیں یا گیارہویں سے لیکن اپنا قرآن پورا کرنے کے لئے بہتر ہے کہ گیارہویں پارے سے شروع کریں۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۵)

امام کا نماز کے لئے کسی خاص شخص کا انتظار کرنا۔

سوال:۔ جو امام مسجد ایسا ہو کہ جس وقت تک مسجد میں ایک یا دو مخصوص شخص نہ آجائیں چاہے نماز کا مقررہ وقت بھی گذر جائے اور وقت میں بھی تاخیر ہو رہی ہو مگر اپنے دنیاوی نفع کے باعث یا تعلقات کے سبب ان اشخاص کا انتظار کرے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟
جواب:۔ اگر بوجہ دنیا کے کسی دین دار رئیس کا انتظار کرتا ہے اور حاضرین کی رعایت

نہیں کرتا تو امام اور منکر دونوں گنہگار ہیں مگر نماز ان کے پیچھے ہو جاتی ہے۔
فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۸۸

جماعت میں جو اپنا انتظار چاہتا ہو

سوال:۔ کوئی متولی مسجد یا خادم مسجد وغیرہ یہ کہتا ہو کہ جب تک ہم مسجد میں نہ آجائیں جماعت نہ کھڑی ہو۔ تو ایسے شخص کے بارے میں شرعی کیا حکم ہے؟
جواب:۔ جو ایسا شخص متولی ہو کر اپنے واسطے ایسی تاکید کرے اور تاخیر کرے وہ گنہگار ہے اور ایسوں کا انتظار بھی درست نہیں ہے۔ ہاں عوام مسلمین کا انتظار درست ہے بشرطیکہ دوسروں کو جو حاضر ہو چکے ہیں تکلیف نہ ہو اور وقت بھی مکروہ نہ آجائے مگر رئیس یا دنیاداروں کا انتظار نہ کرے وقت پر سب آجائیں یا اکثر آجائیں تو نماز پڑھائے۔ فتاویٰ رشیدیہ کامل ص۲۸۷

تحریمہ کے صحیح الفاظ کیا ہیں

بعض امام تکبیر کہنے میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں اور اللہ اکبر کہنے کے بجائے اللہ اکبار

کہتے ہیں یعنی با اور را کے درمیان الف بڑھا دیتے ہیں۔ اسی طرح سے بعض امام اللہ کے شروع میں مد کرتے ہیں اور آللہ اکبر کہتے ہیں۔

یہ دونوں صورتیں بالکل غلط ہیں ان دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اگر تکبیر تحریمہ میں اس طرح کہدیا تو نماز کا شروع کرنا ہی صحیح نہ ہوگا۔

مسائلِ سجدہ سہو ص ۳، بحوالہ صغیری

امام کو تکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں

اکثر و بیشتر اماموں کو دیکھا جاتا ہے کہ نماز پڑھاتے وقت تکبیراتِ انتقالیہ، حرکتِ انتقالیہ کے ساتھ ساتھ نہیں کہتے بلکہ کبھی تو منتقل ہونے کے بعد تکبیر کہتے ہیں اور کبھی دوسرے رکن تک پہونچنے سے پہلے ہی تکبیر ختم کر دیتے ہیں مثلاً قیام کی حالت سے منتقل ہوکر رکوع میں جاتے ہیں تو بعض امام جھکنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہیں۔ اور بعض امام اس قدر چھوٹا اللہ اکبر کہتے ہیں کہ رکوع میں پورے طور پر پہونچنے سے پہلے ہی اللہ اکبر کی آواز ختم ہوجاتی ہے اور اسی طرح سجدہ میں جاتے وقت اور سجدہ سے دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت بھی کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ ان دونوں صورتوں میں تکبیر کی سنتِ کامل ادا نہیں ہوئی۔ کامل سنت اسیوقت ادا ہوتی ہے جب کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ تکبیر شروع کرے اور جونہی دوسرے رکن میں پہونچے تکبیر کی آواز بند ہوجائے۔ اور بعض امام اللہ اکبر کو اس طرح کھینچتے ہیں کہ دوسرے رکن میں پہونچ جانے کے بعد بھی کچھ دیر تک انکی تکبیر کی آواز آتی رہتی ہے اس درجہ تکبیر کو کھینچنا مکروہ ہے۔

مسائل سجدۂ سہو، ص ۱۷

بحوالہ کبیری، ص ۳۱۳



دوسرا باب

نمازِ تراویح گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں

سوال :- نمازِ تراویح گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں ؟

جواب :- امامِ اعظم ابوحنیفہ رح اور حضرت امام شافعی رح اور شوافع علماء کی اکثریت اور بعض مالکیہ حضرات کا متفقہ طور پر مسلک ہے کہ نمازِ تراویح کا مسجد میں ہی پڑھنا افضل ہے جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رض اور ان کے بعد کے دوسرے صحابہ رض نے اس کو مسجد ہی میں پڑھنا مقرر کیا ہے اور پھر اس پر تمام مسلمانوں کا ہمیشہ عمل رہا ہے کیونکہ نمازِ تراویح شعارِ دین ہے اور نمازِ عید کے مشابہ ہے۔

(مظاہر حق (جدید) ترتیب ۱۴)

کُل تراویح حنفیہ کے نزدیک بیس رکعت ہیں ان کو جماعت سے پڑھنا سنت ہے اگر تمام اہلِ محلہ تراویح چھوڑ دیں تو سب ترکِ سنت کے وبال میں گرفتار ہوں گے۔

اکثر اہلِ محلہ نے تو تراویح جماعت سے پڑھی مگر اتفاقاً ایک دو شخص نے جماعت سے نہیں پڑھی بلکہ تنہا مکان میں پڑھی تب بھی سنت ادا ہو گئی۔

فتاوی محمودیہ ج ۲ ص ۳۵۰ بحوالہ کبیری ص ۳۸۴

تراویح کونسی مسجد میں افضل ہے

سوال :- نماز تراویح کونسی مسجد میں افضل ہے کیونکہ قریب ہیں جامع مسجد بھی ہے جبکہ جامع مسجد میں نماز کا پڑھنا زیادہ افضل بتایا گیا ہے ؟

جواب :- درمختار میں ہے کہ مسجدِ محلہ اہل محلے کے حق میں جامع مسجد سے افضل ہے۔

اور شامی نے بھی یہی لکھا ہے لِاَنَّ لَهُ حَقًّا عَلَيْهِ ، فَلْيُؤَدِّهِ — یعنی محلے والے پر مسجدِ محلہ کا حق ہے اس کو ادا کرنا چاہیے۔

(درمختار ۔ ج ۱ ص ۶۱۷)

محلے کی مسجد کا حق

سوال:- ہمارے محلے کی مسجد میں آٹھ رکعت تراویح تک نمازی رہتے ہیں پھر کم ہونے شروع ہو جاتے ہیں تو ہم اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں تراویح ادا کریں تو کیسا ہے کچھ حرج تو نہیں؟

جواب:- بیس رکعت تراویح با جماعت محلے کی مسجد میں ہونا ضروری ہے لہذا آپ لوگوں کو اپنی مسجد میں تراویح پڑھنی چاہیئے چاہے نمازی کم ہوں - اگر محلے کی مسجد میں تراویح نہ ہوگی تو سب گنہگار ہوں گے۔

فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۳۴۹ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۶۶۰

کیا اپنی مسجد چھوڑ سکتے ہیں

سوال:- اگر دوسری مسجد میں اچھا حافظ پڑھنے والا ہے تو کیا اس کا سننے جا سکتے ہیں؟

جواب:- اگر محلے کی مسجد میں امام غلط پڑھتا ہو تو اپنی مسجد کو چھوڑ دینے اور دوسری مسجد میں تراویح پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب دوسرا حافظ قرارت میں نرم اور آواز میں اچھا ہو اور اگر اس کے محلے میں ختم نہ ہوتا ہو (یعنی تراویح میں ختم نہ ہوتا ہو رنہ پڑھا جاتا ہو) تو اس کو اپنے محلے کی مسجد چھوڑ دینا اور دوسری مسجد تلاش کرنا چاہیئے۔

ترجمہ فتاوی عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۸۶

اگر اپنی مسجد کا امام قرآن شریف ختم نہ کرے تو پھر کسی دوسری مسجد میں جہاں پر ختم ہو تراویح پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ ختم کی سنت وہیں حاصل ہوگی۔

فتاوی محمودیہ ج ۲ ص ۲۵۵

نمازِ تراویح مسجد کی چھت پر ادا کیجائے

سوال:- ہمارے یہاں موسم گرما میں نماز عشاء اور تراویح وغیرہ مسجد کی چھت پر پڑھی جاتی ہے جماعت خانے میں نہیں پڑھی جاتی اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:۔ گرمی کی وجہ سے مسجد کے جماعت خانہ یا صحن مسجد کو چھوڑ کر چھت پر عشاء اور تراویح وغیرہ کی جماعت کرنا مکروہ ہے۔

ہاں! جن کو جماعت خانہ اور صحن میں جگہ نہ ملے اگر وہ چھت پر جاکر نماز پڑھیں تو بلا کراہت جائز ہے کہ یہ مجبوری ہے۔

کعبہ شریف کے اوپر نماز پڑھنا (بے ادبی اور بے حرمتی کی وجہ سے) مکروہ ہے۔

ہاں! اگر تعمیر اور مرمت کی وجہ سے چڑھنا ہو تو مکروہ نہیں ہے اسی طرح سے کوئی بھی مسجد ہو اس کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے اور اسی بنا پر یہ بھی مکروہ ہے۔

گرمی کی شدت سے چھت پر جماعت نہ کریں، مگر یہ کہ مسجد میں گنجائش نہ رہے تو اس مجبوری کی وجہ سے چھت پر چڑھنا مکروہ نہ ہوگا۔ بہر حال گرمی کی شدت ضرورت اور مجبوری نہیں پیدا کرتی کیونکہ اس سے یہی ہوتا ہے کہ مشقت بڑھ جاتی ہے اور جب مشقت بڑھ جاتی ہے تو اجر و ثواب بھی زیادہ ملتا ہے اس کو مجبوری نہیں کہا جا سکتا۔ فتاوی عالمگیری جلد ۵ ص ۳۲۲ پر ہے کہ تمام مسجدوں کی چھتوں پر چڑھنا مکروہ ہے۔ اس لئے سخت گرمی میں چھت پر چڑھ کر جماعت کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر مسجد تنگ ہو اور نمازیوں کے لئے وسعت نہ ہو تو ضرورتاً باقی لوگوں کا اوپر چڑھنا مکروہ نہیں ہے

گرمی میں صحن مسجد میں نماز باجماعت بغیر حرج کے صحیح ہے اگر کسی جگہ صحن داخل مسجد نہ ہو مسجد سے خارج ہو تو بانیٔ مسجد اور اگر وہ نہ ہو۔ تو جماعت کے لوگ متفق ہو کر داخلِ مسجد کی نیت کریں۔ (تو وہ مقام داخلِ مسجد ہو جائے گا) اور اس پر مسجد کے جملہ احکام جاری ہوں گے۔

فتاوی رحیمیہ ج ۳ ص ۳۱ بحوالہ کبیری ص ۳۹۲ و مجموعہ فتاوی سعدیہ ص ۴۸

دو کانوں میں نمازِ تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:۔ کسی بازار کے نمازی صرف کاروبار کے نقصان کا اندیشہ کر کے دوکانوں میں ہی الگ الگ جماعت تراویح کریں تو ان کا یہ فعل کیسا ہے۔؟

جواب:۔ نمازِ تراویح مسجد میں پڑھنا اور ختم تراویح مسجدوں میں سننا سنت ہے بلا عذر مسجد میں نہ جانا اور دوکانوں پر تراویح پڑھنا ترکِ سنت ہے۔

فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۹ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۶۰ مبحث التراویح

گھر میں تراویح کی جماعت کرنا

سوال:- تراویح کی نماز گھر میں با جماعت ادا کرنا اور مسجد میں نہ جانا کیسا ہے؟
جواب:- اگر کوئی جماعت اس طرح پڑھے کہ مسجد کی جماعت بند نہ ہو تو یہ درست ہے مگر یہ لوگ مسجد کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔
فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۱ بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۶۶۰ و شامی ج ۱ ص ۵۲۱

نمازِ عشاء با جماعت مسجد میں پڑھے اور تراویح گھر پر پڑھے تو کیا حکم ہے؟

سوال:- نمازِ عشاء با جماعت ادا کرنے والا، تراویح گھر میں پڑھے تو گنہگار رہے یا نہیں؟
جواب:- تراویح با جماعت کی ادائیگی سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ محلّے کی مسجد میں تراویح با جماعت ادا ہوتی ہو اور کوئی شخص اپنے مکان میں تنہا تراویح ادا کرے تو گنہگار نہ ہوگا مگر جماعت کی فضیلت سے محروم رہے گا۔
فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۴۹ بحوالہ در مختار مع شامی ج ۱ ص ۶۶۰

ایک حافظ کا چند جگہ ختم کرنا!؟

سوال:- بعض حافظ پانچ سات روز میں ایک مسجد میں قرآن شریف تراویح میں ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم تراویح میں سناتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں اور دوسری مسجد والوں کی تراویح ہو جاتی ہے یا نہیں؟ حافظ حضرات اور بعض عالم اسے جائز بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حافظ کا ایک ختم کرنا سنت ہے دوسرا ختم نفل ہے اور مقتدی کے واسطے ختم سنت ہے۔ تو سنت والوں کی نماز نفل والے کے پیچھے کیسے ہوگی؟
جواب:- ایک مسجد میں پانچ سات روز میں ختم شریف کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم حافظوں کو

کرنا درست ہے اور دوسری مسجد والوں کی تراویح صحیح ہے کیونکہ تراویح کی نماز تمام رمضان شریف میں سنت مؤکدہ ہے پس دوسری مسجد میں جو حافظ نے تراویح پڑھائی وہ بھی سنت مؤکدہ ہوئی اور مقتدیوں کی تراویح بھی سنت مؤکدہ ہوئی لہذا دونوں کی نماز متحد ہوئی علاوہ بریں نفل پڑھنے والے کے پیچھے سنت بھی ہوجاتی ہیں اور یہ شبہ غلط ہے کہ ختم قرآن شریف ایک بار سنت مؤکدہ ہے۔ دوسرا اور تیسرا ختم نفل ہے۔ کیونکہ نماز امام کی سنت مؤکدہ ہے ختم کے سنت نہ ہونے سے وہ نماز سنت ہونے سے خارج نہیں ہوئی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن افضل اور بہتر اس زمانے میں یہ ہے کہ امام حافظ ایک ختم سے زیادہ تراویح میں نہ پڑھے تاکہ مقتدیوں کو گراں نہ ہو۔

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۹۳ بحوالہ ردالمحتار ج اص ۶۶۲

تراویح کی دو جماعتیں کرنا

سوال:۔ حفاظ کی زیادتی کی وجہ سے تاکہ ان کو قرآن شریف یاد رہے اس مقصد سے ہم نے رمضان المبارک میں یہ معمول بنا رکھا ہے کہ عشاء کی نماز ہم سب محلے کی مسجد میں با جماعت ادا کرتے ہیں اس کے بعد کچھ حفاظ مدرسے کی عمارت میں تراویح پڑھاتے ہیں جہاں پر تھوڑے اور مصلی بھی شامل ہوجاتے ہیں اور بقیہ حفاظ اسی مسجد میں جہاں نماز عشاء پڑھی تھی تراویح پڑھاتے ہیں دریافت طلب یہ ہے کہ قرآن کی حفاظت کی نیت سے اس طور پر تراویح کی دو جماعتیں کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ سوال مذکورہ میں مسجد کی جماعت سے تخلّف مقصود نہیں ہے اس لئے یہ صورت جائز ہے ممنوع نہیں مدرسے میں باجماعت ادا کرنے سے جماعت کا ثواب تو مل جائے گا البتہ مسجد کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔ اس کی تلافی حفاظت قرآن کے مقصد سے پوری ہوجائے گی انشاء اللہ تعالیٰ

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۱۵

ایک مسجد میں دو حافظوں کا سنانا

سوال:۔ پانی پت کرنال میں یہ رواج ہے کہ دو حافظ تراویح میں کلام مجید پڑھتے

ہیں دس رکعت میں ایک حافظ اور دس میں ایک حافظ اس طرح جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ پانی پت میں جیسا رواج ہے یہاں پر بھی بعض مساجد میں ایسا ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے اگر دو حافظ پڑھائیں تو مستحب یہ ہے کہ ہر ایک حافظ ترویحہ پورا کر کے الگ ہو اگر ایک حافظ سلام پھیر کر بغیر ترویحہ پورا کئے ہوئے مثلاً چھ یا دس رکعت کے بعد جدا ہو گیا تو یہ مستحسن نہیں ہے۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۵ و ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۸۹

چند حفاظ کا ملکر تراویح پڑھانا

سوال :۔ ہمارے یہاں مسجد میں چار حافظ ملکر تراویح پڑھاتے ہیں پہلے حافظ صاحب چار رکعت پڑھاتے ہیں دوسرے حافظ صاحب آٹھ رکعت پڑھاتے ہیں تیسرے چار رکعت اور چوتھے چار رکعت ایسا کرنا درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ افضل یہ ہے کہ ایک یا دو حافظ ملکر تراویح پڑھائیں اگر ایسے جید اور باہمت نہ ہوں اور متعدد حفاظ تراویح پڑھائیں تو یہ بھی درست ہے تراویح ہو جاتی ہے۔
فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۸۹ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۴۷

دس دس رکعت دو مسجدوں میں پڑھانا کیسا ہے؟

سوال :۔ ایک مسجد میں خطیب امام مقرر ہے، تراویح اس قاعدہ سے پڑھاتے ہیں کہ عشاء کے فرض دوسرا شخص پڑھاتا ہے اور تراویح کی دس رکعت میں سوا پارہ حافظ صاحب پڑھاتے ہیں باقی تراویح کو دوسری سورتوں سے تراویح کی جماعت والوں میں سے ایک شخص پڑھاتے ہیں اس کے بعد وہ حافظ صاحب دوسری مسجد میں جاکر وہی سوا پارہ دس رکعت تراویح میں پڑھاتے ہیں یہ صورت جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ عالمگیری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دس دس تراویح دو مسجدوں میں پڑھانا درست ہے مگر قرآن شریف کے ختم پر معاوضہ درست نہیں۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۱ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۶۶۲۔ فصل فی التراویح

ایک مسجد میں دوسری جماعت

سوال:- تراویح اور وتر کی جماعت ہوگئی، کچھ لوگ بعد میں آئے تو دوسری جماعت کریں یا نہیں؟

جواب:- دوبارہ جماعت اس مسجد میں نہ کریں دلیل اس کی یہ ہے کہ ایک ہی مسجد میں تراویح کی متعدد جماعتوں کی وہی نوعیت لوٹ آتی ہے جس سے بچنے کے لئے خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے متفرق طور پر پڑھنے والوں کو ایک امام کی اقتداء میں جمع فرمایا تھا۔

ایک ہی مسجد میں متعدد جماعتوں کا سلسلہ حسب ارشاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہتر طریقے کے خلاف ہے۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۰۰

بحوالہ کبیری ص ۳۸۳

کسی مسجد میں ایک مرتبہ تراویح کی جماعت ہوچکی تو دوسری مرتبہ اسی شب میں وہاں سے تراویح کی جماعت جائز نہیں لیکن تنہا تنہا پڑھنا درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۳۵۰)

ایک مسجد میں دو جگہ تراویح

سوال:- ایک مسجد میں دو حافظ الگ الگ جگہ تراویح پڑھائیں اور درمیان میں آڑ یا روک ایسی کردی جائے جس سے دوسرے کی آواز سے حرج باقی نہ ہو۔ تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- مسجد میں دو جگہ تراویح پڑھنا بشرطیکہ از راہ نفسانیت نہ ہو اور ایک کا دوسرے سے حرج نہ ہو۔ تو جائز ہے۔ مگر افضل یہی ہے کہ ایک ہی امام کے ساتھ سب پڑھیں

امداد الفتاویٰ جلد اص ۴۶۹

تراویح میں ایک ختم سے زیادہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:- تراویح میں جو حافظ تین چار ختم پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے۔؟

سنت مؤکدہ صرف ایک ختم ہے باقی کا کیا حکم ہوگا نیز اگر ایک حافظ چند مساجد میں ختم پڑھے تو کیا حکم ہوگا اور دوسری مسجد والوں کو ختم کا ثواب ہوگا یا نہیں؟

جواب:۔ درمختار میں ہے کہ ایک مرتبہ ختم سنت ہے دوسری مرتبہ فضیلت ہے اور تین مرتبہ افضل ہے:
اور دوسری مسجد میں بھی دوسرا ختم درست ہے اور دوسری مسجد والوں کو ختم سنت کا ثواب حاصل ہوگا۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۷۴
بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۶۶۲ باب الوتر والنوافل، مبحث فی التراویح

تراویح میں قرآن شریف سننے سے قرآن کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

سوال:۔ زید کہتا ہے کہ تراویح کے اندر دو چیزیں ہیں اول قرات جو فرض ہے دوم سنت مؤکدہ جب تراویح کے اندر قرآن شریف پڑھا گیا تو دونوں چیزوں میں سے صرف ایک چیز کا ثواب حاصل ہوا یعنی اگر سنت مؤکدہ کا ثواب حاصل کیا تو قرأت کے ثواب سے محروم رہا۔ بعد عشار تراویح اسی وقت کسی سے قرآن پڑھوا کر سن لیا جائے تاکہ دونوں کا ثواب حاصل ہوجائے گا۔
جواب:۔ زید کا یہ قول غلط ہے۔ تراویح میں قرآن شریف پڑھنے سے قرآن شریف کا بھی ثواب۔ پڑھنے والے اور سننے والے کو بھی ہوتا ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۴۹

کسی شخص کی رعایت سے اگلے روز قرآن شریف کو لوٹانا کیسا ہے؟

سوال:۔ حافظ کسی شخص کی رعایت سے قرآن شریف کی ترتیب پوری کرے۔ یعنی اگر کسی..... شخص کا تراویح میں قرآن شریف سننا ترک ہوگیا ہو تو پھر اس کو دوسرے دن بیس رکعت میں پڑھنا کیسا ہے؟ جب کہ مقتدیوں کو بار اور تکلیف نیز وقت کی تنگی ہو حافظ ایسے شخص کی اکثر رعایت کرتا ہو تو ایسے حافظ کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟
جواب:۔ نماز تو اس کے پیچھے جائز ہے مگر خود یہ فعل کہ ایک شخص کی رعایت کرے اور دوسروں کو گرانی ہو مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر وہ شخص مفسد ہے کہ اس سے ضرر کا اندیشہ ہے تو مکروہ نہیں ہے۔
(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۸۹)

تیسرا باب سماعت

سماعت کی اجرت

سوال :- سماعتِ قرآن (سننے) کی اجرت اور پڑھنے کی اُجرت میں کیا فرق ہے؟ پہلی جائز دوسری ناجائز کیوں ہے؟

جواب :- سماعتِ قرآن کی غرض یہ ہے کہ جہاں حافظ بھولے گا وہاں سامع بتلائیگا۔ پس یہ تعلیم ہے اور تعلیم پر اُجرت لینے کے لئے جواز پر فتویٰ ہے برخلاف سنانے کے اس میں تعلیم مقصود نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۹۶)

بلا سامع قرآن شریف کا پڑھنا

سوال :- رمضان شریف میں قرآن شریف کا تراویح میں بلا سامع کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- اگر قرآن شریف خوب یاد ہو تو بلا سامع کے بھی پڑھنا درست ہے، اگر کہیں بھولا یا شبہ ہوا تو سلام پھیرنے کے بعد دیکھ لے اور اگر غلطی ہو تو لوٹائے مگر بہتر یہ ہے کہ سامع ہو تاکہ اطمینان رہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۴)

حافظ کو لقمہ کون دے

سوال :- حافظ تراویح میں غلطی کرے اور سامع اچھی طرح نہ بتلا سکے تب دوسری یا تیسری صف میں سے کوئی لقمہ دے تو کچھ حرج ہے؟

حافظ صاحب فرماتے ہیں اگر لقمہ دینا ہے تو پہلی صف میں کھڑا ہو تو اگر دیر میں آنے والے حافظ کو پہلی صف میں جگہ نہ ملے تو کیا اس کو لقمہ دینے کا حق نہیں ہے؟

جواب :- اگر سامع مقرر ہے تو اس کو غلطی بتلانی چاہئے کسی دوسرے کو جلدی نہ کرنا چاہئے اس سے نماز میں انتشار اور ایک طرح کی گڑبڑ ہو جاتی ہے البتہ اگر وہ نہ بتلا سکے یا اچھی

طرح نہ بتلائے تو اب جو بھی اچھی طرح بتلا سکے اس پر غلطی کی اصلاح کرنا فرض ہے خواہ کسی صف میں کھڑا ہو قریب ہو یا دور ہو اس پر فرض ہے کہ غلطی کی اصلاح کرے اگر اصلاح نہ کریگا تو گنہگار ہوگا۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ نماز میں حافظ صاحب کے ساتھ شریک ہو (پہلی صف میں ہو یا کسی بھی صف میں ہو جو نماز میں شریک نہ ہو اس نے اگر غلطی بتلائی اور امام نے اُسکی غلطی بتانے سے اصلاح کی تو نماز فاسد ہو جائے گی : (فتاوی رحیمیہ ج ۳ ص ۴۸)

چھوٹے سامع کو کہاں کھڑا کریں۔؟

سوال :- سامع اگر چھوٹا ہے تو کیا اس کو اگلی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب :- تیرہ چودہ برس کا امام نہیں ہو سکتا اگر بالغ نہ ہو لیکن تراویح میں بتلانے کی وجہ سے اس کو اگلی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں؟ (فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۷۴)

کیا سامع کو حافظ کے برابر میں کھڑا کر سکتے ہیں

سوال :- تراویح میں اگر حافظ صاحب اور سامع برابر میں کھڑے ہوں حافظ صاحب کو عذر سماعت ہو یا نہ ہو کیسا ہے؟

جواب :- اگر کچھ ضرورت ہو مثلاً یہ کہ حافظ صاحب کی سمجھ میں سامع کا بتلانا دور سے نہ آئے تو برابر میں کھڑا ہونا درست ہے۔ اور بلا ضرورت اچھا نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۹۵)

قرآن شریف میں دیکھ کر سماعت کرنا

سوال :- رمضان المبارک میں حافظ تراویح پڑھاتے ہیں تو ایک شخص قرآن شریف کھول کر بیٹھتا ہے وہ اپنے قریب کے مقتدی کو جس کی نظر قرآن شریف پر رہتی ہے۔ دیکھ کر لقمہ دیتا ہے اور قرآن شریف دکھلانے والا جماعت میں شریک نہیں ہوتا جب حافظ صاحب دوسری رکعت میں رکوع کرتے ہیں تو شریک ہوجاتا ہے اور ایک رکعت (حافظ صاحب کے سلام کے بعد)

ادا کرتا ہے اس طریقے سے نماز فاسد ہوئی یا نہیں ؟

جواب :- درمختار میں ہے کہ قرآن شریف میں دیکھ کر نماز پڑھنا یا دیکھ کر سننا دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہوجاتی ہے پس یہ صورت جو سوال میں درج ہے اس میں بھی نماز کے فاسد ہونے کا اندیشہ ہے لہٰذا اس طرح نہ کیا جائے۔

فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۶۸، بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۸۳، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا

بھول جانے کی وجہ سے خاموش ہوکر سوچنا کیسا ہے ؟

سوال :- بعض حافظ پڑھتے پڑھتے بھول جاتے ہیں تو کبھی حالتِ قیام میں چپ کھڑے ہوکر سوچنے لگتے ہیں کبھی قاعدہ میں تشہد سے پہلے یا بعد میں سوچنے لگتے ہیں اسکا کیا حکم ہے ؟

بھولتے وقت ادِھر اُدھر سے پڑھنا

بعض حافظ صاحب پڑھتے پڑھتے بھول کر خاموش تو نہیں ہوتے مگر کبھی اس سورت میں اور کبھی اُس سورت میں ادھر اُدھر پڑھتے رہتے ہیں اگر یاد آگیا تو صحیح پڑھنے لگتے ہیں اور اگر یاد نہیں آیا تو کچھ دیر تک پریشان رہکر رکوع کرکے نماز ختم کر دیتے ہیں۔ مگر یاد آنے نہ آنے دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کرتے ہیں آیا سجدہ سہو کرنا چاہیئے یا نہیں ؟

جواب :- ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کرلینا چاہیئے۔

(فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۷)

حافظ سامع کے تبلانے تک خاموش رہ سکتا ہے یا نہیں ؟

سوال :- حافظ سے غلطی ہوجاتی ہے اور سامع کے تبلانے تک حافظ خاموش رہتا ہے کیا اس سے تراویح میں کوئی خلل تو نہیں ہوگا ؟

نیز کیا سجدہ سہو کیا جائے اگر نہ کیا گیا تو نماز کے اعادہ کی ضرورت ہوگی یا نہیں ؟

جواب :- تراویح ہوجائے گی اعادہ کی ضرورت نہیں، لقمہ سننے کیلئے حافظ کے مزدنا

خاموش رہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں، ہاں اگر بیچ وقتی نماز ہو تو امام کو چاہیئے اگر تین آیت سے کم ہوئیں تو لقمہ کے انتظار میں کھڑا نہ رہے بلکہ جہاں سے یاد ہو پڑھ لے اگر تین آیتیں ہو گئی ہیں تو رکوع کردے۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۴ ص ۲۹۳)

حافظ کو تنگ کرنے کا حکم

سوال:۔ بعض حافظوں کی عادت ہوتی ہے کہ جو لڑکا پہلی محراب سناتا ہے اس کے سنانے کے وقت جاکر اس کو گھبرانے کیلئے اور بھلانے کے لئے زور سے پاؤں پیٹتے کھنکارتے یا کھانستے ہیں ایسے حافظوں کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:۔ ایسا کرنا جائز نہیں ہے حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اغلوطات سے منع فرمایا ہے یعنی جو امور کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالیں ان سے بچنا ضروری ہے۔

(فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۶ بحوالہ حدیث ابوداؤد و مشکوۃ کتاب العلم ص ۳۵)

صرف لقمہ دینے کی نیت سے تراویح میں شرکت کرنا

سوال:۔ جو شخص نمازِ تراویح میں اس نیت سے شریک ہو کہ حافظ غلطی کر رہا ہے۔ اس کو بتلا کر علیحدہ ہو جاؤں گا تو اس صورت سے وہ مقتدی ہو گیا یا نہیں؟ اگر حافظ کو لقمہ دیکر الگ ہو گیا تو حافظ کی نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب (تراویح میں شریک ہونے والا) مقتدی ہو گیا اور نماز پوری کرنی اس کے ذمہ لازم ہو گئی۔ حافظ تو لقمہ لے لیگا اس کو کیا خبر یہ بتلا کر علیحدہ ہو جائے گا۔ نماز امام کی ہو گئی اس نیت سے شریک ہونا برا ہے وہ نماز اس کے ذمہ پوری کرنی لازم ہے۔

(فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۸۸)

(بحوالہ ہدایہ باب النوافل ج ۱ ص ۱۲۱)

تراویح میں غلط لقمہ دے کر پریشان کرنا

سوال :- بعض برائے حافظ نئے حافظ کو تراویح میں غلط لقمہ دیکر پریشان کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :- یہ بھی انہیں اغلوطات میں سے ہے جن کی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے۔ رواہ ابوداؤد عن معاویۃ قال اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنِ الْاُغْلُوْطَاتِ۔ یعنی جو امور کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالیں ان سے بچنا ضروری ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۸ بحوالہ مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۵)

نیت باندھ کر لقمہ دے، یا بے وضو لقمہ دے۔؟

سوال :- بعض حافظ دوسرے حافظ کی قرأت کو نماز سے خارج بیٹھے بیٹھے سنا کرتے ہیں جب وہ بھول جاتا ہے تو وہ جلدی سے صف میں یا قریب صف کے نیت باندھ کر اس کو بتلا دیتے ہیں اور پھر فوراً نیت توڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور بعض ناخداترس ایسی صورت میں کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ بغیر وضو کے یا پانی پر قدرت ہوتے ہوئے تیمم کر کے نیت باندھ کر بتا دیتے ہیں ان دونوں صورتوں میں لقمہ دینے اور لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر نیت باندھ کر بتلائیں گے تو امام کی نماز میں کوئی خلل نہیں آئے گا مگر اس کو نیت توڑنے کا گناہ ہوگا اور قضا لازم ہوگی۔ اور جو بے وضو بتلایا یا پانی کے ہوتے ہوئے تیمم کر کے بتلایا اور امام نے لقمہ لے لیا تو اس کی نماز فاسد ہوئی اور مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہوئی۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۸۔ بحوالہ عالمگیری کشوری باب سابع مایفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۹۰)

تراویح کے وقت پیچھے بیٹھ کر گفتگو کرنا

سوال :- بعض مقتدی ایسا کرتے ہیں کہ جب حافظ تراویح میں دو تین یا اور زیادہ پارے پڑھتا ہے تو یہ صف سے دور نماز سے باہر خاموش بیٹھے یا لیٹے رہتے ہیں یا چپکے چپکے گپ شپ

کیا کرتے ہیں مگر خاموشی کی حالت میں بھی قرآن شریف سننا ان کا مقصد ہرگز نہیں ہوتا اُن کو سننے کا ثواب ملیگا یا نہیں اور اس فعل کا شریعت میں کیا حکم ہے ؟

جواب :- ظاہر ہے ایسے وقت بات چیت کرنا گناہ ہے اور ثواب کو ختم کرنیوالا ہے۔ اور چپ لیٹے یا بیٹھے رہنا اگرچہ نیت سننے کی نہ ہو مگر کان میں آواز آتی ہے تو سننے کا ثواب مل جائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۹۔ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۹۔ فصل فی القراۃ)

تراویح کے وقت رکوع کا انتظار کرنا

سوال :- تراویح کے وقت بعض افراد بیٹھے رہتے ہیں اور حافظ صاحب جب رکوع میں جاتے ہیں تو کھڑے ہوکر رکوع میں شامل ہوجاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے ؟

جواب :- اس طرح کرنا منع ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۴۵۔ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۹

سامع نہ ہونیکی مجبوری پر قرآن میں دیکھکر سننا کیسا ہے؟

سوال :- ماہ رمضان المبارک میں اکثر ایسا موقع ہوا کرتا ہے کہ بجز اس حافظ کے جو تراویح پڑھاتا ہے کوئی دوسرا حافظ سامع نہیں ہوتا اگر ایسی صورت میں کسی مقتدی نے جو غیر حافظ ہے قرآن کھول کر سماعت کی اور غلطی پر لوٹا کا۔ اور نماز کی پہلی رکعت میں مجبوری کی وجہ سے شامل نہیں ہوا تو جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :- جو شخص امام کی نماز میں شریک نہیں ہے وہ امام کو قرارت وغیرہ میں لقمہ نہیں دے سکتا اگر لقمہ دیگا اور امام لقمہ لیگا تو امام کی اور جماعت کی نماز فاسد ہوجائیگی۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۱۲)

شیعہ حافظ لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال :- اگر تراویح میں حافظ غلطیاں کرتا ہے اور سامع بھی چوک جاتا ہے اور شیعہ حافظ موجود ہے اگر وہ نیت کرکے اقتدا میں آکر بتلائے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :- اگر شیعہ ایسا ہے کہ نہ تبرّا گو ہے اور نہ منکرِ صحبت حضرت صدیق رض اور نہ قائل قذفِ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا تو اس صورت میں لقمہ دینا جائز ہے اور اس کے بتلانے سے لقمہ لینے والے کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔

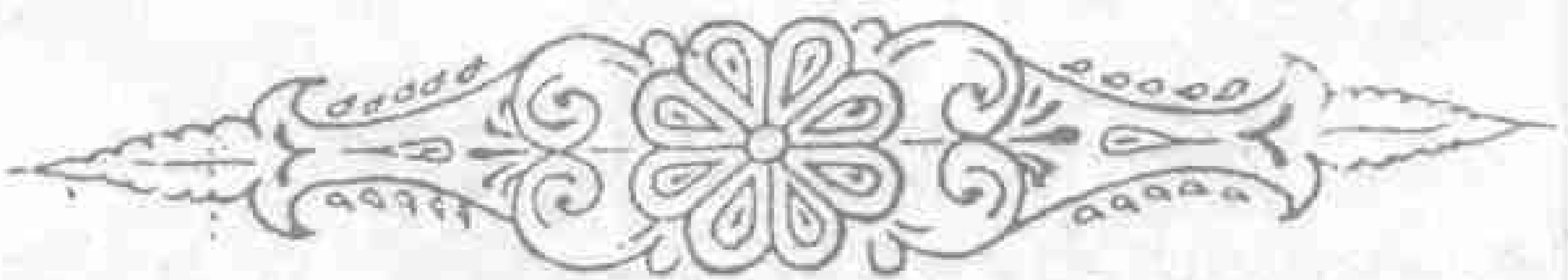
اگر وہ شیعہ غالی ہے جس میں امورِ مذکورہ موجود ہوں یعنی تبرائی ہو اور منکرِ صحبت خلیفہ اوّل رض ہو اور حضرت صدیقہ رض کے اِفک کا قائل ہو۔ تو چونکہ ایسا شیعہ مرتد کافر ہے اس لئے اس کے بتلانے سے اور امام کے لقمہ لینے سے امام کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز باطل ہوجائے گی۔

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۴۹۔ بحوالہ درمختار فصل فی المحرمات ج ۱ ص ۲۹

رکوع کا انتظار کرنا!

جماعت ہورہی ہے اور ایک شخص بیٹھا رہتا ہے جب امام رکوع میں جاتا ہے تو فوراً یہ بھی نیت باندھ کر امام کے رکوع میں شریک ہوجاتا ہے یہ فعل مکروہ ہے اور تشبہ بالمنافقین ہے۔

فتاویٰ محمودیہ جلد دوم ص ۳۵۴



چوتھا باب ترویحہ

ترویحہ کیوں ہوتا ہے

تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کو ترویحہ کہتے ہیں تراویح ترویحہ کی جمع ہے اس کے اصلی معنی استراحت کے ہیں جو راحت سے ماخوذ ہے۔ چونکہ بیس رکعتوں میں پانچ ترویحے ہوتے ہیں اس لئے اس نماز کو تراویح کہا جاتا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ نماز پڑھنا شریعت کی نظر میں راحت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے قُرَّتُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور ایک دوسری حدیث میں آپؐ کا ارشاد ہے۔ روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری خوشی اس وقت جب اپنے رب سے ملاقات کرتا ہے بظاہر ملاقات سے مراد تراویح ہے۔

ایک حدیث میں آپ کا ارشاد ہے: اَرِحْنَا بِالصَّلٰوةِ يَا بِلَالُ! یعنی اے بلال نماز کی تکبیر کہکر ہم کو آرام پہنچاؤ۔ بہرحال اس قسم کی احادیث کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ چار رکعت کا نام ترویحہ اس لئے ہے کہ اس سے راحت اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔

ترویحوں کے درمیان میں ایک ترویحہ کی مقدار بیٹھنا مستحب ہے اور اگر حافظ سمجھے کہ پانچویں ترویحے اور وتر کے درمیان میں بیٹھنا مقتدیوں کو بھاری ہوگا تو نہ بیٹھے پانچویں ترویحے میں اختیار ہے۔ (اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۹۰)

ترویحہ میں کتنی دیر بیٹھنا چاہیئے؟

سوال:- مقدار ترویحہ یعنی چار رکعت کے بعد جو بیٹھتے ہیں اس کی کیا مقدار ہے اس ترویحے سے کیا مراد ہے آیا وہ چار رکعت جن میں پڑھا گیا ہے یا جتنی دیر میں چار رکعت مختصر نفل پڑھی جائیں؟

جواب:- بَعْدَ كُلِّ اَرْبَعَةٍ بِقَدْرِهَا سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ

وہ تمام رکعات جتنی دیر میں پڑھی گئی ہیں وہ مراد ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۹۰)

ترجمہ عالمگیری ہندی میں ہے کہ اگر نمازیوں کو گرانی اور کمی جماعت کا اندیشہ ہو تو اس سے بھی کم بیٹھنا درست ہے لیکن مقتدیوں کی جلدی اور گرانی کے باعث (تسبیح) رکوع و سجود اور سبحانک اللہم اور درود چھوڑنا بالکل درست نہیں ہے البتہ دعا کے چھوڑنے ہیں یعنی سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ الخ وغیرہ کے چھوڑنے ہیں بشرطیکہ مقتدیوں کو جلدی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ترجمہ عالمگیری ہندیہ ص ۱۸۵)

ترویحے کے بعد بلند آواز سے درود پڑھنا

سوال:- تراویح کی چار رکعت ادا کرنے کے بعد ترویحہ میں بعض حضرات تسبیح آہستہ پڑھکر خواجہ عالم کے درود کے بعد بلند آواز سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ اس کی اصل کسی کتاب میں شرعاً پائی جاتی ہے یا نہیں؟

جواب:- اس کی اصل ہیئت کذائیہ (حقیقت) شریعت میں کچھ نہیں ہے۔ فقہاءؒ نے یہ لکھا ہے کہ تراویح کے ترویحہ میں یعنی چار رکعت کے بعد اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے یا رکعات نفل پڑھے یا قرآن شریف پڑھے۔ یا کچھ نہ کرے۔

(فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۹۴ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۱ مبحث التراویح)

ترویحہ کی دعا کا ثبوت ہے یا نہیں

تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد جو ذکر مشہور ہے وہ کسی روایت اور حدیث میں نہیں ملتا البتہ علامہ شامیؒ نے قہستانی وغیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ترویحہ کے بعد یہ ذکر کیا جائے۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ

شامی ج ۱ ص ۶۶۱

ہر چار رکعت پر دعا مانگنا

سوال :۔ تراویح میں ہر چار رکعت پر حافظ اور مقتدیوں کے ملکر دعا کرنے کا دستور ہے تو کیا یہ سنت طریقہ ہے ؟ حافظ صاحب زور سے دعا پڑھتے ہیں کوئی کچھ پڑھ نہیں سکتا تو کیا ترویحہ میں صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔؟

جواب :۔ تراویح میں ہر ترویحہ کے بعد حافظ اور مقتدیوں کا ملکر دعا کرنے کا دستور سنت کے مطابق نہیں ہے رسمی اور رواجی ہے۔

شریعت مطہرہ نے اجازت دی ہے۔ اجازت میں دخل بے فائدہ ہے اور دوسرے اذکار مثلاً تلاوت۔ تسبیح۔ نفل وغیرہ سے روکنے کے مترادف ہے لہذا طریقہ مذکورہ قابل ترک ہے جس کا جی چاہے پڑھے مگر اس طرح کہ دوسروں کا حرج نہ ہو۔ نہ منع کیا جائے اختیار ہے چپ بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے یا تلاوت کرے۔ یا درود شریف پڑھے۔ یا نفل نماز پڑھے مگر جماعت سے مکروہ ہے یا یہ تسبیح پڑھے۔ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ الخ

(فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۲۵۲ بحوالہ شامی مع درمختار ج ۱ ص ۶۶۱)

ہر ترویحے میں ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا

سوال :۔ تراویح کے ہر ترویحے میں تسبیح و تہلیل کے بعد امام و مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا یا صرف مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں ؟ نیز اگر حافظ ترویحے میں دعاء اس خیال سے مانگتا ہو کہ اس کا ثبوت نہیں اور اس سے مقتدیوں کا فرمائش کرنا کہ دعا ضرور مانگے اس میں کوئی مضائقہ ہے یا نہیں ؟ حافظ اگر مقتدیوں کا کہا پورا نہیں کرتا تو مقتدی ناراض ہوتے ہیں تو اس صورت میں حافظ صاحب کو کیا کرنا چاہیئے ؟

جواب :۔ تراویح کے ہر ایک ترویحہ میں تسبیح و تہلیل وغیرہ اور دعاء ماثورہ کا پڑھنا منقول ہے۔ اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا صرف بیس رکعت کے ختم پر معمول ہے بس ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ حافظ صاحب کو اس صورت میں مقتدیوں کا کہنا ماننا ضروری نہیں ہے اور نہ مقتدیوں

کو اپنے امام کو ایسا حکم کرنا چاہیئے کیونکہ امام متبوع ہوتا ہے نہ کہ تابع جیسا کہ مشکوٰۃ کی حدیث کا مفہوم ہے امام اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی اقتداء کیجائے۔

(فتاوی دار العلوم ج ۱ ص ۲۷۹ بحوالہ مشکوٰۃ فصل اوّل ص ۱۰۱)

فتاوی رحیمیہ میں ہے کہ امام اور قوم کا اجتماعی دعا کرنے کو ضروری سمجھنا اور دعا نہ کرنے والوں پر اعتراض کرنا درست نہیں ہاں انفراداً دعا کرے تو منع نہیں ہے۔

فتاوی رحیمیہ ج اوّل ص ۳۴۷

ترویحہ میں وعظ کہنا

سوال:- عام طور سے ساجد میں تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تسبیح پڑھی جاتی ہے مگر ایک مسجد میں اس کے برخلاف اس تھوڑے وقت میں وعظ کہا جاتا ہے کیا یہ دونوں امر جائز ہیں یا نہیں؟

جواب:- ہر چار رکعت کے بعد شروع اور مستحب یہ ہے کہ تسبیح و تہلیل اور درود شریف وغیرہ پڑھیں اگر ضروری وعظ کبھی ہو جائے جس کی ضرورت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر اس کا التزام کہ ہر ترویحے میں وعظ ضرور کہا جائے یہ اچھا نہیں ہے جیسا کہ در مختار میں ہے کہ چپ بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے۔ یا تلاوت کرے۔ یا درود شریف پڑھے۔ یا نفل نماز تنہا پڑھے۔

(فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۴ - بحث صلاۃ التراویح ج ۱ ص ۶۶۱ بحوالہ رد المحتار)

ترویحوں میں یہ کلمات پڑھنا کیسا ہے

سوال:- ہمارے یہاں تراویح شروع کرنے سے قبل ایک شخص بلند آواز سے یہ کلمات پڑھتا ہے: صلوٰۃ التراویح سنۃ رحمکم اللہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد اس کے بعد تراویح شروع ہوتی ہے دو رکعت کے بعد یہ تسبیح پڑھتا ہے: یَا کَرِیْمَ الْمَعْرُوْفِ یَا قَدِیْمَ الْاِحْسَانِ ، اَحْسِنْ اِلَیْنَا رَبَّنَا بِاِحْسَانِكَ الْقَدِیْمِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰہِ وَنِعْمَۃٌ وَّمَغْفِرَۃٌ وَّرَحْمَۃٌ لَا اِلٰـہَ

اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ " چار رکعت کے بعد اَلْبَدْرُ مُحَمَّدُ بِالْمُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وسلم لا الٰہ الا اللّٰہُ واللّٰہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھنے کے بعد یاکریم المعروف الخ پڑھتا ہے۔ اور دوسرے ترویحے میں، خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ بِالتَّحْقِیْقِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدُنَا اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ رضی اللہ عنہ لا الٰہ الا اللّٰہ الخ پڑھتا ہے۔ اور پھر تیسرے ترویحہ میں مُزَیِّنُ الْمَسْجِدِ وَالْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدُنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لا الٰہ الا اللّٰہُ الخ پڑھتا ہے۔ اور چوتھے ترویحے میں جَامِعُ الْقُرْاٰنِ کَامِلُ الْحَیَاءِ وَالْاِیْمَانِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدُنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ لا الٰہ الا اللّٰہُ الخ اور پانچویں ترویحے میں اَسَدُ اللّٰہِ الْغَالِبُ مُظْھِرُ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ اِمَامُ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدُنَا عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ لا الٰہ الا اللّٰہ الخ پڑھتا ہے اور سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ بھی ایک آدمی پڑھتا ہے۔ اور یہ تمام اوراد بلند آواز سے پڑھے جاتے ہیں جس کی وجہ سے دوسرے لوگ تسبیح وغیرہ کچھ نہیں پڑھ سکتے۔ اور وتر سے پہلے اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ لا الٰہ الا اللہ الخ پڑھتا ہے۔ کیا ان تمام کلمات کا پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔ اور ان کے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:- یہ سب باتیں سنت کے مطابق نہیں ہیں محض رسمی اور رواجی ہیں لہٰذا قابلِ ترک ہیں، دو رکعت پر ترویحہ نہیں ہے۔ البتہ چار رکعت کے بعد ترویحہ ہے اور اس قدر بیٹھنے کا حکم ہے کہ نمازیوں پر بار نہ گذرے۔ اور اس میں اجتماعی دعا اور ذکر نہیں ہے، لوگ انفرادی طور پر جو چاہیں پڑھیں، چاہے تلاوت کریں، یا نفل پڑھیں یا ذکر و اذکار میں مشغول رہیں، یا درود شریف پڑھتے رہیں، یا خاموش بیٹھے رہیں۔ سب جائز ہے ایک چیز کا سب کو پابند بنادینا شریعت کی دی ہوئی آزادی پر پابندی لگانا ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۹۱

ترویحے میں تسبیح آہستہ پڑھے یا زور سے؟

سوال:۔ تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد جو تسبیح پڑھی جاتی ہے یعنی سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ الخ اسکو امام اور مقتدی زور سے پڑھیں یا آہستہ یا امام اور مقتدیوں کے حکم میں کچھ فرق ہے؟

جواب:۔ تسبیحِ مذکور آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔ زور سے نہ پڑھنا چاہیئے امام بھی آہستہ پڑھے اور مقتدی بھی آہستہ پڑھیں۔ جیسا کہ مشکوٰۃ کی حدیث میں ہے يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِرْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا (الحدیث)۔

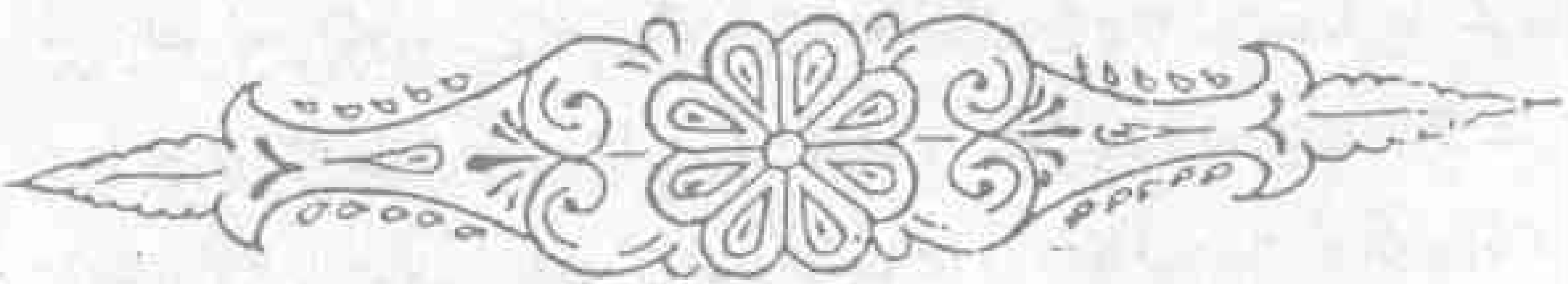
لوگو اپنے اوپر نرمی سے کام لو (دعا زور سے نہ مانگو) اس لئے اگر تم کسی بہرے یا غیر موجود کو نہیں پکار رہے ہو۔

فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۳

بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۱

باب ثواب التسبیح فصل اول







پانچواں باب

تراویح کب سے شروع ہوتی ہے اور کب تک رہتی ہے اور کیا وقت ہے ؟

جس رات رمضان کا چاند دیکھا جائے اسی رات سے تراویح شروع کیجائے اور عید کا چاند نظر آجائے تو چھوڑ دی جائے۔

پورے ماہ تراویح پڑھنا سنت ہے اگرچہ تراویح میں قرآن شریف مہینے سے پہلے ہی ختم کر دیا ہو مثلاً پندرہ بیس دن وغیرہ میں پورا قرآن پڑھ دیا جائے۔ تو بقیہ دنوں میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جلدی سے کسی مسجد میں آٹھ دس دن میں قرآن شریف سن لیں پھر چھٹی۔ اس لئے یہ ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ یہ دو سنتیں الگ الگ ہیں تمام کلام اللہ کا تراویح میں پڑھنا یا سننا ایک مستقل سنت ہے اور پورے رمضان شریف کی تراویح مستقل ایک الگ سنت ہے پس اس صورت میں ایک سنت پر عمل ہوا اور دوسری سنت رہ گئی البتہ جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وغیرہ یا کسی وجہ سے ایک جگہ تراویح پڑھنا مشکل ہو تو ان کے لئے مناسب ہے کہ اول قرآن شریف چند روز میں جہاں پر ختم ہوتا ہو وہاں سُن لیں، تاکہ قرآن شریف ناقص نہ رہے۔

پھر جہاں وقت ملے اور موقع ہو وہاں تراویح پڑھ لی جائے۔ قرآن شریف بھی اس صورت میں ناقص نہیں ہوگا اور اپنے کام میں بھی حرج نہ ہوگا۔ تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے اگر نمازِ عشاء سے پہلے تراویح پڑھ لی جائے۔ تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا۔ مظاہر حق جدید ترتیب ۱۴۰ ۔ و فضائل رمضان مولانا زکریا رح ص ٦

تراویح میں ایک ختم سے مراد کونسی سنت ہے ؟

سوال :۔ رمضان میں تراویح میں ایک ختم کرنا فقہاء نے سنت لکھا ہے اس سے

کونسی سنت مراد ہے مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ؟

جواب :- صحیح مذہب اور قول اصح یہ ہے کہ تراویح میں ایک قرآن ختم کرنا سنتِ مؤکدہ ہے قوم کی کاہلی کیوجہ سے اسے ترک نہ کیا جائے۔ اور دو ختم کرنے میں فضیلت ہے اور تین ختم کرنا افضل ہے۔ اور جہاں فقہاء نے ایک ختم کو سنت لکھا ہے اس سے ظاہراً سنتِ مؤکدہ مراد ہے بعض فقہا لکھتے ہیں کہ کسی جگہ کے لوگ اتنے سست اور بد دل اور بد شوق ہوں کہ پورا قرآن شریف سننے کی تاب نہ رکھتے ہوں تو اتنا پڑھے کہ مسجدیں جماعت سے خالی نہ پڑ جائیں ایسی ابتر حالت نہ ہو تو ایک ختم سے کم نہ کرے کیوں کہ یہی سنت ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۴۰۶ ، بحوالہ البحر الرائق ج ۱ ص ۶۱

مہینے میں ایک ختمِ قرآن سنّت ہے

مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے مگر لوگوں کی کاہلی یا سستی کیوجہ سے اس کو ترک نہ کرنا چاہیئے لیکن اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہیں آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ہی ناگوار ہوگا تو بہتر ہے جس قدر لوگوں کو گراں نہ گذرے اسی قدر پڑھا جائے اور باقی اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے آخیر تک کی دس رکعت پڑھ دیجائیں۔ (مظاہر جدید ترتیب ۱۴)

آنحضرت ؐ سے بیس رکعت کا ثبوت

سوال :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں کتنی رکعات تراویح پڑھی ہیں ؟

جواب :- بیس تراویح پر اجماع ہے اور احادیث سے ثابت ہے بیس بیس رکعت تراویح پڑھنی چاہیئے آنحضرت ؐ نے بھی بیس رکعت پڑھی ہیں۔

مُصَنَّف ابنِ ابی شیبہ، طبرانی اور بیہقی میں یہ حدیث موجود ہے : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً سِوَی الْوِتْرِ ـــــ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں

بیس رکعتیں وتر کے علاوہ پڑھا کرتے تھے۔ فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۷۲
بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۰ بحث التراویح

تراویح آنحضرت صلعم سے ثابت ہے

سوال :- تراویح کا پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں ؟

جواب :- تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات پڑھی ہیں پھر صحابہ کرام رضی نے آپ کے بعد اس پر مواظبت (پابندی) فرمائی ہے لہذا تراویح باجماعت ہوگئی۔

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۳۔ بحوالہ ابوداؤد و ردالمحتار ج ۱ ص ۶۵۹ بحث صلوٰۃ التراویح

تراویح باجماعت سنت ہے یا نہیں ؟

سوال :- کیا تراویح باجماعت مسجد میں پڑھنا ضروری ہے ؟ گھر میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب :- تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا سنت ہے مگر سنت کفایہ ہے یعنی مسجد میں اگر تراویح کی جماعت نہ ہوگی تو اہلِ محلہ گنہگار ہوں گے اور تارکینِ سنت بھی۔ اگر بعضوں نے جماعت مسجد میں ادا کی اور بعضوں نے گھر میں ادا کی تو ترکِ سنت کا گناہ نہ ہوگا مگر جماعت اور مسجد کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۲۵۲ بحوالہ صغیری ۲۰۵)

تراویح بلا عذر شرعی چھوڑنا کیسا ہے ؟

سوال :- تراویح کو بلا عذر قصداً چھوڑنا اور یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود چھوڑی ہیں اس لئے ہم بھی چھوڑتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :- تراویح سنتِ مؤکدہ ہیں بلا عذر ان کو چھوڑنے والا عاصی اور گنہگار ہے۔ خلفاء راشدین، تمام صحابہ اور سلفِ صالحین سے اس کی پابندی ثابت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ مجھے خیال ہے کہ کہیں فرض نہ ہوجائیں۔ یہی ایک چیز ہے جس کی وجہ سے

آنحضرتؐ نے مواظبت نہیں فرمائی حقیقت میں آپؐ کا یہ فرمانا ہی خود ان کے اہتمام کی کھلی دلیل ہے کسی شخص کا یہ عذر کرنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح ترک کی ہیں میں بھی چھوڑتا ہوں قطعاً ناقابل قبول اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۸۱ خلاصہ ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۵۹

تراویح کے چھوڑنے والے کا حکم

سوال:۔ جو لوگ تراویح نہیں پڑھتے ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: تراویح امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہیں اور جماعت بھی تراویح میں سنت ہے اس کے چھوڑنے والے مسیٔ (خطاکار) اور گنہگار ہیں۔

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۵۔ بحوالہ ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۰

تراویح روزے کے تابع نہیں ہے

سوال:۔ زید کہتا ہے کہ جو لوگ عذر شرعی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے وہ نماز تراویح ضرور پڑھیں ان کو ثواب ضرور ہوگا۔ بکر کہتا ہے معذور شخص جو روزہ نہ رکھے وہ تراویح بھی نہ پڑھے بلکہ جو شخص روزہ نہ رکھے اس کا تراویح پڑھنا الٹا عذاب ہے ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے؟

جواب:۔ زید کا قول صحیح ہے بکر غلط کہتا ہے تراویح کے لئے روزہ شرط نہیں ہے۔

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۷۲۔ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۵۹۔ باب النوافل مبحث فی التراویح

نماز تراویح روزہ کے تابع نہیں ہے جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح پڑھنا سنت ہے اگر نہیں پڑھیں گے تو ترک سنت کے گنہگار ہوں گے۔ (مظاہر حق جدید ترتیب ...)

تراویح پڑھے اور دن میں روزہ نہ رکھے تو اس کا حکم کیا

سوال:۔ جس روز رات کو تراویح پڑھے اگر صبح کو روزہ نہ رکھے تو اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:۔ اگر کوئی عذر ہے مثلاً مرض یا سفر ہے تو روزہ نہ رکھے مباح اور درست ہے کچھ گناہ نہیں ہے اور بے عذر رمضان کا روزہ نہ رکھنا گناہِ کبیرہ ہے جس کا بدلہ تمام عمر کے روزوں سے بھی نہیں ہوسکتا۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۸۶

بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۱ و مشکوٰۃ ص ۱۷۷

وظیفہ کی وجہ سے جماعتِ وتر کا ترک کرنا

سوال:۔ ایک شخص عشاء کی سنت اور وتر کے درمیان ایک وظیفہ کا عادی ہے رمضان میں چونکہ وتر جماعت سے ہوتے ہیں تو وظیفہ کیسے پڑھنا چاہیئے اگر وظیفہ پڑھتا ہے تو بارہ تراویح چھوٹ جاتی ہیں اور آٹھ ملتی ہیں۔ اور آٹھ تراویح پڑھ کر وتر کی جماعت میں شریک ہوجائے یا کیا جماعت وتر کو چھوڑ دے یا وظیفہ کو رمضان میں ترک کردے۔؟

جواب:۔ وظیفہ کی وجہ سے جماعتِ وتر کو چھوڑنا نہیں چاہیئے اور تراویح بیس رکعت پڑھنی چاہیں۔ وظیفہ اگر پڑھنا ہو تو وتر کے بعد یا کسی اور وقت پڑھ لے۔

غرض یہ ہے کہ وظیفہ کی وجہ سے کسی واجب و سنت کو ترک نہ کرے بلکہ وظیفہ ہی کو چھوڑ دے یا دوسرے وقت پڑھ لے۔ فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۰۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۶۰

تراویح کے وقت نیند کا غلبہ ہو تو کیا حکم ہے

سوال:۔ تراویح کے وقت نیند کا غلبہ زیادہ ہو، مونہہ پر پانی چھڑکنے کے باوجود نیند ستائے تو نماز چھوڑ کر سونے کے لئے گھر جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جی ہاں جاسکتا ہے اس میں کچھ حرج نہیں نیند کے غلبہ کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے اور منع ہے نیند پوری ہونے کے بعد بقیہ تراویح کو وقت کے اندر (صبح صادق تک) پڑھ لے۔ فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۲۵۵ بحوالہ صغیری ص ۲۱۱

اور ترجمہ عالمگیری ہندیہ میں ہے کہ اگر نیند کا غلبہ ہے تو جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا مکروہ ہے بلکہ علیحدہ ہوجائے اور خوب ہوشیار ہوجائے۔ اس لئے کہ نیند کے ساتھ نماز

پڑھنے میں سستی اور غفلت ہوتی ہے اور قرآن میں غور و فکر کرنا چھوٹتا ہے،،
(ترجمہ ہندیہ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۰ کتاب الصلوٰۃ)

مقتدی قعدہ میں سوجائے تو کیا حکم ہے

کسی شخص نے تراویح کی نماز امام کیساتھ شروع کی جب امام صاحب نے قعدہ کیا تو وہ سو گیا" اس عرصہ میں امام صاحب نے سلام پھیر کر دوسرا دوگانہ بھی پڑھا اور تشہد کیوا سطے قعدے میں بیٹھے تو اس وقت وہ شخص ہوشیار ہوا اگر اس کو یہ معلوم ہوگیا تو سلام پھیر دے اور دوبارہ نیت باندھ کر امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہوجائے اور جس وقت امام سلام پھیرے تو کھڑا ہو کر دو رکعتیں جلد پڑھ لے اور سلام پھیر دے پھر امام کے ساتھ تیسرے دوگانہ میں شریک ہوجائے۔ (ترجمہ ہندیہ فتادی عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۰ کتاب الصلوٰۃ۔)

تحریمہ میں مقتدی کی غلطی

بعض مرتبہ مقتدی بھی ایسی غلطی کر بیٹھتے ہیں جس سے ان کی نماز فاسد ہوجاتی ہے مثلاً امام کے تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنے سے پہلے مقتدی اللہ اکبر کہدیتے ہیں یا امام کے لفظ اللہ ختم ہونے سے پہلے ہی لفظ اللہ کہدیتے ہیں ان دونوں صورتوں میں نماز کا شروع کرنا صحیح نہیں ہوتا ان مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ پھر سے دوبارہ اللہ اکبر کہکر امام کے پیچھے نماز کی نیت باندھیں۔

(مسائل سجدہ سہو ص ۴۴، بحوالہ صغیری ص ۲۴۳)

اکثر مقتدیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اگر امام رکوع میں چلا گیا تو اس کے ساتھ رکوع میں شریک ہونے کے لئے سیدھے کھڑے ہوئے بغیر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے ہیں اس طور پر کہ ان کی اللہ اکبر کی آواز رکوع میں پہونچکر ختم ہوتی ہے

اس طرح نماز میں شریک ہونا درست نہیں تکبیر تحریمہ کے فارغ ہونے تک کھڑا ہونا فرض ہے۔ یعنی سیدھے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کی آواز ختم ہوجائے اس کے بعد رکوع کیلئے جھکنا چاہیئے۔

اگر تکبیرات تحریمہ بحالت قیام ختم نہ ہوں تو اس کا نماز میں شمول صحیح نہیں ہوا۔ (کتاب المفتی ج ۳ ص ۲۹۱

نمازِ تراویح کی نیت

نمازِ تراویح کا طریقہ وہی ہے جو دیگر نمازوں کا ہے اور اس کی نیت اس طریقہ سے ہے کہ میں دو رکعت نماز تراویح پڑھنے کی نیت کرتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ کہکر اللہ اکبر نیت باندھ لے۔ (مظاہر حق جدید ترتیب ۱۴)

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ باندھنے کا طریقہ

سوال:۔ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھیں یا چھوڑ کر پھر باندھیں صحیح طریقہ کیا ہے۔؟

جواب: تکبیر تحریمہ کے بعد اور وتر میں قنوت سے پہلے اسی طرح نمازِ عید کی پہلی رکعت میں تیسری تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر باندھ لئے جائیں۔ ہاتھ چھوڑ کر پھر باندھنا کہیں سے ثابت نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۳ ص ۳۷)

بغیر ثناء کے قراءت شروع کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی حافظ رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً بغیر ثناء پڑھے سورہ فاتحہ شروع کردے تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ ثناء نہ پڑھنے کی عادت کرنا تو مذموم حرکت ہوگی باقی اس سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آئے گی اس لئے کہ قراءتِ ثنا محض مستحب ہے اور ترکِ مستحب سے ادائیگی صلوٰۃ میں قباحت نہیں آتی۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین مفتی دار العلوم دیوبند ۲۶/۱۲/۱۴۰۶ھ

تراویح میں ایک مرتبہ ہی بیس رکعتوں کی نیت کرنا

سوال:۔ تراویح کی بیس رکعتوں کے لئے شروع ہی میں ایک مرتبہ نیت کافی ہوگی

یا ہر دو رکعت پر نیت کرنا کافی ہوگا۔

جواب:۔ تراویح کے لئے شروع میں بیس رکعت کی نیت کافی ہے ہر دو رکعت پر نیت کرنا شرط نہیں مگر بہتر ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۳۵۴)

تراویح کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھیں؟

سوال:۔ تراویح میں دو دو رکعت کر کے پڑھیں یا چار چار کر کے۔؟

جواب:۔ تراویح میں دو دو رکعت پر سلام پھیرنا بہتر ہے۔ تراویح اگرچہ سنت مؤکدہ ہے لیکن چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا یہ سنت مؤکدہ نہیں ہے برخلاف ظہر کی چار رکعت سنت کے، ان کا ایک سلام سے پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۷

(بحوالہ ردالمحتار بحث التراویح ص ۶۶۰)

اور تراویح میں افضل دو دو رکعت پر سلام پھیرنا ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۸)

(بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۳۳ باب التراویح والنوافل)

تراویح میں قراءت مسنونہ کی مقدار

سوال:۔ یکم رمضان کو حافظ محراب سنانے کے لئے تیار ہوا ایک مقتدی نے انکار کیا کہ ہم قرآن شریف نہیں سنتے امام اور دیگر مقتدیوں نے اس کو جواب دیا تم نہیں سنتے ہم سنیں گے اس پر شخص اوّل نے کہا کہ چھوٹی سورتوں سے پڑھاؤ اعتراض کرنے والا شخص توانا اور تندرست ہے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔؟

جواب:۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ افضل اس زمانہ میں اس قدر پڑھنا ہے کہ تراویح مقتدیوں پر بھاری نہ ہو پس شخص مذکور کے قول کو بھی اسی پر محمول کیا جائے گا کہ مقتدیوں کے حال کے مناسب سورتوں سے تراویح کا پڑھنا، نہ یہ کہ قرآن شریف سننے سے انکار ہے ——————

بلکہ مطلب یہ ہے کہ تراویح میں پورا قرآن شریف ختم نہ کراؤ بلکہ ۔۔ سورتوں سے تراویح پڑھو۔ اس میں کچھ قباحت نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۱ بحوالہ ردالمحتار باب الوتر والنوافل بحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۲)

کیا تراویح لمبی نہیں ہونی چاہیئے؟

سوال:۔ ایک شخص جماعتِ تراویح میں یہ اعتراض کرتا ہے کہ لوگ دن بھر کے تھکے ماندے ہوتے ہیں اس لئے حافظ کو اتنی لمبی رکعتیں نہ کرنی چاہئیں تو اس صورت میں امام کو کیا کرنا چاہیئے؟

جواب:۔ امام کو قرأت ہلکی ہی کرنی چاہیئے۔ البتہ ایک دفعہ ختمِ قرآن شریف تراویح میں ہو جانا سنت ہے ایک ایک پارہ روز ہو جایا کرے اس سے کم نہ ہو۔ (فتاوی دارالعلوم جلد ۴ ص ۲۴۵)

تراویح میں پورا قرآن شریف پڑھنا افضل ہے

سوال:۔ تراویح میں پورا قرآن شریف پڑھنا افضل ہے یا سورۂ فیل سے تراویح پڑھنا بہتر ہے؟

جواب:۔ درمختار مبحث التراویح جلد اوّل صفحہ ۲۶۲ کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کا ختم تراویح میں ایک بار سنت ہے اور قوم کی سستی کی وجہ سے اس کو ترک نہ کریں، اسی پر عمل ہے اور یہی معمول بہ ہے۔ (امداد الفتاوی ج ۱ ص ۳۰۰)

بیس رکعت تسلیم کرے اور پھر کمی بیشی کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ اگر کوئی شخص بیس رکعت تراویح سنت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے کبھی گیارہ کبھی تیرہ اور کبھی اکتالیس رکعتیں پڑھے تو کیا گنہگار ہوگا؟ نیز اعدادِ مذکورہ احادیث میں آئے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ تراویح بیس رکعت سنتِ مؤکدہ ہے اس کے خلاف کرنیوالا حنفیہ کے نزدیک تارکِ سنت ہے اور سنت کے خلاف کرنا بُرا ہے۔

اور اعدادِ مذکورہ حدیث میں آتے ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک تمام احادیث پر پوری بصیرت کے ساتھ غور کرنے کے بعد یہی بیس رکعت راجح ہیں اور حضرت عمرؓ کی تحریک سے اسی پر

صحابہؓ کا اجماع ہوا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۹۷ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۰)

امام تراویح وغیرہ میں قرأت کیسی آواز سے کرے

سوال:۔ امام تراویح وغیرہ جہری نمازوں میں قرأت کس قدر زور سے پڑھے؟

جواب:۔ افضل اور بہتر یہ ہے کہ امام جہری نمازوں میں بلا تکلف اس قدر زور سے پڑھے کہ مقتدی قرأت سن سکے اس سے زیادہ تکلف کرکے پڑھنا مکروہ اور منع ہے ارشادِ ربانی ہے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا (بنی اسرائیل ع ۱۲)

اور نہ تم اپنی نمازوں میں زیادہ زور سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ پڑھو اس کے بیچ درمیانی راہ اختیار کرو۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ نماز میں درمیانی آواز سے قرأت کرنی چاہئے اس سے قلب پر اثر ہوتا ہے نہ اس قدر زور سے پڑھے کہ قاری اور سامع دونوں کو تکلیف ہو کہ اس سے حضورِ قلب میں خلل آجائے۔ (خلاصۃ التفسیر ج ۳ ص ۶۷، تفسیر فتح المنان ج ۵ ص ۹۶)

فقہاء کرامؒ زور سے پڑھنے میں دو باتیں ضروری قرار دیتے ہیں اوّل یہ کہ پڑھنے والا اپنے اوپر غیر معمولی زور نہ ڈالے (یہ مکروہ ہے) دوسرے یہ کہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو مثلاً تہجد کے وقت کوئی سو رہا ہے یا کچھ لوگ اپنے کام میں مصروف ہیں آپ ان کے پاس کھڑے ہو کر اتنی بلند آواز سے قرأت کرنے لگیں کہ ان کے کام میں خلل ہو تو یہ بھی مکروہ ہے ان دونوں باتوں کے بعد تیسری بات یہ ہے کہ جماعت کی کمی زیادتی کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے بموجب قرأت کریں مثلاً مقتدیوں کی تین صفیں ہیں۔ آپ اتنی بلند آواز سے پڑھیں کہ تیسری صف تک آواز پہنچتی رہے یا اس سے زیادہ زور سے پڑھیں کہ باہر تک آواز پہونچے فقیہؒ ابو جعفر کا یہ قول ہے کہ جتنی بلند آواز سے پڑھیں اچھا ہے۔ بشرطیکہ پڑھنے والے پر تعب نہ ہو اور کسی کو تکلیف نہ پہونچے۔ مگر دوسرے فقہاء کا یہ قول ہے اور راجح یہی ہے کہ بقدرِ ضرورت آواز بلند کریں یعنی صرف اتنی آواز بلند کریں کہ تیسری صف تک آواز پہونچے البتہ اگر صفیں زیادہ ہوں تو آواز کو اس سے بلند بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ اپنے اوپر زیادہ زور نہ پڑے۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۵۱۔ بحوالہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۴۷، فصل فی واجب الصلوٰۃ۔ درمختار ص ۹۷ ج ۱ مجمع الانہر ص ۱۰۴ ج ۱۔ عالمگیری ص ۴۷ ج ۱

تنہا نمازِ تراویح کس آواز سے پڑھیں؟

سوال مرد تراویح جماعت سے پڑھیں یا علیحدہ علیحدہ؟ اگر تنہا پڑھیں تو بلند آواز سے پڑھیں یا آہستہ؟

جواب مرد جماعت سے پڑھیں اگر کوئی شخص جماعت سے رہ جائے اور تنہا پڑھے تو آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے دونوں صورتیں درست ہیں مگر آواز سے بہتر ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۹۹ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۵۵۶ باب التراویح)

کیا تراویح اس طرح بھی ہو جاتی ہے۔؟

سوال:۔ تراویح کی نماز اس طرح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً پہلی رکعت میں سورۃ التکاثر۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص یا پہلی میں سورۃ العصر اور دوسری میں سورہ اخلاص۔؟

جواب:۔ تراویح کی نماز اس طرح بھی ہو جاتی ہے مگر اس کو لازم نہیں سمجھنا چاہیئے اور اس کی پابندی نہ کیجائے بالترتیب ہر رکعت میں سورت پڑھنی چاہیئے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۱ بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۱۷)

ترجمہ عالمگیری میں ہے کہ الم ترکیف سے آخر قرآن تک دس سورتیں دو مرتبہ پڑھنا بہتر ہے ہر رکعت میں ایک سورت اس لئے کہ رکعتوں کی شمار میں بھول نہیں ہوتی اور اس کے یاد کرنے میں دل نہیں بٹتا۔ (بحوالہ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۸۹)

اگر یاد نہ ہو تو مجبوری ہے پھر جو سورت بھی یاد ہو وہ پڑھ لے (مرتب رفعت قاسمی)

وتر پہلے پڑھیں، یا تراویح۔؟

سوال:۔ تراویح وتر سے پہلے پڑھنی چاہیئے یا وتر کے بعد؟ ایک شخص پہلے وتر پڑھ کر بعد میں تراویح پڑھتا ہے شرعی حکم کیا ہے۔؟

جواب:۔ تراویح میں مشروع طریقہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد اور وتر سے پہلے تراویح پڑھیں اور اس کے بعد پھر وتر پڑھیں لیکن اگر تراویح وتر کے بعد پڑھیں تو یہ بھی صحیح ہے در مختار سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ (فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۸۴، بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۵۹)

دو سنت پہلے پڑھیں یا تراویح۔؟

سوال:۔ رمضان شریف میں اگر تراویح شروع ہوگئیں تو دو سنت جو فرض کے بعد ہیں اس کو پڑھ کر تراویح میں شریک ہوں یا سنت بعد میں پڑھیں؟

جواب:۔ فرض اور سنت پڑھ کر تراویح میں شامل ہوں۔ فتاوی شامی کے اندر ہے وَقْتُهَا بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ یعنی تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے۔

(فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۳۰۰، بحوالہ شامی ج ۱ ص ۶۵۹)

جو افراد فرض ہونے کے بعد آئیں تو جماعت کریں یا نہیں؟

سوال:۔ اگر چند آدمی فرض نماز ہونے کے بعد آئے اور نماز تراویح شروع ہوگئی تو آنے والے فرض با جماعت ادا کریں یا تنہا تنہا پڑھ کر تراویح میں شامل ہوجائیں؟ نیز وتر جماعت کے ساتھ پڑھیں یا تنہا پڑھیں؟

جواب:۔ یہ لوگ علیحدہ علیحدہ فرض نماز پڑھ کر امام کے ساتھ تراویح کی جماعت میں شامل ہوجائیں۔ اور وتر امام کے ساتھ جماعت سے پڑھیں اگرچہ انھوں نے فرض نماز جماعت سے نہیں پائی۔ در مختار میں ہے کہ فرض کو تنہا پڑھنے والا تراویح جماعت سے پڑھ سکتا ہے۔ لہٰذا وتر بھی جماعت سے پڑھ سکتا ہے کیونکہ دونوں کا حکم برابر ہے جیسا کہ تراویح کو جماعت سے نہ پڑھنے والا وتر کو جماعت سے پڑھ سکتا ہے اسی طرح فرض کو تنہا پڑھنے والا بھی وتر کو جماعت سے پڑھ سکتا ہے۔

امداد الفتاوی ج ۱ ص ۳۴۸

بحاشیہ استاذی حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری

چھوٹی ہوئی تراویح کی رکعتیں کب پڑھیں

سوال:- ایک آدمی مسجد میں اس وقت داخل ہوا جب عشار کے فرض ہو چکے تھے اور وہ تراویح میں دو چار رکعت ہو جانے کے بعد شامل ہوا اب چھوٹی ہوئی تراویح کس طرح پوری کرے۔ نیز وتر باجماعت پڑھے یا چھوٹی ہوئی تراویح پوری کرنے کے بعد وتر پڑھے۔؟

جواب:- اگر درمیان میں موقع ملے تو امام کے ترویحہ میں بیٹھنے کے وقت پڑھ لے ورنہ امام کے ساتھ وتر جماعت سے پڑھ کر بعد میں چھوٹی ہوئی تراویح پوری کر لے درمختار میں ہے کہ تراویح کا وقت عشار کی نماز کے بعد ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے۔

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۰، بحوالہ رد المحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۵۹

اور وتر پہلے اور بعد میں دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۰، بحوالہ ردالمحتار مبحث التراویح

چھوٹی ہوئی آیتوں کو تراویح میں کہاں دوہرائیں؟

سوال:- ہمارے یہاں حافظ عام طور پر مسائل سے ناواقف ہیں وہ تراویح میں قرآن شریف پڑھتے ہیں اور سہواً درمیان سے دو تین آیتیں چھوٹ گئیں یا زبر زیر پیش چھوٹ گیا تو دوسری رکعت میں ان چھوٹی ہوئی آیتوں کو پھر پڑھ لیتے ہیں لیکن جس دوگانہ میں آیتیں چھوٹ گئیں تھیں اس کا اعادہ نہیں کرتے۔

دریافت طلب یہ ہے کہ آیات کے چھوٹ جانے سے تغیر معنیٰ کے سبب فساد نماز لازم آتا ہے تو نماز کو لوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟ یا معنیٰ بدلنے کی خبر نہ ہونے کی وجہ سے لوٹانا ضروری نہیں ہے؟

جواب:- اگر قرأت کی غلطی کسی دوگانہ میں ایسے موقع پر آئی جو نماز کے فاسد کرنے کا موجب ہو تو اس دوگانہ (دو رکعتوں) کا لوٹانا ضروری ہے۔ اور اگر ایسی غلطی ہے جو مفسد نماز نہیں ہے تو نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ نماز ہو جاتی ہے۔

پس درمیان میں آیات کے چھوٹنے پر زبر زیر پیش کی غلطی کرنے میں بھی یہی حکم ہے مثلاً چند آیات کے درمیان میں چھوٹ جانے سے تغیر معنیٰ نہیں ہوا تو دوگانہ صحیح ہو گیا صرف

ختم قرآن کے لئے دوسرے دوگانہ میں ان آیات کا اعادہ کرلیا جائے یہ کافی ہے۔
(فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۹۸، بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۰۱)

چھوٹی ہوئی آیتوں کو اگلے دن پڑھنا کیسا ہے

سوال:۔ تراویح میں حافظ صاحب سے بعض آیتوں کا سہواً چھوٹ جانا اور دوسرے یا تیسرے دن ان آیات کو متفرق طور پر یکے بعد دیگرے پڑھ دینا جائز ہے یا نہیں؟
اور پورے ختم کا ثواب بلا کراہت ہوگا یا کراہت کے ساتھ؟

جواب:۔ صرف قرآن کے لئے دوسرے دوگانہ میں ان آیات کا اعادہ کرلیا جائے تو کافی ہے۔

پورے ختم کا ثواب ہو جائے گا اور جب کہ بھول کر ایسا ہوا ہے تو اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔
(فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۹۴ بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۰۱)

تراویح سے متعلق یکجا تیس مسائل

مسئلہ ۱: تراویح کی جماعت عشاء کی جماعت کے تابع ہے لہٰذا عشاء کی جماعت سے پہلے جائز نہیں اور جس مسجد میں عشاء کی جماعت نہیں ہوئی وہاں پر تراویح کو بھی جماعت سے پڑھنا درست نہیں۔ (کبیری ص ۳۹۱)

مسئلہ ۲: ایک شخص تراویح پڑھ چکا امام بنکر یا مقتدی ہوکر اب اسی شب میں اس کو امام بنکر تراویح پڑھنا درست نہیں البتہ اگر دوسری مسجد میں تراویح کی جماعت ہورہی ہے تو وہاں (بہ نیت نفل) شریک ہونا بلا کراہت جائز ہے۔ (کبیری ص ۳۸۹)

مسئلہ ۳: دو رکعت ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے اور چار میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ آٹھ رکعت بھی ایک سلام سے مکروہ نہیں۔ (مگر ہر ترویحہ پر جلسۂ استراحت کی فضیلت حاصل نہ ہوگی) البتہ اس سے زیادہ خلافِ اولیٰ اور مکروہ ہے۔ (کبیری)

مسئلہ ۴: کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہونچا کہ تراویح کی جماعت شروع ہوگئی

تھی تو اس کو چاہیئے کہ پہلے فرض اور سنتیں پڑھے اس کے بعد تراویح میں شریک ہو اور چھوٹی ہوئی تراویح دو ترویحہ کے درمیان پوری کرے اگر موقع نہ ملے تو وتروں کے بعد پڑھے اور وتروں یا تراویح کی جماعت چھوڑ کر تنہا نہ پڑھے۔ (کبیری)

مسئلہ ۵ ایک امام کے پیچھے فرض دوسرے کے پیچھے تراویح اور وتر پڑھنا بھی جائز ہے

مسئلہ ۶ اگر بعد میں معلوم ہوا کہ کسی وجہ سے عشاء کے فرض صحیح نہیں ہوئے مثلاً امام نے بغیر وضو پڑھائے یا کوئی رکن چھوڑ دیا تو فرضوں کے ساتھ تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہیئے۔ اگرچہ یہاں وہ وجہ موجود نہ ہو۔ (کبیری)

مسئلہ ۷ قیام لیل رمضان یا تراویح یا سنت وقت یا صلوٰۃ امام کی نیت کرنے سے تراویح ادا ہو جائے گی۔ (خانیہ)

مسئلہ ۸ اگر امام دوسرا یا تیسرا شفعہ پڑھ رہا ہے اور کسی مقتدی نے اس کے پیچھے پہلے شفعہ کی نیت کی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (خانیہ)

مسئلہ ۹ اگر یاد آیا کہ گذشتہ شب کوئی شفعہ تراویح کا فوت ہو گیا یا فاسد ہو گیا تھا تو اس کو بھی جماعت کے ساتھ تراویح کی نیت سے قضا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۰ اگر وتر پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ ایک شفعہ مثلاً رہ گیا تھا تو اس کو بھی جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۱ اگر بعد میں یاد آیا کہ ایک مرتبہ صرف ایک ہی رکعت پڑھی گئی اور شفعہ پورا نہیں ہوا اور تراویح کی کل ۱۹ رکعات ہوئیں تو دو رکعات اور پڑھ لی جائیں۔ یعنی صرف شفعہ فاسدہ کا اعادہ ہوگا اور اس کے بعد کی تمام تراویح کا اعادہ نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۲ جب شفعہ فاسدہ کا اعادہ کیا جائے تو اس میں جس قدر قرآن شریف پڑھا تھا اس کا بھی اعادہ کرنا چاہیئے تاکہ تمام قرآن صحیح نماز میں ختم ہو۔

مسئلہ ۱۳ اگر اٹھارہ پڑھ کر امام سمجھا کہ بیس پوری ہو گئیں اور وتروں کی نیت باندھ لی مگر دو رکعت پڑھ کر یاد آیا کہ ایک شفعہ تراویح کا باقی رہ گیا ہے جب ہی دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو یہ شفعہ (دو رکعت) تراویح کا شمار نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۴ اگر امام نے دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا بلکہ چار پڑھکر قعدہ کیا تو یہ آخر کی دو رکعت شمار ہوں گی۔

مسئلہ ۱۵ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے تراویح ادا ہو جائے گی مگر ثواب نصف ملیگا۔

مسئلہ ۱۶ اگر امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھکر پڑھائے تب بھی مقتدیوں کو کھڑے ہوکر پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۷ تراویح کو شمار کرتے رہنا مکروہ ہے کیونکہ یہ اکتا جانے کی علامت ہے

مسئلہ ۱۸ مستحب یہ ہے کہ شب کا اکثر حصہ تراویح میں خرچ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۹ ایک مرتبہ قرآن شریف ختم کرنا پڑھکر یا سنکر سنت ہے دوسری مرتبہ فضیلت ہے اور تین مرتبہ افضل ہے لہذا اگر ہر رکعت میں تقریبًا دس آیتیں پڑھی جائیں تو ایک مرتبہ بسہولت ختم ہو جائے گا۔ اور مقتدیوں کو بھی گرانی نہ ہوگی۔

مسئلہ ۲۰ جو لوگ حافظ ہیں ان کے لئے فضیلت یہ ہے کہ مسجد سے واپس آکر بیس رکعت اور پڑھا کریں تاکہ دو مرتبہ ختم کرنے کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

مسئلہ ۲۱ ہر عشرہ میں ایک ختم کرنا افضل ہے۔

مسئلہ ۲۲ اگر مقتدی اس قدر ضعیف اور کاہل ہوں کہ ایک مرتبہ بھی پورا قرآن شریف نہ سن سکیں بلکہ اس کی وجہ سے جماعت چھوڑ دیں تو جس قدر سننے پر وہ راضی ہوں اسی قدر پڑھ لیا جائے۔ یا اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے پڑھ لیا جائے لیکن اس صورت میں ختم کی سنت کے ثواب سے محروم رہیں گے۔

مسئلہ ۲۳ اگر کوئی آیت چھوٹ گئی اور کچھ حصہ آگے پڑھکر یاد آیا کہ فلاں آیت چھوٹ گئی ہے تو اس کے پڑھنے کے بعد آگے پڑھے ہوئے حصہ کا اعادہ بھی مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۴ کسی چھوٹی ہوئی سورۃ کا فصل کرنا دو رکعت کے درمیان فرائض میں مکروہ ہے تراویح میں مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵ اگر مقتدی ضعیف اور سست ہوں کہ طویل نماز کا تحمل نہ کر سکتے ہوں تو درود کے بعد دعا رہ چھوڑ دینے میں مضائقہ نہیں لیکن درود کو نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۶ کوئی شخص ایسے وقت جماعت میں شریک ہوا کہ امام قرأت شروع کر چکا تھا تو ثنا (سبحانک اللہ) نہیں پڑھنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۷ مسبوق اپنی نماز تنہا پوری کرنے کے لئے نہ اٹھے جب تک کہ امام کی نماز ختم ہونے کا یقین نہ ہو جائے۔ (محیط) کیونکہ بعض دفعہ امام سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرتا ہے اور مسبوق اس کو ختم کا سلام سمجھکر اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے ایسی صورت میں فوراً لوٹ کر امام کے ساتھ شریک ہو جانا چاہیے۔!

مسئلہ ۲۸ اگر کوئی شخص ایسے وقت آیا کہ امام رکوع میں تھا، یہ فوراً تکبیر تحریمہ کہکر رکوع میں شریک ہوا جب ہی امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا پس اگر سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رکوع میں گیا تھا اور رکوع میں جھکنے سے پہلے اللہ اکبر کہہ چکا تھا اور کمر کو رکوع میں برابر کر لیا تھا اس کے بعد امام نے رکوع سے سر اٹھایا تب تو رکعت مل گئی تسبیح اگرچہ ایک مرتبہ بھی نہ کہی ہو اور اگر امام کے سر اٹھانے سے پہلے رکوع میں کمر کو برابر نہیں کر سکا تو رکعت نہیں ملی۔ اور اگر تکبیر سیدھے کھڑے ہو کر نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے کہی اور رکوع میں پہونچکر ختم کی تو یہ شروع کرنا ہی صحیح نہ ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ ۲۹ اگر رکوع میں امام کے ساتھ آکر شریک ہوا اور صرف ایک ہی تکبیر کہی تب بھی نماز صحیح ہو گئی۔ اگر چہ اس تکبیر سے رکوع کی تکبیر کی نیت کی اور تکبیر تحریمہ کی نیت نہ کی ہو اس نیت کا اعتبار نہ ہوگا بشرطیکہ تکبیر کھڑے ہو کر کہی ہو رکوع میں نہ کہی ہو۔

مسئلہ ۳۰ ایک امام کے پیچھے فرض اور دوسرے کے پیچھے تراویح اور وتر پڑھنا بھی جائز ہے۔ (کبیری)

ماخوذ از فتاوی محمودیہ مجموعہ فتاوی استاذی حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی
ج ۲ ص ۳۵۰ تا ۳۵۷



چھٹا باب

بسم اللہ کے بیان میں

کیا تراویح میں بسم اللہ کا زور سے پڑھنا ثابت ہے؟

سوال:۔ کیا کوئی روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ بسم اللہ ہر سورت کے ساتھ نازل ہوئی ہے اس لئے احتیاطاً تراویح میں جہر کے ساتھ ہر سورت پر پڑھی جائے؟ اگر بسم اللہ زور سے نہ پڑھی تو کیا گنہگار ہوگا؟

جواب:۔ اکثر روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآت الحمد سے شروع فرماتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کا جہر نہ فرماتے تھے یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا۔ بس ہر ایک سورت کے ساتھ (تراویح میں) جہر نہ کرنا چاہیئے صرف قرآن شریف میں ایک دفعہ کسی سورت میں زور سے پڑھ دے۔ فتوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۸

بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۴۵۰ باب صفۃ الصلوٰۃ

بسم اللہ کا تراویح میں زور سے پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:۔ اضلاع پشاور وغیرہ میں پورے قرآن شریف میں کسی سورت پر بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو تراویح میں زور سے نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور زور سے پڑھنے میں بسم اللہ کا قرآن شریف کا جزء ہونا لازم نہیں آتا؟ حالانکہ علماء ہندوستان ایک دفعہ جہر کرتے ہیں۔

اور فتاوی عبدالحئی میں ایک مرتبہ جہر پڑھنا مسنون لکھا ہے اس کے جہر کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ زور سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک جگہ اس لئے ہے کہ وہ تمام قرآن کا جزء ہے۔ ایک بھی جگہ جہر نہ ہونے سے سامعین کا قرآن سننا پورا نہ ہوگا یہی وجہ جہر کی معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ ظاہراً جزو قرآن ہونا جہر کو مستلزم نہیں مگر چونکہ تمام قرآن شریف

کا ختم تراویح میں مسنون ہے، اسلئے ایک مرتبہ بسم اللہ کو زور سے پڑھنے کے لئے سنت کہا گیا ہے۔
فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۲ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۵۸، باب صفۃ الصلوٰۃ

ائمہ قراءت کا اتباع تلاوت کے اندر ہے نماز میں نہیں

سوال:۔ ایک مولوی صاحب حافظ قرآن بھی ہیں اور قاری بھی وہ نماز تراویح میں ہر سورت پر فاتحہ کے بعد بسم اللہ زور سے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں نہ کوئی قباحت ہے نہ کراہت زور سے پڑھنے کے ثبوت میں یہ فرماتے ہیں کہ تراویح میں جیسا کہ تکمیل قرآن، قرأت مقصود اور سنت مؤکدہ ہے ویسے ہی تکمیل قرآن سماعۃً بھی مقتدیوں کے حق میں مقصود ہے۔ لہذا تراویح میں جب تک بسم اللہ زور سے ہر سورت پر نہ پڑھی جائے گی مقتدیوں کے حق میں اختلاف دور نہ ہوگا اور اختلاف بھی مجتہدین کا نہیں بلکہ ائمہ قرأت کا ہے۔

ہر سورت میں فاتحہ کے بعد تراویح میں بسم اللہ کا زور سے پڑھنا کیسا ہے؟ اور بسم اللہ میں حنفیہ کو اپنے مجتہدین کا اتباع کر کے آہستہ پڑھنا چاہیئے یا ائمہ قرأت کی پیروی کرتے ہوئے زور سے پڑھنا چاہیئے؟

جواب:۔ درمختار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے اندر حنفیہ کے نزدیک باتفاق بسم اللہ کو آہستہ پڑھنا چاہیئے اس میں حنفیہ کے نزدیک کسی کا اختلاف نہیں ہے اور مطلقاً ہر نماز کو شامل ہے چاہے نماز فرض ہو یا نفل تراویح وغیرہ۔

اور اسی عبارت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ائمہ قرأت کا اتباع تلاوت کے اندر ہے نماز میں نہیں۔ اور اسی پر ہم نے اپنے اساتذہ علمائے احناف کو پایا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۵)

بسم اللہ کا سورۂ اخلاص کیساتھ پڑھنا

بسم اللہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قرآن شریف کی ایک آیت ہے اور کسی سورت کا جزء نہیں اس کو ایک بار خواہ کہیں پڑھ لے قل ھو اللہ کی خصوصیت نہیں ہے جہاں چاہے پڑھ لے البتہ یہ عقیدہ کرنا کہ سوائے قل ھو اللہ کے اور کسی سورت پر درست نہیں بدعت ہوگا ورنہ کچھ حرج نہیں۔

(فتاوی رشیدیہ کامل ص ۲۶۵)

بسم اللہ کے بارے میں مولانا تھانوی ؒ کا فتوٰے

سوال :- تراویح میں جب کہ حافظ قرآن سنا رہا ہے تو وہ ہر سورت پر بسم اللہ کو زور سے پڑھے یا کسی ایک جگہ پڑھنی ہوگی ؟

جواب :- بسم اللہ کے سورتوں کے درمیان ہونے سے اس کی جزئیت تو لازم نہیں آتی۔ لیکن کتب مذہب میں تصریح ہے کہ بسم اللہ مطلق قرآن کا جزر ہے کسی سورت یا ہر سورت کا جزر نہیں ہے پس اس کا مقتضٰی یہ ہے کہ ایک جگہ ضرور زور سے پڑھ لی جائے ورنہ سامعین کا قرآن پورا نہ ہوگا۔ قاری کا اخفار بسم اللہ میں بھی ہو جائے گا کیونکہ بعض اجزار کا جہر اور بعض کا اخفار جائز ہے۔ فن قرآت سے تو اس مسئلہ کا عرف اس قدر تعلق ہے۔ آگے فقہ سے تعلق ہے اور اس میں بسم اللہ کا اخفار ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۹۵)

جو حنفی بسم اللہ کو تراویح میں ہر سورت پر جہر سے پڑھے وہ اپنے مسلک کی مخالفت کرتا ہے

فتاوی رحیمیہ میں بسم اللہ کے بارے میں تصریح ہے کہ:

خارج نماز کے اندر قرآن کی تلاوت میں امام قرآت کے مسلک کا اتباع کیا جائے۔ اور نماز میں امام اعظم ؒ کے مسلک کی پیروی کیجائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۸۵)

تکبیر تحریمہ سے لیکر سلام پھیرنے تک پوری نماز امام اعظم ؒ کے مسلک کے موافق پڑھی جائے اور بسم اللہ میں مخالفت کیجائے یہ مناسب نہ ہوگا۔

بسم اللہ کے بارے میں مسلکِ امام اعظم ؒ

اس پر تمام اہلِ اسلام کا اتفاق ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن میں سورۂ نمل کا جزر ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ سوائے سورۂ توبہ کے ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ لکھی جاتی ہے۔

اس میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ یا تمام سورتوں کا جزر ہے یا نہیں ؟

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ بسم اللہ بجز سورۂ نمل کے اور کسی سورت کا جز نہیں ہے بلکہ ایک مستقل آیت ہے جو ہر سورہ کے شروع میں دو سورتوں کے درمیان فصل اور امتیاز ظاہر کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے اس کا احترام قرآن مجید کی طرح واجب ہے اسکو بے وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔
(معارف القرآن ج ۱ ص ۱۶)

مسئلہ ۱:- نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہیئے خواہ جہری نماز ہو یا سری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے ثابت نہیں ہے۔
(معارف القرآن ج ۱ ص ۲۰ بحوالہ شرح منیہ)

خلاصۂ کلام

روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ قرآن شریف کا جز رہے ہر سورت کا جز نہیں اسلئے تراویح میں ایک دفعہ جہر کے ساتھ پڑھنا اور اس کا سننا ضروری ہے اور اگر جہر کے ساتھ بسم اللہ نہ پڑھی گئی تو ایک آیت کی کمی سمجھی جائے۔

اب یہ کہ بسم اللہ کونسی جگہ اور کس سورت میں پڑھیں تو اس میں اختیار ہے جس جگہ چاہیں پڑھ دیں۔

بعض حفاظ ختم قرآن کے دن بسم اللہ کو سورۂ اخلاص کے ساتھ خصوصیت سے پڑھتے ہیں بسم اللہ کا پڑھنا تو درست ہو جائے گا لیکن کسی خاص سورت کا التزام نہ کریں تاکہ سامعین اس کو جزو سورت نہ سمجھیں۔ بہتر ہے کبھی کسی سورت میں اور کبھی کسی سورت میں پڑھ دی جائے احقر کی رائے یہ ہے کہ تراویح کے پہلے دن قرآن شریف شروع کرنے پر سورۂ بقرہ کی ابتدا میں پڑھ دیجائے تاکہ اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے کہ ہر کام بسم اللہ سے شروع کیا جائے۔

لیکن اسکو بھی ضروری نہ سمجھیں اختیار ہے جہاں چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ نماز میں تو بسم اللہ کے سلسلہ میں امام اعظمؒ کی پیروی کریں اور نماز سے الگ جب قرآن شریف کی تلاوت کی جاوے تو اس میں ائمہ قرأت کی اتباع ہو یعنی ہر سورت پر بسم اللہ الرحیم جہر سے پڑھی جائے۔

(مرتب محمد رفعت قاسمی)

ساتواں باب

سجدۂ سہو

سجدۂ سہو کے اُصول

سجدۂ سہو حسبِ ذیل وجہوں سے واجب ہوتا ہے:

(۱) نماز کے واجبات میں سے کسی واجب کو بھول کر ترک کر دے۔

(۲) کسی واجب کو اس کے محل سے مؤخر کر دے۔

(۳) کسی واجب کی تاخیر ایک رکن کی مقدار کے برابر کر دے۔

(۴) کسی واجب کو دو مرتبہ ادا کرے۔

(۵) کسی واجب کو متغیر کر دے جیسے جہری نماز میں آہستہ اور آہستہ والی نماز میں بلند آواز سے قرأت کر دے:۔

(۶) نماز کے فرائض میں سے کسی فرض کو اس کے محل سے مؤخر کر دے:۔

(۷) کسی فرض کو اس کے محل سے مقدم کر دے:۔

(۸) کسی فرض کو مکرر یعنی دو مرتبہ بھولے سے ادا کرے:۔

(مسائل سجدۂ سہو ص ۶۲)

سجدۂ سہو کرنیکا طریقہ

سوال:۔ سجدۂ سہو ایک طرف سلام پھیر کر کرنا چاہیئے یا دونوں طرف اور آدھی التحیات پڑھنے کے بعد سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے یا پوری التحیات پڑھ کر اور سجدۂ سہو کے بعد پوری التحیات پڑھ کر سلام پھیرے یا کس طرح ؟

جواب:۔ پوری التحیات پڑھنے کے بعد ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے سہو کے کرکے پھر پوری التحیات اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے:۔

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۹۸

بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۱۷

اگر دو سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے ؟

سوال:- جو شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اور کسی رکن کے بھول جانے پر سجدۂ سہو کرتے وقت دونوں جانب سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے ؟

جواب:- صرف ایک سلام پھیرے لیکن اگر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو کچھ حرج نہیں تب بھی سجدہ سہو کرے : فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۸۶، بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۹۱ باب سجود السہو

سجدۂ سہو کیا مگر سلام نہیں پھیرا

اگر کسی نے سجدہ سہو کرتے وقت داہنی طرف سلام نہیں پھیرا سامنے ہی سلام کہکر سجدہ سہو کر لیا جب بھی درست ہے :- (مسائل سجدہ سہو ص ۲۴۸ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۵۴۶)

سجدۂ سہو میں اگر ایک سجدہ کیا ؟

سوال:- امام کو نماز میں سہو ہوا بعد میں امام نے اصول کے مطابق سجدہ سہو کیا لیکن سہو کا ایک ہی سجدہ کیا التحیات درود شریف اور دعا پڑھکر سلام پھیر دیا کیا نماز ہوئی یا نہیں ؟

جواب:- سجدہ سہو کے لئے دو سجدے واجب ہیں ایک سجدہ کافی نہیں ہے لہذا نماز قابلِ اعادہ ہے : فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۶، بحوالہ نورالایضاح ص ۱۱۰ و ہدایہ ج ۱ ص ۱۳۶

تاخیرِ واجب سے سجدۂ سہو

سوال:- تاخیرِ واجب میں سجدۂ سہو کے اندر اختلاف ہے شرعًا کیا حکم ہے ؟

جواب:- دراصل سجدۂ سہو ترکِ واجب سے ہی لازم آتا ہے مگر چونکہ تاخیرِ واجب میں بھی ترکِ واجب لازم آتا ہے اس لئے تاخیرِ واجب سے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے۔

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۷۵
بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۱۸
باب سجود السہو۔

متعدد غلطیوں پر کتنے سجدۂ سہو؟

کسی سے ایک ہی نماز میں متعدد ایسی غلطیاں ہوئیں جن میں سے ہر ایک پر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو اس صورت میں ایک مرتبہ سجدۂ سہو کر لینا سب کی تلافی کے لئے کافی ہے۔

(مسائل سجدۂ سہو ص ۵۰)

سجدہ میں رکوع کی تسبیح پڑھنا

سوال: رکوع میں سہواً سجدہ کی تسبیح پڑھنا یا سجدہ کی رکوع میں پڑھنا اس سے نماز میں کچھ خرابی نہیں؟

جواب: کچھ خرابی نہ ہوگی۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۸۵ بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۴۶۱

اسی طرح سے رکوع کی تسبیح کے بجائے بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا کیونکہ تسبیح رکوع کی واجب نہیں ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۹۵

البتہ مکروہ تنزیہی ہے یاد آجائے تو پھر رکوع یا سجدہ کی تسبیح کہہ لے تاکہ سنت کے مطابق ہو جائے۔

مسائل سجدہ سہو ص ۴۶

سجدۂ سہو کے وجوب میں تمام نمازیں برابر ہیں

سوال: حافظ صاحب تراویح میں دو رکعت کے بعد قعدہ کرنے کے بجائے کھڑے ہو گئے پھر لقمہ دینے سے بیٹھ گئے مگر سجدۂ سہو نہیں کیا۔

دریافت کرنے پر حافظ صاحب نے کہا کہ چونکہ تراویح سنت ہے اس میں سجدۂ سہو کرنے کی یا نماز دوہرانے کی ضرورت نہیں تو کیا نمازِ تراویح میں امام سے کوئی غلطی موجب سجدہ ہو جائے تو سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی؟ اگر سجدۂ سہو نہ کیا گیا تو نماز دوہرانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب: امام تراویح کا یہ کہنا کہ چونکہ تراویح سنت ہے اس میں سجدہ سہو کرنے یا نماز دوہرانے کی ضرورت نہیں یہ صحیح نہیں ہے۔

نماز فرض ہو یا واجب سنت ہو یا نفل تمام نمازوں میں سجدۂ سہو کا حکم یکساں ہے البتہ نماز عید اور جمعہ میں جب کہ مجمع بہت زیادہ ہو اور سجدۂ سہو سے نمازیوں میں انتشار پیدا ہو جانے اور تشویش میں پڑ کر نماز خراب کر لینے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں سجدۂ سہو معاف ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کسی جگہ تراویح میں بھی مجمع کثیر ہو اور سجدہ سہو کرنے سے نمازیوں میں انتشار اور نماز میں فساد کا قوی اندیشہ ہو تو سجدۂ سہو ساقط ہو جائے گا اور نماز کے اعادہ کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۲، بحوالہ شامی ج ۱ ص ۷۰۵)

کونسی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

غلط پڑھنے سے جو لفظ پیدا ہوا اس کے متعلق امام اعظمؒ اور امام محمدؒ یہ بحث نہیں کرتے کہ وہ لفظ قرآن پاک میں ہے یا نہیں ہے ان کے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ پڑھنے کے اندر کسی کلمہ میں زیادتی یا کمی کی وجہ سے بشرطیکہ معنیٰ بالکل بدل جائیں نماز فاسد ہو جاتی ہے ورنہ نہیں جیسے فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ : میں لاؔ چھوڑ دیا۔ یا وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ کی جگہ وَعَمِلَ صَالِحًا وَكَفَرَ فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائیگی۔

اور جن حروف میں امتیاز مشکل سے ہوتا ہے وہ اگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھے جائیں تو نماز فاسد نہیں ہوتی جیسے سین، صاد، لام، ضاد ظ اور ذال وغیرہ اور جن میں امتیاز آسان ہے وہ اگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھے جائیں اور معنی بالکل بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسے صَالِحَات کی طَالِحَات پڑھا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر الفاظ کی تبدیلی سے معنیٰ بالکل بدل جائیں تو نماز میں فساد یقینی ہے ورنہ نہیں جیسے عَلِيْمٌ کی جگہ خَبِيْرٌ و حَفِيْظٌ وغیرہ پڑھا گیا تو نماز درست ہے۔ اور وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ کی جگہ غٰفِلِيْنَ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر دو جملوں کے الفاظ بدل جائیں اور معنیٰ بھی بدل جائیں تو نماز فاسد ہے جیسے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ میں جحیم کی جگہ نعیم اور نعیم کی جحیم پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر معنیٰ نہ بدلے جیسے لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ — شَهِيْقٌ وَّزَفِيْرٌ پڑھا تو نماز درست ہے۔ فضائل امام والشہود مؤلف خلیفہ مولانا تھانویؒ ص ۱۴۷ اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۳۲ و امداد المفتین ص ۲۸۵

نماز پڑھتے وقت کسی لکھی ہوئی چیز پر نگاہ پڑ جانا۔

نماز پڑھنے والا کسی مکتوب کو دیکھے اور اس کو سمجھے تو اس صورت میں اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ نماز پڑھنے والا کا فعل نہیں ہے بلکہ غیر اختیاری طور پر اس کی سمجھ میں آجاتا ہے اس لئے کہ عام طور سے اس پر نگاہ پڑ جاتی ہے اور دیکھنے والا اس کو سمجھ جاتا ہے۔

اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ نمازی کے سامنے ایسی چیز کو نہ رکھا جائے کیونکہ شبہات سے بچنا ضروری ہے اور صحیح مذہب کے بموجب نماز درست ہو جائے گی۔ بخلاف امام محمدؒ کے۔

(بحوالہ اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۳۷)

اگر ایک سجدہ کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ حافظ صاحب نے ایک رکعت پڑھ کر ایک سجدہ کیا اور پھر تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھ گئے دوسرے سجدہ کو کس طرح مقتدی یاد دلائیں اگر مقتدی کوئی اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہتا ہے۔ تو حافظ صاحب کھڑے ہو جاتے ہیں؟

جواب:۔ یاد دلانے سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ سبحان اللہ وغیرہ کہکر امام کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ کچھ کمی بیشی نماز میں ہوگئی ہے اس پر وہ خود غور کر کے یاد کریگا کہ کیا فعل رہ گیا ہے۔ نہ یہ کہ بعینہ وہ فعل بتلایا جائے جو چھوٹ گیا ہے لہذا تنبیہ کیلئے سبحان اللہ کہنا کافی ہے۔ اگر اس کو یاد آگیا تو ٹھیک ہے ورنہ نماز کے بعد معلوم ہونے پر نماز کا اعادہ کیا جائے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۶۲)

سوال:۔ حافظ کا ایک آیت کو کئی بار پڑھنا

نماز تراویح میں جو کہ سنت مؤکدہ ہے کوئی حافظ ایک آیت کو تین چار مرتبہ پڑھے تو سجدہ سہو ضروری ہے یا نہیں؟ کیونکہ اردو کے رسالے مفتاح الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ ایک آیت کو دو تین بار پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہے۔ صحیح کیا ہے؟

جواب:۔ ایک آیت کو بار بار پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا اور مفتاح الصلوٰۃ میں جو لکھا ہے وہ سمجھ میں نہیں آیا شاید وہ اس موقع میں ہو کہ صرف ایک ہی آیت کو کئی بار پڑھا اور کچھ نہیں پڑھا یا فقط سورۂ فاتحہ پڑھی اور سورت نہیں پڑھی تو واجب کے ترک ہونے کی وجہ سے اس صورت میں سجدۂ سہو لازم آتا ہے مگر تراویح میں ایسا نہیں ہوتا کہ اور کچھ نہ پڑھا ہو تراویح میں اکثر یہ پیش آتا ہے کہ اگلی آیت یاد نہ آنے کی وجہ سے ایک آیت کو بار بار پڑھا جاتا ہے اس میں سجدۂ سہو لازم ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۴۰۶)

متشابہ کا حکم

سوال:۔ حافظ صاحب نماز پڑھاتے پڑھاتے بھول جائیں یا متشابہ لگ جانے کی وجہ سے دوسری جگہ کی آیتیں پڑھنے لگیں پھر یاد آنے پر بھول جانے کی وجہ سے ابتدا سے قرأت شروع کر دیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اور سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب:۔ اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر غلطی سے سجدۂ سہو کر لیا تب بھی نماز ہو گئی۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۳۹۲

(بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۰ باب الاستخلاف)

تراویح کی پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہونا

سوال:۔ امام نے تراویح کی پہلی رکعت کے بعد کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھنے کا ارادہ کیا، پیچھے سے اشارہ کیا گیا تو وہ سیدھے کھڑے ہو گئے دو رکعت پوری ہونے کے بعد سلام پھیرا سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز ہوئی یا نہیں اگر نہیں ہوئی تو علم ہونے پر جماعت سے ادا کریں یا تنہا؟

جواب:۔ اس صورت میں نماز ہو گئی لوٹانے کی ضرورت نہیں اور سجدۂ سہو لازم نہیں ہوا کیونکہ ایک رکعت کے بعد اگر کسی قدر بیٹھ کر کھڑا ہو جائے تو اسکو بھی فقہائے نے جائز لکھا ہے۔ چہ جائیکہ محض بیٹھنے کا ارادہ کیا ہو اور پورے طور بیٹھا بھی نہ ہو کہ کھڑا ہو گیا تو اس صورت میں نہ سجدۂ سہو لازم ہے نہ نماز کے لوٹانے کی ضرورت ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۷۷ بحوالہ رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۸

پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں کتنی دیر بیٹھنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے؟

سوال:- اگر پہلی یا تیسری رکعت میں سہواً بیٹھ کر کھڑا ہوجائے تو کتنے وقفہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا؟

جواب:- طویل بیٹھنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے بقدر التحیات پڑھنے کے مانند یا اس کے قریب ہو باقی تھوڑے بیٹھنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۷۷
بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۴۳۸ باب صفۃ الصلوٰۃ

اگر تین رکعت پڑھ لیں تو کیا حکم ہے؟

سوال:- حافظ صاحب دوسری رکعت پر نہیں بیٹھے اور تین رکعت پر قعدہ کرکے سلام پھیر دیا تو اس صورت میں تراویح ہوجائے گی یا نہیں؟۔

جواب:- ایسی صورت میں نماز کا اعادہ ضروری ہے تین رکعت نفل کا اعتبار نہیں ہوگا اور جو قرآن شریف پڑھا گیا ہے اس کا بھی لوٹانا ضروری ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۰۴ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۶۵۲)

امداد الفتاویٰ کے حاشیہ پر استاذ محترم نے اس مسئلہ کی تشریح فرمائی ہے کہ اگر دوسری رکعت پر قعدہ بھول کر کھڑا ہوگیا اور تیسری رکعت پڑھ کر قعدہ کرکے سجدۂ سہو کرکے سلام پھیر دیا تو تینوں رکعتیں بے کار گئیں پہلا شفعہ بوجہ فاسد ہوجانے کے اور تینوں رکعتوں میں پڑھے ہوئے قرآن کا اعادہ ضروری ہوگا۔ (حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۵۸)

حافظ تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا

سوال:- اگر تراویح میں حافظ غلطی سے تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا اور تیسری رکعت میں یاد آنے کے بعد چوتھی رکعت بھی ادا کی تو یہ چار رکعتیں مانی جائیں گی یا دو؟ اگر دو مانی جائیں گی تو آخری دو رکعت میں جو قرآن شریف پڑھا گیا اس کو لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب:۔ چار رکعت پڑھنے کی صورت میں جو قرآن شریف آخری دو رکعتوں میں ہوا اس کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۵، بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۷)

اس کی تفصیل امداد الفتاویٰ کے حاشیہ پر استاذ محترم حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہ نے یہ فرمائی ہے کہ اگر دوسری رکعت پر بقدر تشہد قعدہ کر کے کھڑا ہوا ہے اور چار رکعت پڑھکر سلام پھیرا ہے تو چاروں رکعتیں صحیح ہوں گی اور سب تراویح میں شمار کی جائیں گی اور سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ (حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۹۸)

چار رکعت تراویح جسمیں قعدۂ اولیٰ نہیں کیا

سوال:۔ امام نماز تراویح میں تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہوگیا اور چاروں رکعت پوری کرلیں لیکن دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تھا ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنے سے دو رکعت ہونگی یا چار؟

جواب:۔ درمختار اور شامی میں تراویح کے بیان میں اس کی تشریح ہے کہ ایسی صورت میں دو رکعت تراویح ہوگی۔ فتاوی دار العلوم ج ۱ ص ۲۶۲ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۰ و ۶۶۱

دوسری رکعت میں بھول کر کھڑا ہوگیا

سوال:۔ اگر تراویح کی دوسری رکعت کے بعد بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہوگیا، بعد میں یاد آئے تو کیا کرے؟

جواب:۔ سجدہ سے پہلے پہلے اگر یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کرے۔
(فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۷۵ بحوالہ ردالمحتار باب سجود السہو ج ۱ ص ۶۹۶)

اس مسئلہ کی تشریح امداد الفتاوی کے حاشیہ پر استاذ محترم مدظلہ نے اس طرح فرمائی ہے کہ اگر تراویح میں دوسری رکعت کے بعد قعدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ کیا ہو بیٹھ جائے اور باقاعدہ سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرلیا ہو تو چوتھی رکعت ملا کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیر لے لیکن یہ چار رکعت صرف دو شمار ہونگی اور پہلے شفعہ میں جو قرآن شریف پڑھا گیا اس کا اعادہ کرنا ہوگا کیونکہ پہلا شفعہ قعدہ اولی ترک کرنیکی وجہ سے فاسد ہوگیا ہے لہذا

تراویح میں شمار نہیں ہوگا۔ اور اس میں پڑھے گئے قرآن شریف کا اعادہ ضروری ہوگا۔ اور چونکہ تحریمہ باقی ہے اس لئے دوسرا شفعہ صحیح ہو جائے گا۔ اور اس میں پڑھا ہوا قرآن بھی معتبر ہوگا۔

(حاشیہ امداد الفتاوی ج ۱ ص ۴۹۷)

تراویح میں دو رکعت پر قعدہ کرنا بھول گیا اور چار رکعت پر قعدہ کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ تراویح کے قعدہ میں بھول کر کھڑا ہو جائے تو (یعنی بغیر بیٹھے ہوئے) اور چار رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کرے تو صرف دو ہونگی اور یہ دو رکعت تراویح میں گنی جائیں گی یا نہیں؟ کیا سنت و نوافل میں آخری قعدہ فرض ہے یا نہیں؟ اس صورت میں فرض ادا کرنے میں کیا صرف تاخیر ہوئی ہے یا فرض فوت ہو رہا ہے اشکال دور فرمائیں؟

جواب:۔ نفل میں ہر دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا ضروری ہے لہذا نفل نماز میں دو رکعت پر قعدہ نہ کیا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی البتہ چار رکعت اور چار رکعت سے زیادہ چھ' آٹھ' دس' بارہ' چودہ' سولہ' اٹھارہ یا بیس رکعت پڑھی جائیں اور درمیان میں قعدہ نہ کیا جائے تو سجدۂ سہو کر لینے پر دو رکعت تراویح ہونے کے بعض فقہا قائل ہیں اور ان حضرات کے نزدیک قعدہ منتقل ہو کر آخر میں آجائے گا تو صرف فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہوگی جس کی تلافی سجدۂ سہو سے ہو جائے گی' تراویح سنت مؤکدہ باجماعت ادا کی جاتی ہے اس لئے اس کا درجہ فرض اور واجب کے قریب قریب ہے محض نفل نہیں ہے۔ اس لئے تراویح میں بعض فقہا دو رکعت کی ادائیگی کے قائل ہیں۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۴۲۱، بحوالہ شامی ج ۱ ص ۶۵۲ باب الوتر والنوافل

اگر چار رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ حافظ نے تراویح دو رکعت کے بجائے چار پڑھ دیں ایک ہی سلام سے حافظ صاحب تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہو رہے تھے لقمہ دیا مگر نہیں لیا اور آخر میں سجدہ سہو بھی نہیں کیا اس صورت میں کتنی رکعت تراویح ادا ہوئیں اگر نہیں ہوئیں تو قرأت لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب:۔ تیسری رکعت کے کھڑے ہونے پر لقمہ دیا جا رہا تھا تو حافظ صاحب کو بیٹھ جانا

چاہیئے تھا مگر جب نہیں بیٹھا اور چار رکعتیں پوری کیں تو سجدہ سہو کرکے سلام پھیرنا چاہیئے تھا اس صورت میں دو رکعت تراویح ہوئیں اور دو نفل مگر سجدہ سہو نہ کیا تو غلط کیا اس صورت میں دو رکعت تراویح ہوئیں مگر وہ بھی واجب الاعادہ ہیں۔ وقت کے اندر اندر لوٹا لینا چاہیئے۔ وقت نکلنے کے بعد اس کی قضا نہیں ہے۔ مگر ان چار رکعتوں میں جتنا قرآن پڑھا گیا ہے اس کا لوٹانا ضروری ہے اگر دو رکعت پر قعدہ کیا تو چار رکعت تراویح ادا ہوگئیں اور قرأت کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۴۱۳)

بغیر قعدہ کے چار رکعت کے بارے میں مولانا تھانویؒ کی رائے

سوال:- تراویح میں اگر دو رکعت کی جگہ امام چار رکعت پڑھ جائے اور درمیان میں قعدہ نہ کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے تو نماز ہوگی یا نہیں؟ اور اگر ہوگی تو دو رکعت ہونگی یا چار؟ اور اگر دو ہونگی تو اول کی دو یا آخر کی؟ اور کونسی رکعات کے قرآن شریف کے اعادہ کی ضرورت ہوگی؟

جواب:- عالمگیری جلد اول ص ۷۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ قعدہ نہ کرنے سے شفعہ اولیٰ بھی فاسد نہ ہوگا البتہ مجموعہ معتبر بھی نہ ہوگا بلکہ دونوں شفعہ ملکر بجائے ایک شفعہ کے سمجھے جائیں گے اور جب مجموعہ شفعہ معتبر نہ ہوگا تو ایک شفعہ اور پڑھا جائے گا۔

رہا یہ امر کہ کونسے شفعہ کا پڑھا ہوا قرآن معتبر ہوگا اور کونسے کا قابل اعادہ تو یہ اس پر موقوف ہے کہ یہ متعین ہوجائے کہ کونسا شفعہ تراویح ہے کہ اس میں پڑھا ہوا قرآن معتبر ہوا ہے اور کونسا نفل کہ اس میں پڑھا ہوا قابل اعادہ ہو تو اس میں مجھکو تردد ہے دوسرے علماء سے تحقیق کرلی جائے میرے خیال میں اگر صرف اعادہ قرآن کے حق میں سہولت کے لئے دوسرے قول پر عمل کرلیں جو دو شفعوں کو معتبر کہتے ہیں تو گنجائش ہے۔ پس شفعہ تو ایک اور پڑھ لیں اور قرآن کا اعادہ نہ کرے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۹۸)

اگر تراویح میں دوسری رکعت پر قعدہ بھول کر کھڑا ہوجائے تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور باقاعدہ سجدہ سہو کرکے نماز پوری کرے۔ اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرلیا ہو تو چوتھی رکعت ملاکر سجدہ سہو کرکے سلام پھیرے لیکن یہ چار رکعت صرف دو رکعت شمار ہونگی اور پہلے شفعہ

ئں جو قرآن پڑھا گیا ہے اس کا اعادہ کرنا ہوگا کیونکہ پہلا شفعہ قعدہ اخیرہ ترک کرنے کی وجہ سے فاسد ہوگیا۔ لہٰذا تراویح میں محسوب نہ ہوگا اور اس میں پڑھے گئے قرآن کا اعادہ ضروری ہوگا۔ البتہ تحریمہ چونکہ باقی ہے اس لیے دوسرا شفعہ صحیح ہوجائے گا اور اس میں پڑھا ہوا قرآن بھی معتبر ہوگا۔

حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۹۷

دوسری رکعت میں تشہد کے بعد کھڑے ہوکر بیٹھنا

سوال اگر دو رکعت میں بعد تشہد کے کھڑا ہوگیا اور پھر بیٹھ گیا تو پھر تشہد پڑھکر سلام پھیردے ——— یا تشہد پڑھ کر سجدۂ سہو کرے اور پھر سلام پھیرے ؟ ایک یہ کہ قیام تام کے فوراً بعد بیٹھے دوسرے کچھ پڑھکر۔ تیسرے ختم سورۃ کے بعد ہر تین حالت کا ایک حکم ہے یا مختلف ؟

جواب :- ہر تین حالت میں بیٹھکر تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کرکے پھر تشہد وغیرہ پڑھکر سلام پھیرے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۸۲ ، بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۷۰۰)

سورت شروع کی اس کو چھوڑ کر پھر دوسری پڑھی

سوال :- امام نے تراویح کے آخری دوگانہ کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ اَعُوْذُ کہکر فوراً تَبَّتْ يَدَا کہا کہ ایک مقتدی نے بطور بتلانے کے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پوری پڑھ دی' امام نے دوسری رکعت بھی پوری کرلی مگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو اس صورت میں نماز صحیح ہوگی یا دوگانہ مذکورہ کا لوٹانا ضروری ہوگا اور یہ کہ سجدۂ سہو ضروری ہے یا نہیں ؟

جواب :- اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار صفحہ ۵۱۰ ج ۱ پر تصریح موجود ہے۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۷۵

بعض حفّاظ رکوع وسجود میں قرآن یاد کرتے ہیں

مسئلہ :- دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ بعض کچے حافظ تراویح کے دوران رکوع وسجود اور تشہد وغیرہ میں تسبیحات کی جگہ اپنے دل دل میں اگلی آیت پڑھتے رہتے ہیں۔

۲:۔ یا زبان سے بھی آہستہ آہستہ دوہراتے رہتے ہیں۔
۳:۔ یا زبان سے تو نہیں دوہراتے۔ تسبیحات بھی پڑھتے ہیں مگر دل و دماغ اگلی آیت کے سوچنے کی طرف متوجہ رکھتے ہیں۔ ان تینوں صورتوں کا شرعی حکم مفصل و مدلل فرمائیں۔

جواب:۔ رکوع اور سجود کی حالت میں قرآن کریم پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ رکوع اور سجود میں قراۃ کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ پھر اگر تشہد کے بجائے قرآن پڑھا جائے تو سجدۂ سہو کرنا لازم آئے گا کیونکہ تشہد پڑھنا واجب ہے اور اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز ناقص ہوگی اعادہ واجب رہے گا وقال فی البحر باب سجود السہو یجب سجود السہو بترکہ ولو قلیلاً فی ظاہر الروایۃ لانہ ذکر واحد منظوم فترک بعضہ کترک کلہ شامی ج۱
۲:۔ چونکہ رکوع اور سجود کی تسبیحات سنت ہیں ان کے ترک سے نماز کراہت تنزیہ کیساتھ ادا ہوگی۔
۳:۔ اس صورت میں اگرچہ نماز ادا ہو جائیگی لیکن ایسا کرنا بہتر نہیں فقط واللہ اعلم
حبیب الرحمٰن خیرآبادی عفا اللہ عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند ۶/۷/۱۴۰۶ھ

لفظ ضاد کو کس طرح ادا کرنا چاہیئے

سوال:۔ لفظ ضاد کو نماز میں کس طرح پڑھنا چاہیئے؟
جواب:۔ ضاد کو اس کے مخرج سے پڑھنا چاہیئے نہ نکل سکے تو جیسے بھی ادا ہو جائے نماز ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۹۱ باب زلۃ القاری بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۱)

ضالین کو دالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال:۔ ضالین کو دالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
جواب:۔ اگر ضاد کو بصورت دال مفخم (دال پُر - - - - - -) پڑھنے سے نماز کے نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا تو تمام عرب قراء و علماء اور ائمہ میں سے بھی کسی کی نماز نہ ہوگی اور نہ مقتدیوں کی نماز ہوگی کیونکہ وہ سب دالین پڑھتے ہیں بس معلوم ہوا کہ یہ حکم لگانا غلط ہے اور حرج ہے البتہ عمدہ بہتر یہی ہے کہ مخرج سے ادا کرنے میں کوشش کرے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۹۲)

لفظ ضاد کے بارے میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ

د ۔ ظ ۔ ض ۔ کے حرف جداگانہ اور مخارج الگ ہونے میں تو شک نہیں ہے اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ قصداً کسی حرف کو دوسرے مخرج سے ادا کرنا سخت بے ادبی ہے اور بسا اوقات باعثِ فسادِ نماز ہے مگر جو لوگ معذور ہیں اور ان سے یہ لفظ مخرج سے ادا نہیں ہوتا وہ حتی الوسع کوشش کرتے رہتے ہیں ۔ ان کی نماز بھی درست ہے ۔

اور دالِ پُر ظاہر ہے کہ خود کوئی حرف نہیں ہے بلکہ ضاد ہی ہے اپنے مخرج سے ۔ ۔ ۔ پر ادا نہیں ہوا لو جو شخص دال خالص یا ظاء خالص عمداً پڑھے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں ۔ شخص دال پُر کی آواز میں پڑھتا ہے آپ اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں جو شخص باوجود ۔ ت کے ضاد کو ضاد کے مخرج سے ادا نہ کرے وہ گنہگار بھی ہے اور اگر دوسرا لفظ بدلجانے سے معنیٰ بدل گئے تو نماز بھی نہ ہوگی اور اگر کوشش وسعی کے باوجود ضاد اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا تو وہ معذور ہے اس کی نماز ہو جاتی ہے اور جو شخص خود صحیح پڑھنے پر قادر ہے تو ایسے معذور کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے مگر جو شخص قصداً خالص ۔ د یا ظا ۔ پڑھے تو اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی ۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۷۴ ، ۲۸۴)

لفظ ضاد کے بارے میں مفتی شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان کا فتویٰ

عوام کی نماز تو بلا کسی تفصیل و تنقیح کے بہرحال صحیح ہو جاتی ہے خواہ ظا پڑھیں یا دال ۔ یا زا وغیرہ کیونکہ وہ قادر بھی نہیں اور سمجھتے بھی یہی ہیں کہ ہم نے اصلی حرف ادا کیا ہے ۔ اور قرار مجوّدین اور علماء کی نماز میں تفصیل مذکور ہے کہ اگر غلطی قصداً یا بے پرواہی سے ہو تو نماز فاسد ہے اور سبقتِ لسانی یا عدم تمیز کی وجہ سے ہو تو جائز ہے ۔ (جواہر الفقہ ج ۱ ص ۳۲۸)

تنبیہ:- لیکن جواز اور عدمِ فساد سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ بے فکر ہو کر ہمیشہ غلط پڑھتے رہنا جائز ہو گیا اور پڑھنے والا گنہگار بھی نہ رہے گا بلکہ اپنی قدرت اور گنجائش کے موافق صحیح پڑھنے کی مشق کرنا اور کوشش کرتے رہنا ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا اگرچہ نماز نہ فاسد ہو جیسا کہ

عالمگیری مصری ج ۱ ص ۴۷، باب چہارم میں تصریح موجود ہے :-

احقر محمد شفیع الدیوبندی غفرلہٗ خادم دارالافتا دارالعلوم دیوبند ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ

سلام میں علیکم کی جگہ ''علیتم'' نکل جانے کا حکم

سوال :- اگر السلام علیکم میں علیکم کے بجائے علیتم نکل جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب :- نماز ہوگئی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۵۴ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۱۰ باب صفۃ الصلوٰۃ)

نماز میں ''سلام علیکم'' کہنے کا حکم

سوال :- اگر امام السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے بجائے صرف ''سلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے تو کیا حکم ہے؟

جواب یہ خلاف سنت ہے اس سے نماز میں کراہت آئے گی۔ یہ اس وقت ہے جب کہ امام تلفظ ہی میں سلام علیکم کہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ الف لوگوں کے سننے میں نہیں آتا امام تو السلام علیکم کہتا ہے لوگ سلام سنتے ہیں تو یہ مکروہ نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۴۲۹)

سلام میں چہرہ کتنا گھمایا جائے؟

عَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ كُنْتُ اَرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ ۔ (رواہ مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دیکھا تھا کہ آپ سلام پھیرتے وقت دائیں اور بائیں جانب رُخ فرماتے تھے اور چہرہ مبارک کو داہنی جانب اور بائیں جانب اتنا پھیرتے تھے کہ ہم رخسار مبارک کی سفیدی دیکھ لیتے تھے۔

(معارف الحدیث ج ۳ ص ۳۱۰)

آٹھواں باب

سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت کا ثبوت و فضائل

صحیین یا (بخاری و مسلم) میں روایت آئی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور جب سجدہ والی سورت پڑھتے تو حضور سجدہ کرتے اور ہم بھی ساتھ ہی سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں بعض اشخاص کو پیشانی ٹیکنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن آدم جب آیت سجدہ پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہٹ کر روتا اور کہتا ہے ہائے غضب! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا تو اس کے لئے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا اور میں نے حکم نہیں مانا تو میرے لئے جہنم ہے۔

اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن میں بعض خاص خاص مقامات ایسے ہیں جن کے پڑھنے پر سجدہ کرنے کا شرعی حکم ہے۔

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ
ج ۱ ص ۴۴۷۔

سجدۂ تلاوت فرض ہے یا واجب اور اسکی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے ؟

سوال :- سجدۂ تلاوت فرض ہے یا واجب اور کس طرح ادا کرنا چاہیئے؟ یعنی سجدہ میں اور سجدہ کے شروع کرنے سے پہلے یا سجدہ کے بعد کیا کیا پڑھنا چاہیئے اور جب کوئی شخص تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو اور آیتِ سجدہ پڑھے تو وہ دو زانو ہو کر سجدہ کرے یا کھڑے ہو کر سجدہ میں جائے؟

جواب :- سجدۂ تلاوت واجب ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہکر سجدہ میں جائے اور تین بار یا زیادہ سے زیادہ پانچ یا سات مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہہکر اللہ اکبر کہہکر اٹھ جائے سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اگر بیٹھے ہوئے سجدہ میں گیا اور سجدہ کے بعد پھر بیٹھا رہا تب بھی کچھ حرج نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر سجدہ میں جائے اور سجدہ کے بعد کھڑا ہو جائے۔

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۳۰

سجدۂ تلاوت کی نیت

مستحب یہ ہے کہ جب سجدۂ تلاوت کا ارادہ کرے تو کھڑا ہو جائے اور پھر سجدہ کرے اور سجدہ کرنے کے بعد کھڑا ہو جائے۔ یا بیٹھے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جب سجدہ کا ارادہ کرے تو اس کی نیت دل سے کرے یا زبان سے کہہ لے کہ اللہ کے لئے سجدۂ تلاوت کرتا ہوں اللہ اکبر کہہکر سجدہ ادا کرلے۔ ترجمہ عالمگیر ہندیہ ج ۱ ص ۲۱۷

سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کا طریقہ

حنفیہؒ کے نزدیک سجدۂ تلاوت کا طریقہ یا اس کی تعریف یہ ہے کہ انسان دو تکبیروں کیساتھ ایک سجدہ کرے ایک تکبیر تو پیشانی کو سجدہ کے لئے زمین پر رکھتے وقت۔ اور دوسری بار سجدہ سے اٹھتے ہوئے۔ سجدۂ تلاوت میں تشہد اور سلام نہیں ہے۔ یہ دونوں تکبیریں مسنون ہیں چنانچہ

گر بغیر تکبیر کہے پیشانی زمین پر رکھدی تو سجدہ ہو جائے گا. لیکن یہ مکروہ ہے۔
(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۷۵۲)

تراویح میں سجدۂ تلاوت کا اعلان کرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ تراویح میں سجدۂ تلاوت کا اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں رکعت میں سجدہ ہے اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔

جواب:۔ خیر القرون میں عرب و عجم کے اندر کثیر التعداد جہلا اور نو مسلم ہونے کے باوجود سلف صالحین سے اعلان ثابت نہیں ہے حالانکہ وہ اسلامی اعمال کی تبلیغ میں نہایت چست اور عبادات کی درستگی کے بڑے حریص تھے اور فقہاء نے بھی اس طرح کے اعلان کی ہدایت نہیں کی ہے اگر ضرورت ہوتی تو ضرور تاکید فرماتے جیسا کہ مسافر امام کے لئے خصوصی طور پر تاکید فرمائی ہے کہ نمازیوں کو اپنے مسافر ہونے کی اطلاع دیدے چاہے نماز سے پہلے یا بعد میں کہ میں مسافر ہوں. کیونکہ یہاں ضرورت ہے لیکن سجدۂ تلاوت میں عام طور پر ضرورت نہیں ہوتی اگر بلا ضرورت یہ طریقہ جاری رہا تو یہ قوی اندیشہ ہے کہ جس طرح بعض شہروں میں رواج ہے کہ نماز جمعہ کے وقت اعلان کیا جاتا ہے۔ الصَّلٰوۃُ سُنَّۃٌ قَبْلَ الْجُمُعَۃِ یا یہ کہا جاتا ہے، اَنْصِتُوا رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اور یہ اعلان سنت یا فعل حسن سمجھا جاتا ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت کا یہ اعلان بھی ضروری اور بہت ممکن ہے سنت سمجھا جانے لگے

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ مباح چیزوں کو ضروری سمجھنے سے دیگر خرابی کے علاوہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ مباح کو مسنون سمجھ لیا جائے اور غیر مسنون کو مسنون سمجھ لینا تحریفِ دین ہے۔ البتہ اگر مجمع کثیر ہو جیسا کہ بڑے شہروں میں ہوتا ہے کہ صفیں دور تک ہوتی ہیں اور کچھ صفیں بالائی منزل میں ہوتی ہیں۔ اور مغالطہ کا قوی احتمال رہتا ہے کہ لوگوں کو سجدۂ تلاوت کا پتہ نہ چلے اور سجدہ کے بجائے رکوع کرنے لگیں تو ایسے موقع پر بموجب ــــــ الضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ کے تحت اعلان کی اجازت دیجا سکتی ہے مگر ہر جگہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۱۴۵

اگر آیتِ سجدہ سورت کے ختم پر آئے

سوال:۔ تراویح میں اگر آیتِ سجدہ رکوع یا سورت کے ختم پر آئے تو کس طرح ادا کرنا چاہیئے۔؟

جواب رکوع یا سورت کے ختم پر آیتِ سجدہ آئے تو اس کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ فوراً سجدۂ تلاوت کرکے اُٹھے اور پھر آگے سے چند آیتیں پڑھکر رکوع کرے۔ دوسرے یہ کہ رکوع میں نیت سجدۂ تلاوت کی کرنے سے سجدہ ادا ہوجاتا ہے مگر فوراً رکوع کرے۔ دوسری صورت مناسب نہیں ہے اس لئے کہ صرف امام کی نیت کافی نہیں ہے مقتدی کا سجدۂ تلاوت رہ جائے گا اور سلام کے بعد ادا کرنا ہوگا تو اً سجدہ مستقل کرنا چاہیئے ختم سورت پر سجدہ ہو تو سجدۂ تلاوت سے اٹھ کر دوسری سورت کی دو تین آیتیں پڑھکر پھر رکوع کرے۔ اگر رکوع کے ختم پر سجدہ ہو تو سجدہ کے بعد دوسرے رکوع کا کچھ حصہ پڑھکر نماز کیلئے رکوع کرے۔

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۸۰، بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۷۲۲

فتاویٰ محمودیہ میں لکھا ہے کہ:

اگر آیت سجدہ جوکہ سورت کے ختم پر ہے پڑھ کر سجدہ کیا تو اب سجدہ سے اٹھ کر فوراً رکوع نہ کیا جائے اس خیال سے کہ سورت ختم ہوگئی، بلکہ تین آیت کی مقدار پڑھکر رکوع کرنا چاہیئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۳۵۸)

سجدۂ تلاوت سجدۂ نماز کے ساتھ ادا ہوگا یا نہیں؟

سوال:۔ اگر حافظ نے تراویح میں سجدۂ تلاوت، سجدۂ نماز کے ساتھ ادا کیا یعنی تین سجدہ کئے تو نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب:۔ نماز میں جس وقت آیت سجدہ کی تلاوت کرے اسی وقت سجدۂ تلاوت کرلینا چاہیئے اور اگر مؤخر کیا اور نماز کے سجدوں کے ساتھ کیا تو سجدۂ سہو لازم ہے، سجدۂ سہو کے بعد نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

قصداً سجدۂ تلاوت مؤخر کرنا درست نہیں ہے آیت سجدہ کے فوراً بعد یا زیادہ سے زیادہ دو آیت کے بعد سجدۂ تلاوت کرلینا ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۷۵، بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۷۲۲ باب سجدہ التلاوۃ)

اگر سجدۂ تلاوت کا کچھ حصہ پڑھے

سوال :- آیت سجدہ کے آخری الفاظ نہیں پڑھے تو سجدۂ تلاوت واجب ہے یا نہیں ؟

جواب :- اگر وہ کلمہ پڑھا جس میں سجدہ کا لفظ ہے تو سجدۂ تلاوت واجب ہوجائیگا۔

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۲۹، بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۷۱۵ باب سجود التلاوۃ

رکوع اور سجدہ میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرے تو کیسا ہے؟

سوال :- حافظ صاحب نے تراویح میں سورۂ اعراف کی آیت سجدہ پڑھکر رکوع کیا اور سجدۂ تلاوت نہیں کیا نماز کے بعد دریافت کرنے پر حافظ صاحب نے کہا کہ رکوع میں یا سجدہ میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی جائے تو سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے کیا یہ صحیح ہے ؟

جواب :- نماز میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آیت سجدہ پڑھ کر فوراً نماز کا رکوع کرے (جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہوا ہے) یا دو تین چھوٹی آیتیں پڑھ کر نماز کا رکوع کرے اور اس میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرے تو سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے اگر رکوع میں نیت نہیں کی تو نماز کے سجدہ میں سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے گا خواہ سجدہ کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو لیکن اگر امام نے رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کی اور مقتدیوں نے نہیں کی تو ان کا سجدہ ادا نہ نہیں ہوگا۔

لہذا ایسی صورت میں امام کو چاہیئے کہ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرے نماز کے سجدہ میں سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے گا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۹۶، بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۷۲۳، ص ۷۲۴)

صورتِ مذکورہ میں امام کے ساتھ مقتدیوں نے بھی رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کی نیت کی ہوگی تو سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ اور اگر مقتدیوں نے نیت نہیں کی ہو اور امام نے کرلی ہو تو مقتدیوں کا سجدۂ تلاوت ... ہوگا اور اگر امام نے رکوع میں نیت نہیں کی تھی تو نماز کے سجدہ میں کوئی نیت کرے یا نہ کرے سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ (بشرطیکہ تین آیتوں سے کم پڑھا ہو)

نوٹ :۔ مسئلہ سے لوگ واقف نہیں ہوتے اس لئے بہتر یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت مستقل ادا کیا جائے اور نماز کے رکوع اور سجدہ میں ادا کر کے لوگوں کو تشویش میں نہ ڈالے،
مسئلہ پر اگر عمل کرنا ہو تو نمازیوں کو پہلے مسئلہ سمجھا دے پھر عمل کرے۔

(فتاوی رحیمیہ ج ۴ ص ۲۹۷)

اگر مقتدی امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت نہ کر سکے

سوال :۔ اگر مقتدی غلطی سے امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت نہ کرے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب :۔ نماز میں جو سجدۂ تلاوت واجب ہو وہ نماز کے بعد ادا نہیں ہوتا اور ساقط ہو جاتا ہے شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سجدہ ساقط ہوا اور نماز کے لوٹانے کی بھی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر جان بوجھ کر چھوڑا تو توبہ کرے۔

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۵۲ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۷۲۲

سجدۂ تلاوت ادا کیا پھر کسی وجہ سے نماز لوٹائی تو کیا حکم ہے؟

سوال :۔ حافظ صاحب نے آیتِ سجدہ پڑھ کر پھر سجدہ کیا اور پھر کسی وجہ سے نماز دوہرانے کی ضرورت پیش آئی پھر وہی آیت پڑھی تو دوبارہ سجدہ کرنا چاہیئے یا پہلا ہی سجدہ کافی ہے؟

جواب :۔ "پھر سجدہ کرلینا چاہیئے"۔

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۴۲۸

بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۲۵۔ باب سجود التلاوۃ

آیت سجدہ پڑھ کر کتنی دیر میں سجدہ کرنا چاہیئے؟

سوال:۔ نماز میں سجدۂ تلاوت پڑھکر فوراً سجدۂ تلاوت نہیں کیا تین آیت کے بعد کیا۔ تو ادا ہوا یا نہیں؟ اور سجدۂ سہو کرنا ہوگا؟ یا نماز لوٹانی ہوگی؟

جواب:۔ نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کے فوراً بعد سجدہ واجب ہے یا اگر تین آیت پڑھنے کے بعد کیا گیا تو قضا شمار ہوگا اور تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

سجدہ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ جو سجدۂ تلاوت نماز میں واجب ہوا وہ سلام پھیرنے سے پہلے بلکہ سلام پھیرنے کے بعد جب تک کوئی حرکت منافی نماز نہ ہوگی سجدہ کرلینا چاہیئے۔ اس کے بعد بجز توبہ و استغفار کے معافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۹۴

سجدۂ تلاوت سُنکر بعض مقتدی سجدے میں اور بعض رکوع میں چلے گئے

سوال:۔ امام نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدۂ تلاوت کی جگہ رکوع کردیا جو مقتدی امام کے قریب تھے وہ رکوع میں چلے گئے۔ اور جو امام سے دور تھے اور ان کو یہ معلوم تھا کہ یہاں سجدۂ تلاوت ہے وہ لوگ سجدے میں چلے گئے، جب امام نے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہا تب ان کو پتہ چلا کہ امام رکوع میں تھا ان میں سے کچھ لوگ کھڑے ہوکر رکوع میں گئے اور پھر امام کے ساتھ سجدے میں شامل ہوگئے اور کچھ لوگ سجدے سے بیٹھ کر پھر امام کے ساتھ سجدے میں چلے گئے۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ جو لوگ امام کے رکوع کرنے کے بعد رکوع کرکے امام کے ساتھ سجدے میں شامل ہوگئے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب:۔ جو لوگ امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہیں ہوئے ان کی یہ رکعت جاتی رہی پھر جب وہ رکوع کرکے امام کے ساتھ سجدے میں مل گئے تو ان کی نماز صحیح ہوگئی۔ اور جو لوگ بغیر رکوع ادا کئے ہوئے سجدے میں ملے اُن کی ایک رکعت فوت ہوگئی اگر وہ امام کے سلام کے بعد اپنی رکعت پوری کرلیتے تو نماز ہوجاتی۔ جب انھوں نے سلام پھیردیا تو نماز نہیں ہوئی۔

(کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۸۷)

نماز میں سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی لیکن سجدہ کرنا یاد نہیں رہا

سوال:- تراویح میں حافظ صاحب نے سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی تو سجدہ کس وقت کرنا چاہیئے؟

جواب:- بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرے جس وقت آیت سجدہ پڑھے اور فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر بعد میں یاد آیا اور اس وقت نہ کیا تو سجدہ سہو لازم ہے مگر تاخیر کی گنجائش اس وقت ہے جب نماز میں نہ ہوں نماز میں فوراً ادا کرنا ہوگا۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۲۴ - بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۲، ۷۵۱)

حافظ اگر آیتِ سجدہ بھول جائے

سوال:- حافظ صاحب آیتِ سجدہ بھول گئے مقتدی نے یا سامع نے لقمہ دیا اور حافظ صاحب نے آیت سجدہ پڑھی تو ایک سجدۂ تلاوت ہوگا یا دو؟

جواب:- امام صاحب سجدہ کی آیت بھول گئے اور مقتدی نے پڑھ کر لقمہ دیا اور امام صاحب نے وہ آیت پڑھ کر سجدہ کیا تو یہ سجدہ کافی ہے اس صورت میں دو سجدے واجب نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۴۹)

فوت شدہ رکعت کی ادائیگی کے وقت آیتِ سجدہ امام سے سنے تو کیا حکم ہے؟

سوال:- حافظ صاحب اور مقتدی چار رکعت پر ترویحہ میں بیٹھے اس وقت میں فوت شدہ رکعت کی ادائیگی کے لئے کھڑا ہوا ابھی میری نماز ناتمام ہی تھی کہ امام صاحب نے تراویح شروع کی اور آیت سجدہ پڑھی میں نے بھی سنی تو مجھ پر سجدۂ تلاوت لازم ہے یا نہیں؟

جواب:- صورتِ مسئولہ میں سجدۂ تلاوت لازم ہوگیا ہاں اگر امام کے سجدہ کرنے سے پہلے یا سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت کے آخر میں امام کے پیچھے نیت باندھ لی اور نماز میں شامل ہوگئے تو امام کا سجدہ آپ کے لئے کافی ہے علیحدہ سجدہ کرنا نہیں ہوگا۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۵۱
بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۳

آیت سجدہ سُنکر بجائے سجدہ کے رکوع میں چلا جائے

سوال:۔ نماز تراویح میں حافظ صاحب نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ میں گئے مگر مقتدی رکوع سمجھکر رکوع میں گیا تو اس کی نماز اور سجدہ ادا ہوگا یا نہیں؟

جواب:۔ صورت مسئولہ میں مقتدی کو چاہیئے کہ رکوع چھوڑ کر سجدہ میں چلا جائے۔ اگر رکوع کرکے پھر سجدہ میں گیا تو نماز صحیح ہوجائے گی اور سجدہ تلاوت بھی ادا ہوجائے گا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۴۴۔ بحوالہ شامی' درمختار ج ۱ ص ۷۲۷)

نماز میں سجدۂ تلاوت کے بعد دوبارہ وہی آیت پڑھ لے

سوال:۔ حافظ صاحب نے تراویح میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کے بعد کھڑے ہوکر بجائے اگلی آیت کے وہی آیت سجدہ دوبارہ پڑھ لی۔ سجدۂ تلاوت کی اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب:۔ صورت مسئولہ میں پہلا سجدہ کافی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں اور سجدۂ سہو بھی نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۴۴۔ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۵)

سجدۂ تلاوت ادا کرنے کے بعد حافظ کو اگلی آیت یاد نہ رہی

سوال:۔ زید حافظ ہے زید نے نماز پڑھی درمیان میں آیت سجدۂ تلاوت آئی تو فوراً سجدہ تلاوت ادا کیا سجدہ کے بعد پھر کھڑا ہوا مگر اس کے آگے قرآن شریف یاد نہیں آیا زید نے سجدۂ تلاوت کرتے وقت رکوع بھی نہیں کیا لاعلمی یا بھول سے آیا زید سجدۂ تلاوت سے اٹھکر رکوع کرے یا کیا کرے؟

جواب:۔ ایسی حالت میں کہ نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کی اور آگے کچھ نہیں پڑھتا ہے تو رکوع میں ہی نیت سجدہ کرنا ہے سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے اور اگر اس نے سجدۂ تلاوت کیا تو بہتر یہ ہے کہ اٹھکر چند آیات پڑھ کر پھر رکوع کرے اور اگر اٹھ کر کھڑے ہوکر فوراً رکوع میں چلا جائے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے نماز صحیح ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۴۲۶۔ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۷۲۲ باب سجود التلاوۃ۔

سجدۂ تلاوت کے بعد سورۂ فاتحہ دوبارہ پڑھے تو کیا حکم ہے؟

سوال: تراویح میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کے بعد بجائے اگلی آیت پڑھنے کے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس کو شروع کرے تو سجدہ سہو ہے یا نہیں؟ سورۂ فاتحہ کی تکرار ہوئی ہے۔

جواب: سورت شروع کرنے سے پہلے اگر سورۂ فاتحہ کو مکرر پڑھ لے تب تو سجدہ سہو ہوگا کیونکہ فاتحہ کے بعد بلا تاخیر سورت شروع کرنا واجب تھا اس میں تاخیر ہوگئی اور واجب کی تاخیر سے سجدہ سہو لازم آتا ہے لیکن صورتِ مسئولہ میں جب سورۂ فاتحہ کے بعد قرأت شروع کر چکا تھا تو سورت یعنی قرأت شروع کرنے میں تو تاخیر نہیں ہوئی۔ فاتحہ کے فوراً بعد شروع کر دی اب اگلا فرض رکوع کا ہے اس کی ادائیگی قرأت کے بعد ہونی چاہیے مگر قرأت کی کوئی حد متعین نہیں جتنی چاہے قرأت کرے اور جس سورت کی چاہے قرأت کرے رکوع سے پہلے اس کو مختصر اور طویل قرأت کرنے کا اختیار ہے اس میں طویل و تاخیر سے سجدہ سہو لازم نہیں آئے گا۔ لہٰذا اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں آئے گا۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۴۸۔ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۴۲۹ و عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۶۔

دو رکعت پوری کر کے دوسری رکعت میں وہی آیتِ سجدہ پڑھ دی

سوال: تراویح میں حافظ صاحب نے دو رکعت کی نیت باندھی پہلی یا دوسری رکعت میں سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا اور دو رکعت پوری کیں پھر دوسری رکعت کی نیت باندھی اور سہواً وہی سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی لیکن سجدہ نہیں کیا نماز کے بعد معلوم کرنے پر حافظ صاحب نے فرمایا پہلی نماز کا سجدۂ تلاوت دوسری نماز کے لئے کافی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: اس صورت میں دوسرا سجدہ کرنا ہوگا تکبیر تحریمہ کہکر دوسری نماز شروع کرنے سے حکماً مجلس بدل جاتی ہے۔ نیز مراقی الفلاح میں ہے کہ نماز میں سجدۂ تلاوت کی آیت تلاوت کر کے سجدہ کیا پھر وہی آیت سلام پھیرنے کے بعد دوبارہ پڑھی تو ظاہر روایت کے مطابق دوسرا سجدہ کرے نماز میں جو سجدہ کیا تھا وہ حکماً بھی باقی نہ رہا۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۲۸ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۲۸۶

تراویح میں سجدۂ تلاوت بھول جائے

کسی شخص نے ایک رکعت میں آیتِ سجدہ پڑھی مگر اس میں سجدہ کرنا بھول گیا تو دوسری رکعت میں جب یاد آئے سجدہ تلاوت ادا کرے اور پھر آخر میں سجدہ سہو کرے۔ نماز میں اگر کوئی شخص آیتِ سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے اگر چھوٹی تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بعد سجدۂ تلاوت کیا تو سجدہ تلاوت کر کے سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اگر تین آیتوں سے کم پڑھ کر ہی سجدہ تلاوت کرلیا ہے تو پھر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

(مسائل سجدۂ سہو ص: ۵۴، درمختار برحاشیہ شامی ج ۱ ص ۷۲۱)

سجدۂ تلاوت ایک کرنیکے بجاے دو سجدے کرلے

سوال:- تراویح میں حافظ صاحب نے آیت سجدہ تلاوت کرکے بجائے ایک سجدہ کے دو سجدے کئے کیا اس صورت میں دو سجدے کرنے سے قیام میں تاخیر ہونے کی بنا پر سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

اگر لازم ہوتا ہو اور سجدہ سہو نہیں کیا تو کیا دو رکعت واجب الاعادہ ہیں، جماعت کیساتھ لوٹائیں یا فرداً فرداً پڑھ لیں؟

جواب:- نماز تراویح میں ایک سجدہ زائد ہونے کی وجہ سے تاخیر لازم آئی سجدۂ سہو کرلینا تھا نہیں کیا گیا اس لئے وقت کے اندر اعادہ ہے لوگ موجود ہوں تو جماعت سے ورنہ تنہا تنہا پڑھ لیں۔

(فتاوی رحیمیہ ج ۴ ص ۲۸۸)

سورۂ حج کا آخری سجدہ اور اس کا حکم

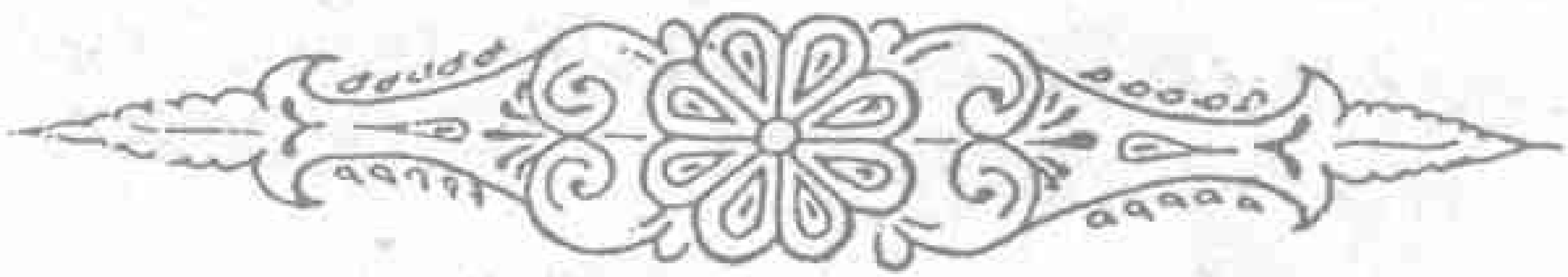
سوال:- سورۂ حج کا آخری سجدہ (پارہ ۱۸) امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہے شافعی امام کی اقتدار میں حنفی مقتدی یہ سجدہ ادا کرے یا نہیں؟ اور جب امام حنفی ہو اور مقتدی شافعی تو مقتدیوں کا یہ سجدہ کیسے ادا ہوگا۔؟

جواب:۔ شامی میں ہے کہ متابعت امام شافعی المذہب کیوجہ سے مقتدی حنفی بھی سورۂ حج کا آخری سجدہ ادا کرے اور جب کہ امام حنفیؒ ہو تو یہ سجدہ نہ کرے اور مقتدیوں کے ذمہ بھی موافق قواعدِ حنفیہ یہ سجدہ ساقط ہے لیکن اگر شوافع کے نزدیک نماز کے سجدہ کو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہو تو وہ کرسکتے ہیں۔
حنفیہؒ کے نزدیک تو جو سجدہ نماز میں لازم ہوا اور اس کو اس وقت نہ کیا جائے تو وہ ادا نہیں ہوسکتا۔ فتاویٰ دارالعلوم ج۴ ص ۴۲۲۔ بحوالہ ردالمحتار ج۱ ص ۳۱۵ باب سجود التلاوۃ

سورۂ صٓ میں سجدۂ تلاوت کی آیت کونسی ہے؟

سوال:۔ سورۂ صٓ پارہ ۲۳، میں سجدۂ تلاوۃ اَنَابَ پر ہے یا حُسْنَ مَاٰبٍ پر؟
جواب:۔ محقق قول کی بنا پر اولیٰ یہ ہے کہ حُسْنَ مَاٰبٍ پر سجدۂ تلاوت کیا جائے۔ اَنَابَ پر سجدہ کرنا خلافِ احتیاط ہے اگر اَنَابَ۔ پر سجدہ کرلیا تو خلافِ احتیاط ہوا لیکن اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۴ ص ۱۹،۳۸۲ بحوالہ شامی ج۱ ص ۷۱۶)







نواں باب

تہجّد و شبینہ کے بیان میں

نمازِ تہجد کی جماعت کا حکم

سوال:۔ ماہِ رمضان المبارک میں حنفی المذہب ہوتے ہوئے تہجد کی نماز جو لوگ جماعت کے ساتھ اہتمام سے ادا کرتے ہیں اور اس کو بڑی فضیلت سمجھتے ہیں اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:۔ تہجد کی نماز رمضان اور غیر رمضان میں باجماعت پڑھنے کا اہتمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ سے منقول نہیں ہے ماہِ مبارک میں آپؐ کا معمول اعتکاف کا تھا لیکن آپؐ نے صحابہؓ کیساتھ تہجد باجماعت پڑھی ہو یہ ثابت نہیں اس لئے فقہاءؒ لکھتے ہیں کہ تہجد وغیرہ نفل نماز باجماعت پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ بغیر بلائے ایک دو مقتدی کے ساتھ مکروہ نہیں ہے یہ حدیث سے ثابت ہے اس سے زیادہ کا ثبوت وارد نہیں۔ لہذا فقہاءؒ لکھتے ہیں کہ امام کے ساتھ تین مقتدی ہونے میں اختلاف ہے اور چار مقتدی ہوں تو بالاجماع مکروہ ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۲۲ بحوالہ درمختار مع شامی ج ۱ ص ۶۶۴

جماعتِ تہجد اور شاہ صاحبؒ کی رائے

انوار الباری شرح صحیح البخاری میں علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ کے شاگرد رشید مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری دامت فیوضہم تحریر فرماتے ہیں:

فقہاء نے لکھا ہے کہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے بجز رمضان کے اور اس سے مراد سنن تراویح ہے، حضرت شاہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ فقہاء کی اس عبارت سے جس نے مطلق نوافلِ رمضان سمجھا غلطی کی لہذا تہجد کی جماعت تین سے زیادہ کی رمضان میں مکروہ ہوگی۔

(انوار الباری ج ۱ ص ۱۹۱۷ حاشیہ)

مبسوط سرخسی میں لکھا ہے کہ:

اگر نوافل باجماعت مستحب ہوتی تو تمام قائم اللیل تہجد گذار مجتہدین کا اس پر عمل ہوتا۔

وہ نماز جو تنہا اور باجماعت دونوں طریقہ سے ادا کرنا جائز ہے اس کو باجماعت ادا کرنا افضل ہے حالانکہ نوافل تہجد وغیرہ باجماعت ادا کرنا نہ تو آنحضرتؐ کے مبارک زمانہ میں منقول ہے۔ اور نہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نہ تابعین وغیرہم کے زمانہ میں لہذا یہ قول کہ تراویح کی طرح تہجد وغیرہ دوسرے نوافل رمضان المبارک میں بلاکراہت جائز ہے یہ قول تمام فقہاء کے خلاف ہے اور باطل ہے:۔مبسوط سرخسی کتاب التراویح فی بحث رکعات التراویح ج ۲ ص ۱۴۴
فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۲۴

رمضان میں تہجد کی جماعت

سوال:۔ نماز تہجد باجماعت رمضان شریف میں پڑھنا اور اس میں قرآن شریف سننا چاہیئے یا نہیں؟

جواب:۔ نماز تہجد جماعت کے ساتھ پڑھنا بتداعی (دو سے زیادہ افراد کیساتھ) مکروہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رمضان کی تین راتوں میں باجماعت نماز پڑھی ہے وہ تراویح کی نماز تھی۔

علامہ شامی کی تحقیق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے اپنے رسالہ تراویح میں تحقیق فرمائی ہے کہ دونوں نمازیں جداگانہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد ہمیشہ تنہا پڑھتے تھے۔ کبھی بھی بتداعی جماعت نہیں فرمائی (جماعت کے لئے نہیں بلایا) اور یہ کہ تہجد کی نماز میں جماعت نہیں ہے اور یہی اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور علماء وفقہاء حنفیہ نے یہی تحقیق فرمائی ہے۔

ماہ رمضان المبارک میں تداعی کے ساتھ جماعت وتر اور تراویح جائز ہے اور مشروع ومسنون ہے باقی نوافل سوائے تراویح کے رمضان شریف میں بھی تداعی کے ساتھ مکروہ ہیں اور تداعی کے معنی صاحب درمختار نے یہ بیان فرمائے ہیں

یعنی چار مقتدی ایک امام کے پیچھے نماز ادا کریں۔ (جماعت تہجد) بغیر تداعی کے جائز ہے اور تداعی کے ہ۔ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۲۱ و ۲۲۳۔ بحوالہ ردالمحتار باب الوتر والنوافل
بحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳۔

رمضان میں تہجد میں دو چار آدمی ملجائیں تو...؟

سوال:- اگر کوئی شخص رمضان میں تہجد شروع کرے اور اس کے ساتھ صرف دو چار آدمی اگر اقتدار کریں تو کیا حکم ہے؟

جواب:- ایک یا دو کی اقتدار بلا کراہت جائز ہے اور تین میں اختلاف ہے اور اس سے زائد مکروہ ہے۔
فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۲۳۔

تہجد با جماعت کا حکم

سوال:- نماز تہجد با جماعت پڑھے یا تنہا۔ بحوالۂ کتب جواب تحریر فرمائیں۔

جواب:- اگر کبھی کبھار دو یا تین آدمی جو بغیر بلائے اور بلا کسی اہتمام کے جمع ہوں وہ جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں ہے۔ امام کے سوا دو آدمی ہوں تو بلا اتفاق مکروہ نہیں تین ہوں تو اختلاف ہے۔ چار ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۷۷)

جماعتِ نوافل اور اکابر علمائے دیوبند

اس سلسلہ میں سید الفقہاء رئیس المحدثین فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کا فتویٰ، فتاویٰ رشیدیہ کے اندر اس طرح ہے۔:

نوافل کی جماعت تہجد ہو یا غیر تہجد سوائے تراویح و کسوف و استسقاء کے اگر چار مقتدی ہوں تو حنفیہؒ کے نزدیک مکروہِ تحریمی ہے خواہ خود جمع ہوں یا بطلب آویں اور تین میں اختلاف ہے اور دو میں کراہت نہیں ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۹۹

حضرت تھانویؒ قدس سرہٗ امداد الفتاویٰ کے اندر فرمایا ہے کہ:

اگر مقتدی ایک یا دو ہوں تو کراہت نہیں ہے اور اگر چار ہوں تو مکروہ ہے اور اگر تین ہوں تو اختلاف ہے۔ ۱۲
(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۷۷)

حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو لوگ فقہاء کے بعض اقوال سے یہ سمجھتے ہیں کہ کراہت کا حکم غیر رمضان المبارک میں ہے اور رمضان میں جائز ہے ان پر تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ فی غیر شھر رمضان کی قید سے صرف نوافل تراویح کو نکالنا مقصود ہے۔ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۷۸

لہٰذا معلوم ہوا کہ نوافل کی جماعت رمضان اور غیر رمضان سب میں مکروہ ہے۔

حضرت شیخ الہند ؒ کو رمضان المبارک میں قرآن نفلوں میں سننے کا بڑا شغف تھا جب لوگوں نے جماعت میں شرکت کی خواہش ظاہر کی تو اس کی اجازت نہیں دی اور گھر کا دروازہ بند کر کے اندر حافظ کفایت اللہ کی اقتدار میں قرآن مجید سنتے تھے، پھر جب لوگوں کا اصرار بڑھا تو یہ معمول بنا لیا کہ فرض نماز کے بعد مسجد سے باہر تشریف لے آتے تھے کچھ دیر آرام کرنے کے بعد تراویح میں پوری رات قرآن مجید سنتے تھے۔ جس میں چالیس پچاس آدمی شرکت کرتے تھے اور گھر میں جماعت ہوتی تھی لیکن نفلوں کی جماعت کو گوارہ نہیں فرمایا۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کی بھی یہی رائے ہے انوار الباری ج ۲ ص ۸۸ میں پوری تفصیل کے ساتھ بحث موجود ہے۔

حضرت شیخ المشائخ مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہٗ حافظ قرآن تھے اور تہجد میں قرآن مجید تلاوت فرماتے تھے اور دو حافظ حضرت کے پیچھے قرآن کریم سنا کرتے تھے حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب قدس سرہ کا بیان ہے کہ ایک رات میں بھی مقتدی بن گیا تو حضرت نے نماز کے بعد میرا کان پکڑ کر الگ کر دیا۔ ۱۲ انوار الباری ج ۲ ص ۸۷

مولانا مدنی ؒ نے اکابر دیوبند کے خلاف عمل کیوں اپنایا؟

حضرت شیخ العرب والعجم مرجع الخلائق حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کا تہجد باجماعت کا معمول سب اکابر علماء دیوبند سے الگ تھا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مدنی قدس سرہٗ اپنے وقت کے بلند پایہ عالم اور تقویٰ و تصوف کے اندر بڑا مقام رکھتے تھے ——— انھوں نے فقہاء اور اکابر دیوبند کے خلاف عمل کیوں اپنایا؟

اس کے جواب میں ہم کو دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں:

(۱) جن خوش نصیب بزرگوں کو اللہ تعالیٰ نے علم میں پورا عبور عطا فرمایا ہے ان کو بعض مسائل جزئیہ کے اندر انفرادی رائے قائم کرنے کا حق ہوتا ہے لیکن وہ عمل دوسروں کے لئے قابل حجت نہیں ہوتا

صرف انہیں تک محدود رہتا ہے جیسا کہ حضرت علامہ جمال الدین ابن ہمام کے تفردات کے سلسلہ میں مشہور ہے کہ ان کے شاگرد خاص علامہ قاسم بن قطلوبغا نے فرمایا کہ ہمارے استاذ کے وہ تفردات جو اجماع امت کے خلاف ہیں وہ قابل عمل نہیں ہیں۔

چنانچہ بعض حضرات کے عرض کرنے پر کہ آپ کے اس عمل (جماعت تہجد) کو لوگ سند بنائینگے تو اس پر حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "میں خود تو کرتا ہوں دوسروں کو تو نہیں کہتا۔" (انوار الباری شرح بخاری)

۲:۔ ایک ہوتا ہے باب احکام اور ایک ہوتا ہے باب تربیت اور باب تربیت میں ایسی باتوں کی گنجائش ہوتی ہے۔ جو بظاہر باب احکام کے خلاف ہوں تو ہمارا حسن ظن بھی مولانا مدنی قدس سرہٗ کے سلسلہ میں یہی ہے کہ آپ سالکین کو تہجد کا عادی بنانے کے لئے بطور تربیت تہجد کی نماز جماعت سے ادا فرمایا کرتے ہوں گے۔ اور یہ عمل کسی دوسرے کے لئے باعث حجت نہیں ہو سکتا۔ بہر حال مسئلہ اپنی جگہ پر ہے کہ ایک مقتدی ہو تو جائز ہے اور دو میں بھی جواز ہے اور اگر تین مقتدی ہوں تو اس میں بعض فقہاء کا خیال عدم کراہت کا ہے اور بعض کا خیال کراہت کا ہے۔

(شامی مطبع ماجدیہ پاکستانی ج ۱ ص ۵۲۴)

اور اگر مقتدی چار تک ہو جائیں تو بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۱۱

تہجد میں اگر کچھ لوگ امام کی اقتداء کریں تو کراہت کا ذمہ دار کون ہے؟

سوال:۔ امام صاحب حافظ قرآن ہیں۔ اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ اس وقت تہجد میں تین سپارے پڑھتے ہیں اور دوسرے دو معتکف مقتدی ہوتے ہیں مگر کبھی کبھی دوسرے اور لوگ بھی شریک ہو جاتے ہیں تو کوئی حرج نہیں؟ اگر ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہیں؟

جواب:۔ اگر امام صاحب کی صراحۃً یا کنایۃً یا اشارۃً اجازت کے بغیر لوگ شریک ہو گئے تو کراہت کے وہ ذمہ دار ہیں لیکن امام صاحب کو چاہیئے کہ مسئلہ بتلا کر شریک ہونے سے روک دیں ورنہ امام صاحب کراہت کی ذمہ داری سے سبکدوش نہ ہوں گے

شامی میں ہے کہ نفل پڑھنے والے کی ایک دو آدمیوں نے اقتداء کی پھر دوسرے لوگ شریک ہو گئے تو علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کراہت کے ذمہ دار پیچھے آنے والے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۲۵)

(بحوالہ شامی ج ۱ ص ۶۶۴)

شبینہ یعنی ایک رات میں قرآن ختم کرنا کیسا ہے؟

سوال:- شبینہ کی ترکیب کیا ہے یعنی قرآن پاک ایک رات میں ختم کیا جائے یا تین راتوں میں اور کتنی رکعتوں میں ختم کیا جائے بیس رکعتوں میں یا اس سے زائد رکعتوں میں؟

جواب:- اس زمانہ میں شبینہ مروجہ کراہت اور مفاسد سے خالی نہیں ہے ایک خرابی یہ ہے کہ نفل باجماعت میں پڑھا جاتا ہے حالانکہ باجماعت نفل میں اگر دو تین مقتدیوں سے زائد ہوں تو مکروہ تحریمی ہے البتہ تراویح میں درست ہے بشرطیکہ قرآن صاف اور صحت کے ساتھ پڑھا جائے اور شہرت مقصود نہ ہو اور مقتدی سست نہ ہوں اگر کچھ لوگ بیٹھے رہیں اور باتیں کرتے رہیں اور کھانے پینے کے انتظام میں لگے رہیں اور نتیجۃً ان کی تراویح فوت ہو جائے تو جائز نہیں۔

اس زمانہ میں ایسے حفاظ کہاں کہ پورا قرآن صاف اور صحت کے ساتھ ایک رات میں ختم کریں یعلمون تعلمون کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہ آئے گا اس قسم کے حفاظ کا تین روز سے کم میں قرآن ختم کرنا کراہت سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۸۷)

شبینہ جائز ہے یا نہیں

سوال:- ایک روز میں چند حفاظ کا قرآن شریف شبینہ میں ختم کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- قرآن شریف کو ایسی جلدی پڑھنا کہ حروف سمجھ میں نہ آئیں اور مخارج سے ادا نہ ہوں ناجائز ہے بس اگر شبینہ میں ایسی جلدی ہوگی تو وہ بھی ناجائز ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔۔۔۔۔ فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۵۶ ج ۴ بحوالہ درالمختار ج ۱ ص ۶۶۲

افضل یہ ہے کہ ایک یا دو (حافظ) ملکر تراویح پڑھائیں اگر جید اور باہمت حافظ نہ ہوں تو متعدد حفاظ تراویح پڑھائیں تو یہ بھی درست ہے تراویح ہو جائے گی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۸۹)

شبینہ جماعتِ نفل میں کرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ اگر شبینہ میں ختم قرآن شریف نفلوں میں جماعت کے ساتھ کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب اگر شبینہ یعنی ختم قرآن نفل جماعت کے ساتھ ہو تو یہ مکروہ ہے یعنی ناجائز ہے کیونکہ نفل کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جو قریب حرام کے ہے پس اس کو ناجائز کہنا صحیح ہوگیا اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی ہوں اور تین میں اختلاف ہے۔

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۸۴۔ بحوالہ ردمحتار ج ۱ ص ۶۶۳

شبینہ کا قاعدۂ کلیہ

سوال:۔ شبینہ میں ایک حافظ ختم کریں یا چند ملکر ختم کریں؟

جواب:۔ اگر شبینہ میں قرآن صاف پڑھا جائے اور حافظ کو یا مقصود نہ ہو کہ فلاں نے اس قدر پڑھا اور فلاں نے اس قدر پڑھا اور جماعت کسل مند نہ ہو اور حاجت سے زیادہ روشنی میں تکلف نہ کریں اور مقصود حصولِ ثواب ہو تو جائز ہے۔

اور اگر قرارت اتنی جلدی کریں کہ حروف تک سمجھ میں نہ آئیں، نہ زیر کی خبر نہ زبر کی، نہ غلطی کا خیال نہ متشابہ کا اور فقط ریاکاری مقصود ہو اور جماعت بھی منتشر ہو یا حاجت سے زیادہ روشنی ہو یا تراویح پڑھ کر نفل کی جماعت پڑھیں تو یہ بیشک مکروہ ہے۔

لقولہ تعالیٰ:۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

ولقولہ:۔ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ

ولقولہ:۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

ولقول الفقہاء: اِنَّ جماعۃ النوافل مکروھۃ۔

شبینہ تین شرطوں کے ساتھ جائز ہے:۔ (۱) ترتیل نہ چھوٹے (۲) تراویح میں پڑھیں (۳) جماعت کے وقت تکلف نہ کریں۔

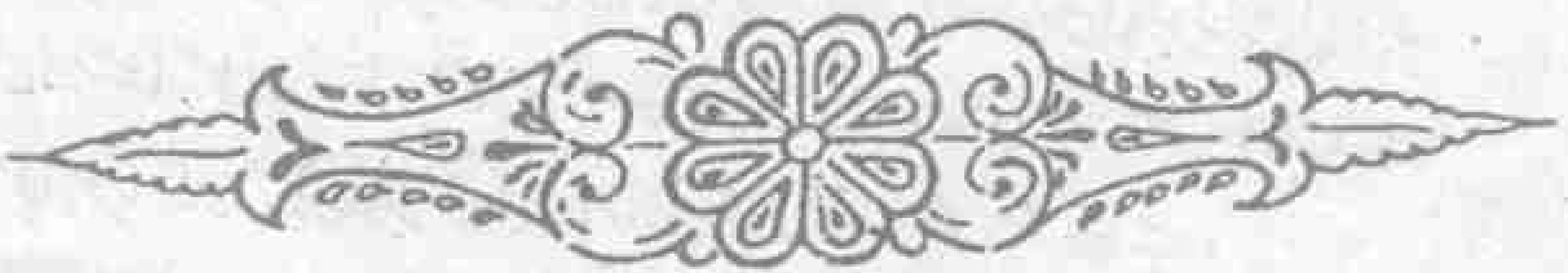
امداد الفتاوی ج ۱ ص ۴۸۷ - ۴۸۹

شبینہ کے سلسلے میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ

قرآن شریف کا ایک رات میں ختم کرنا بصورت تصحیح الفاظ وغیرہ جائز ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک رات میں ختم کرنا ثابت ہے اور اگر قرآن ترتیل کے ساتھ نہ پڑھا مگر الفاظ صحیح پڑھے گئے تو اس طرح پڑھنے میں ثواب کم ہوگا اور اگر شہرت کی نیت سے پڑھے تو ریا تو فرائض میں بھی ممنوع ہے۔ تراویح پر کیا موقوف ہے اور اگر مقتدیوں کو اس طرح پڑھنا دشوار ہو تو نہ پڑھے۔ فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۳۰۴

نفل کی جماعت تہجد ہو یا غیر تہجد سوائے تراویح کے اور کسوف و استسقار (گہن اور بارش کی دعا) کہ اگر چار مقتدی ہوں تو حنفیہؒ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے خواہ (افراد) پہلے سے جمع ہوں یا انہیں بلایا گیا ہو اور تین میں اختلاف ہے اور دو میں کراہت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۹۹)



دسواں باب

ختم کے دن مختلف رواج کے بیان

کونسی تاریخ میں ختم کریں

صحیح مذہب کے بموجب ماہِ رمضان میں ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے نیز ستائیسویں شب میں ختم کرنا مستحب ہے۔ (اشرف الایضاح شرح نورالایضاح ص ۱۱۶)

ستائیسویں شب میں ختم کرنا افضل و مستحب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۲۵۵)

ختم کے دن تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:۔ بعض حفاظ ختم کے دن سورۂ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھتے ہیں کیا یہ جائز ہے اگر نہیں ہے تو کراہت کی کیا وجہ ہے تکرارِ سورت یا رواج؟

جواب:۔ تین مرتبہ قل ہو اللہ کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے مگر اس کو لازم سمجھنا مکروہ ہے اس پر التزام نہ ہونا چاہیئے یہ التزام و اصرار جو لوگوں نے اختیار کر لیا ہے یہ بھی کراہت کی مستقل دلیل ہے کہ عوام نے اس کو لازمِ ختم سمجھ لیا ہے جیسا کہ طرز سے ظاہر ہے لہٰذا مکروہ ہے۔ نہ یہ کہ اعادہ سورت فی نفسہٖ مکروہ ہے۔ اعادۂ سورت خواہ فی نفسہٖ جائز ہو یا مکروہ لیکن یہ رسم قابلِ ترک ہے

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۹۰،۲۹۱۔ و حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۹۲۔

سورۂ اخلاص کے بارے میں مولانا تھانوی کا فتویٰ

سوال:۔ قل ہو اللہ کا تین مرتبہ آخری تراویح میں پڑھنا کیسا ہے؟ کراہت کی کیا وجہ ہے یعنی مکرر پڑھنے کی وجہ سے کراہت ہے یا رواج کی وجہ سے؟

جواب:۔ عالمگیری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تکرارِ سورت اور تکرارِ آیت ایک حکم میں ہیں۔ اور نوافل میں آیت کو مکرر پڑھنے میں کراہت نہیں ہے اَلَّذِیْ یُصَلِّیْ وَحْدَہٗ سے مقید کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ نوافل میں سورت کو مکرر پڑھنے سے کراہت نہ ہونے میں

بھی وہی نوافل مراد ہیں جو تنہا پڑھے جائیں اور نمازِ تراویح جو فرائض کی طرح جماعت سے پڑھی جاتی ہے وہ فرض کے حکم میں ہے لہٰذا فرض کی طرح تراویح میں بھی سورت کی تکرار مکروہ ہوگی۔ علاوہ بریں یہ التزام واصرار جو لوگوں نے اختیار کرلیا ہے یہ بھی کراہت کی مستقل دلیل ہے پہلی دلیل کا مقتضی کراہت تحریمی ہے اور دوسری کا کراہت تحریمی ہے۔ امداد الفتاوی ص ۲۹۲/۱

بعض سورتوں کے بعد غیر قرآنی الفاظ پڑھنا کیسا ہے ؟

سوال:۔ نمازِ تراویح میں حافظ صاحب بعض سورتوں کے اختتام پر نماز ہی میں بعض الفاظ غیر قرآنی عربی میں پڑھتے ہیں مثلاً سورۂ مرسلات کی آخری آیت فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ کے بعد اٰمَنَّا بِاللّٰہِ کہتے ہیں اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں ؟

جواب:۔ حنفیہ اس قسم کی دعاؤں کو نماز میں پڑھنے کو منع فرماتے ہیں لیکن اگر نوافل میں ایسا کیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۷۸۔ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۹ باب صفۃ الصلوٰۃ

ختم پر دوسری آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے ؟

سوال رمضان شریف میں ختم قرآن میں حافظ صاحب انیس رکعتوں میں قرآن پاک ختم کرتے ہیں اور بیسویں رکعت میں الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک پڑھ کر اسی رکعت میں یہ آیات پڑھتے ہیں۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ہ اور دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ الخ پڑھ کر رکوع کرتے ہیں یہ جائز ہے یا بدعت ؟

جواب:۔ یہ تو بعض روایات میں آیا ہے کہ ختم قرآن کے بعد الٓمّٓ سے شروع کر کے چند آیات مثلاً مُفْلِحُوْنَ تک پڑھ دیا جائے اور فقہاء نے بھی اس کی اجازت دی ہے اور یہ مستحب ہے اور اس کے علاوہ دیگر آیات کا اس وقت پڑھنا منقول نہیں ہے لہٰذا اس کا ترک کر دینا مناسب ہے۔ فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۵ حاشیہ بر درمختار کے حوالہ سے اس صورت کو مکروہ بتایا ہے اور لکھا ہے کہ بیس رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ بقرہ کا کچھ حصہ مفلحون

تک پڑھے کیونکہ آپ کا فرمان ہے: خَيْرُ النَّاسِ الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ اَيِ الْخَاتِمُ الْمُفْتَتِحُ۔
لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو ٹھہر کر پھر آگے چل پڑے، یعنی قرآن ختم کرکے پھر شروع کردے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۵)

ختم کے دن مفلحون تک پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:۔ حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب نے تراویح میں المُفْلِحُوْنَ تک ختم کرنے کو جائز لکھا ہے یعنی جب قرآن شریف ختم کرے تو آخری رکعت میں الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک پڑھے اور فتاویٰ عالمگیری میں بھی ترتیب ختم کی مفلحون تک لکھی ہے۔
صحیح اس بارے میں کیا ہے اور ایک آیت سے دوسری طرف منتقل ہونے کا کیا حکم ہے بعض لوگوں نے مفلحون تک پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔

جواب:۔ جو کچھ مولانا عبدالحیٔ صاحب نے اس بارے میں لکھا ہے وہی صحیح ہے، فقہائے حنفیہ نے بھی ختم میں صرف اسی کو مستحب لکھا ہے کہ سورۂ بقرہ کی شروع کی آیات پر ختم کرے۔ کیونکہ یہ حدیث سے ثابت ہے اس کے علاوہ متفرق جگہ سے آیتوں کے پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔
فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۰
بحوالہ شرح منیہ کبیری در دالمختار ج ۱ ص ۵۱۰ باب صفۃ الصلاۃ

ختم کے دن کس طرح پڑھیں؟

سوال:۔ تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر آخری دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۂ فلق اور دوسری رکعت میں سورۃ والناس اور الم سے مُفلِحُون تک سورۃ فاتحہ سے پڑھتے ہیں کیا اس کا ثبوت ہے؟

جواب:۔ تراویح میں ختم قرآن کے وقت انیسویں رکعت میں سورۃ فاتحہ معوذتین (سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھنا اور بیسویں رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا کچھ حصہ (مفلحون تک) پڑھنا مستحب ہے۔ یہ حدیث سے بھی ثابت ہے آپ کا ارشاد ہے:

خَیْرُ النَّاسِ الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ اَیِ الْخَاتِمُ الْمُفْتَتِحُ (ترجمہ:۔ لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو ٹھہر کر پھر آگے چل پڑے، یعنی قرآن ختم کر کے پھر شروع کر دے)

یہ جو بعض جگہ رواج ہے بیسویں رکعت میں تین مرتبہ سورۂ اخلاص، سورۂ ناس اور سورۂ بقرہ مفلحون تک اور دوسری دعائیں پڑھتے ہیں یہ صحیح طریقے سے ثابت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۸۴)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ

ختم قرآن مجید کے بعد سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں پڑھنا مسنون ہے خواہ بیسویں رکعت میں سورۂ ناس کے بعد پڑھے۔ یا انیسویں رکعت میں ناس تک پڑھ کر بیسویں میں آخر تک پڑھے۔ بیسویں رکعت میں الحمد اور معوذتین پڑھ کر پھر فاتحہ پڑھنا اور آلم کی آیتیں پڑھنا نہیں چاہیئے یعنی الحمد کی تکرار کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۴۸

سنت ونوافل کے بعد دعا انفرادی طور پر ہے یا اجتماعی طور پر

سوال:۔ سنت اور نوافل کے بعد دعا کرنی چاہیئے یا نہیں؟ یا سلام پھیر کر چلا جانا چاہیئے اگر کوئی شخص سنت ونوافل کے بعد دعا نہ کرے اور یوں ہی چلا جائے تو قابل ملامت ہے یا نہیں؟

جواب:۔ فرائض کے بعد دعا کر کے متفرق ہو جانا چاہیئے سنن ونوافل کے بعد اجتماعًا دعا کا پابند مقتدی کو نہ کرنا چاہیئے۔ فرائض کے بعد کوئی شخص مثلاً گھر جا کر سنتیں پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو کیوں پابند کیا جائے۔

الغرض جو ایسا کرے وہ ملامت کے لائق نہیں ہے۔ سنن ونوافل کے بعد بطور خود ہر ایک شخص جس وقت فارغ ہو دعا کر کے چلا جائے یا فرائض کے بعد گھر جا کر سنن پڑھے اس میں کوئی تنگی نہ ہونی چاہیئے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۱۲)

ختم قرآن کے بعد دُعاء

سوال:- جماعت کے ساتھ قرآن ختم ہونے کے وقت دعاء مکروہ ہے اس واسطے کہ اس طرح دعاء کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:- صحیح یہ ہے کہ ختم قرآن کے بعد اور ہمیشہ نماز تراویح کے بعد دعاء مسنون و مستحب ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ یہ وقت اجابت دعاء کا ہے اس لئے ہمارے اکابر اور مشائخ کا معمول دعاء بعد تراویح اور بعد ختم قرآن ہے۔

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۷۱، بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۸۸

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ فرض نماز پڑھے اور اس کے بعد دل سے دعاء کرے، تو اس کی دعاء قبول ہوگی اسی طرح جو آدمی قرآن مجید ختم کرے (اور دعاء کرے) تو اس کی دعاء بھی قبول ہوگی: معارف الحدیث ج ۵ ص ۱۲۸

تراویح اور وتر کے بعد دعاء کرنا کیسا ہے؟

سوال:- نماز تراویح کے بعد دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ اور رمضان شریف میں وتر پڑھ کے دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں؟

جواب:- تراویح کے ختم پر دعا مانگنا درست اور مستحب ہے۔ اور سلف و خلف کا معمول ہے: پھر وتر کے بعد دعاء ضروری نہیں ہے ایک بار کافی ہے یعنی ختم تراویح کے بعد۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۲)

سلام کے بعد بغیر دعاء کے مقتدی جاسکتا ہے

سوال:- مقتدی کو امام کی دعاء کا ساتھ دینا چاہیئے یا وقت کا لحاظ رکھا جائے؟

جواب:- اگر مقتدی کو کچھ ضرورت ہے اور کوئی ضروری کام ہے تو سلام کے فوراً بعد چلے جائے اس میں کچھ گناہ نہیں ہے اور اس پر طعن نہ کرنا چاہیئے اور اگر دعاء کے ختم کا انتظار کرے تو اور اچھا ہے

دعاء میں شریک ہو تو یہ اچھا ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے۔

فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۱۰۲ بحوالہ ردمختار ج ۱ ص ۴۹۵ باب صفۃ الصلاۃ

نماز کے بعد دعاء آہستہ مانگے یا زور سے؟

سوال:۔ فرض نماز جماعت کے بعد دعا آہستہ مانگے یا زور سے اگر آہستہ کا حکم ہے تو کسقدر اور اگر زور سے مانگے کا حکم ہے تو کسقدر دونوں میں کونسا افضل طریقہ ہے؟

جواب:۔ آہستہ دعاء کرنا افضل ہے نمازیوں کا حرج نہ ہوتا ہو تو کبھی کبھی ذرا آواز سے دعاء کرے تو جائز ہے ہمیشہ زور سے دعاء کرنے کی عادت بنانا مکروہ ہے:

دعاؤں کی روایتوں سے بھی جہر ثابت نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۱۸۲)

امام اگر زور سے دعا کرائے تو اپنے لئے الفاظ کو خاص کرے

امام دعاء کے الفاظ کو اپنے ساتھ مخصوص نہ کرے اور اگر وہ دعاء کو زور سے کر رہا ہے جیسے کہ: اے اللہ مجھ پر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور میرے ساتھیوں پر کسی پر رحم نہ کرنا۔

اس قسم کی دعاء کرنا خیانت ہے احادیث میں جو منفرداً الفاظ آئے ہیں وہ اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ نماز میں جو امام سے فائدہ پہونچتا ہے اس میں مقتدیوں کو بھی حصہ ملتا ہے کیونکہ امام مقتدیوں کا نمائندہ ہوتا ہے اور اگر آہستہ دعاء کر رہے ہیں تو امام کو اجازت ہے کہ اپنے لئے خاص دعاء کرے اور دوں کے لئے بد دعاء نہ کرے، کیونکہ مقتدی بھی اپنے لئے دعاء کر رہے ہیں اس طرح نفس دعاء میں سب شریک ہو جائیں گے:۔ (معارف مدنیہ ج ۶ ص ۱۰۰)

کیا دعاء نماز کا جزء ہے؟

سوال:۔ امام کو دعاء آہستہ مانگنا چاہیئے یا بلند آواز سے نیز دعاء نماز کا جزء ہے یا نہیں؟

جواب:۔ دعاء آہستہ مانگنا افضل ہے مگر دعاء کی تعلیم مقصود ہو تو بلند آواز میں بھی مضائقہ نہیں مگر اس بلند آواز سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ ہو۔ نماز سلام پر ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد دعاء نماز کا جزء نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ج ۲ ص ۲۷۳)

دعاء کے وقت نگاہ کہاں رکھی جائے

دعاء مانگنے کے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھانا اور بحثا دعاء کی وہ ناپسندیدہ صورت ہے جس سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے اس لئے کہ یہ صورت اللہ کے ادب و احترام اور دعاء مانگنے والے کے لئے مناسب نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے یہ حرکت بے ادبی یا گستاخی بنکر دعا کو قبولیت سے محروم کردے اس لئے اس سے بچنا چاہیئے۔ (حصن حصین ص ۲۷)

دعاء یقین کے ساتھ کرنی چاہیئے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ سے مانگو اور دعاء کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا اور جان لو اور یاد رکھو اللہ اس کی دعا قبول نہ کرے گا جس کا دل (دعاء کے وقت) اللہ سے غافل اور بے پرواہ ہو۔

معارف الحدیث ج ۵ ص ۱۲۳۔ بحوالہ جامع ترمذی و صحیح بخاری و مسلم

آپؐ نے فرمایا ہماری دعائیں اس وقت تک قابلِ قبول ہوتی ہیں جب تک جلد بازی سے کام نہ لیا جائے (اور جلد بازی یہ ہے) کہ بندہ یہ کہنے لگے میں نے دعاء کی تھی مگر قبول ہی نہیں ہوتی ہے۔ معارف الحدیث ج ۵ ص ۱۲۵

دعاء کا طریقہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ سے اس طرح ہاتھ اٹھا کر مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رخ سامنے ہو ہاتھ الٹے کرکے نہ مانگا کرو اور جب دعاء کر چکو تو اٹھے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیر لو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب آپؐ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تو آخر میں اپنے ہاتھ چہرۂ مبارک پر پھیر لیتے تھے۔

(معارف الحدیث ج ۵ ص ۱۳۱)

دعاء میں ہاتھ کہاں تک بلند کریں؟

ایک شخص کو دعاء میں سینہ سے اوپر تک ہاتھ اٹھاتا ہوا دیکھ کر حضرت ابن عمرؓ نے بدعت ہونے کا فتویٰ دیا۔

دلیل میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کو دعاء کے وقت (سوائے کسی خاص موقع پر) سینے سے اوپر تک اٹھاتے نہیں دیکھا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ کو بلا وجہ بعض حضرات سینے سے اونچا کرتے ہیں یہ خلافِ سنّت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۰۶ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۶)

دعاء کے بعد آمین کہنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے ہمارا گذر اللہ کے ایک نیک بندہ پر ہوا جو بڑی التجا کے ساتھ اللہ سے دعاء مانگ رہا تھا۔ آنحضرتؐ کھڑے ہو کر اس کی دعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا گڑگڑانا سننے لگے۔ پھر آپؐ نے ہم لوگوں سے فرمایا اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا اس کا فیصلہ کرالیا۔ ہم میں سے ایک نے پوچھا حضور صحیح خاتمہ کا اور مہر لگانے کا طریقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا آخر میں آمین کہہ کر دعا ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ سے طے کرالیا) (معارف الحدیث ج ۵۔ ص ۱۳۲)

دعاء کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ دعا ختم کرنے کے بعد ہاتھ منہ پر پھیرتے ہیں، منہ پر ہاتھ پھیرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ دعاء کے ختم کے بعد منہ پر ہاتھ پھیر لینا درست اور ثابت ہے اور حصولِ برکت کے لئے یہ فعل کیا جاتا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۱۰)

ماہ رمضان میں مسجد کو سجانا

سوال:۔ رمضان المبارک میں شب کو ضرورت سے زائد چراغ وغیرہ کی روشنی کرتے ہیں اور اس کو زیادہ ثواب کا کام سمجھتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب رمضان المبارک میں تراویح کے وقت نمازی ہمیشہ سے زائد ہوتے ہیں ان کی راحت و سہولت کے لحاظ سے حسب ضرورت روشنی میں کچھ اضافہ کیا جائے تو جائز اور مستحب ہے۔ ہاں صرف مسجد کی رونق افزائی کے لئے حد سے زائد روشنی کرنا ناجائز اور سخت منع ہے کہ اس میں فضول خرچی کے ساتھ ساتھ دیوالی (ہندوانی تہوار) سے مشابہت ہوتی ہے۔ اور مجوسیوں کے شعار کا اظہار اور اسکی تائید لازم آتی ہے، مسجد تماشہ گاہ بن جاتی ہے" خلاف شرع امور سے مسجد کی رونق نہیں بڑھتی بلکہ بے حرمتی ہوتی ہے۔ مسجد کی زینت اور رونق اس کی صفائی، خوشبو، نیز نمازیوں کی زیادتی، اچھی پوشاک پہن کر، خوشبو لگا کر، خشوع و خضوع سے نماز پڑھنے اور باادب بیٹھنے میں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۱۶۰)

ختم قرآن کی شب میں حافظ کو ہار پہنانا

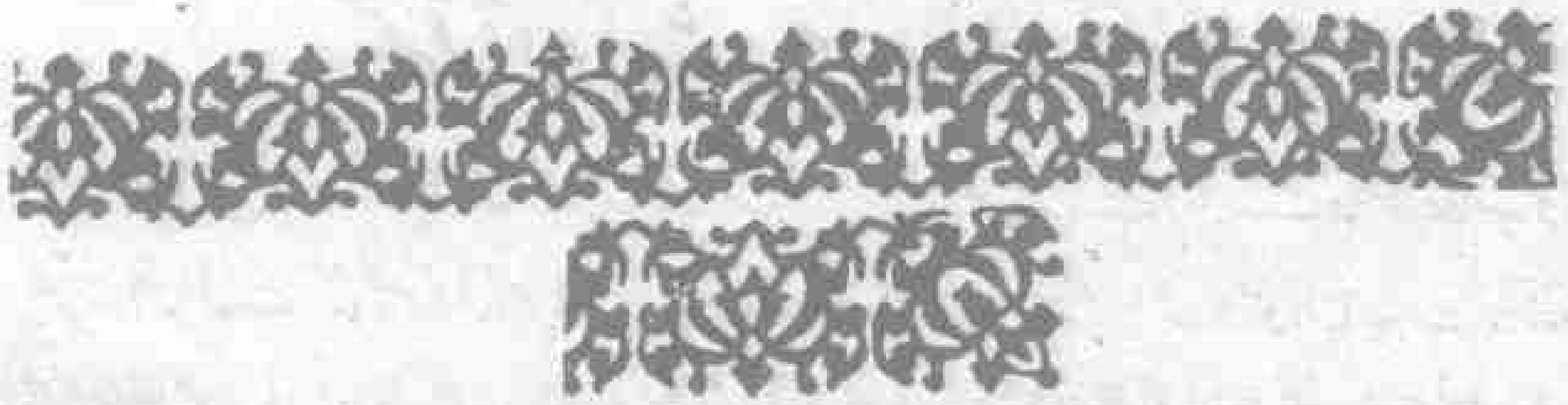
سوال:۔ ہماری مسجد میں جس رات تراویح میں ختم ہوتا ہے اسی رات حافظ صاحب کی عزت افزائی کے لئے پھولوں کا ہار پہنایا جاتا ہے یہ فعل کیسا ہے کیا اس کا کسی کتاب سے ثبوت ہے؟ میں حافظ ہوں اور اس سال میں نے تراویح پڑھائی ہے اور اعتکاف بھی کیا ہے مجھے یہ پسند نہیں ہے کیا میں یہ کہہ دوں کہ ہار پہننے سے میرا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اس طرح جھوٹی بات کہہ کر ہار پہننے سے انکار کر سکتا ہوں یا نہیں؟

جواب:۔ ختم قرآن کی شب میں حافظ کو پھولوں کا ہار پہنایا جاتا ہے یہ رواج بُرا اور قابل ترک ہے اور اس میں اسراف بھی ہے اگر حافظ کی عزت افزائی مقصود ہے تو ان کو عربی رومال یا شال کیوں نہیں پہناتے؟ آپ ہار پہننا نہیں چاہتے تو اس کے لئے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں بلکہ صاف صاف کہہ دیا جائے کہ ہمیں یہ رواج پسند نہیں ہے اور یہ خلاف شرع ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۷۶)

تراویح ختم ہونے پر مٹھائی تقسیم کرنا

سوال:۔ رمضان المبارک میں تراویح ختم ہونے پر شیرنی تقسیم کرنا کیسا ہے ؟
۲:۔ کیا شیرنی صرف ایک ہی طرف سے ہونی چاہیئے اور مٹھائی مسجد میں تقسیم کر سکتے ہیں۔؟

جواب:۔ مٹھائی تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے لوگوں نے اُسے ضروری سمجھ لیا ہے اور بڑی پابندی کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے۔ لوگوں کو چندہ دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ مسجدوں میں بچوں کا اجتماع اور شور و غل وغیرہ خرابیوں کے پیش نظر اس دستور کو موقوف کر دینا ہی بہتر ہے۔ امام تراویح یا اور کوئی ختم قرآن کی خوشی میں کبھی کبھی شیرنی تقسیم کرے اور مسجد کی حرمت کا لحاظ رکھا جائے تو درست ہے۔ مسجد کا فرش خراب نہ ہو۔ خشک چیز ہو اور مسجد کی بے حرمتی لازم نہ آئے تو درست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دروازے پر تقسیم کیا جائے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۸۹)



گیارھواں باب عشاء کی نماز کے مسائل

اگر کسی نے بغیر وضو عشاء کی نماز پڑھی

اگر کسی شخص نے عشاء کی نماز بغیر وضو کے پڑھی تھی اور تراویح اور وتر وضو سے پڑھے تو عشاء کے ساتھ تراویح کا اعادہ کرے، اور وتر کا اعادہ نہ کرے اس لئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے امام اعظمؒ کے نزدیک اور وتر اپنے وقت میں عشاء کے تابع نہیں ہے اور عشاء کی نماز کا اس پر مقدم کرنا ترتیب کی وجہ سے واجب ہے اور بھولنے کے عذر سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے پس اگر بھول کر وتر عشاء سے پہلے پڑھ لے تو صحیح ہو جائیں گے اور تراویح اگر عشاء سے پہلے پڑھی تو صحیح نہ ہوگی اس لئے کہ تراویح کا وقت عشاء کے ادا ہونے کے بعد ہے پس جو عشاء سے پہلے ادا کیا اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۰۵)

عشاء کے فرض بے وضو پڑھے اور سنت وتر باوضو تو کیا سنتوں کا اعادہ کرے؟

سوال:- اگر عشاء کے فرض بھول کر بے وضو پڑھنے اور سنت اور وتر باوضو اور وقت کے اندر اندر یاد آجائیں تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کا اعادہ کرنا چاہیئے نہ وتر کا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کریگا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:- یہ مسئلہ وقت کے اندر پڑھنے کا ہے اور وجہ سنتوں کے لوٹانیکی اور وتر کو نہ لوٹانے کی امام صاحب ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ ہے کہ عشاء کے فرض نہ ہونے تو فرض کے اعادہ کے ساتھ سنتوں کا بھی اعادہ کرے کیونکہ سنتیں فرض کے تابع ہیں اور وتر چونکہ مستقل واجب ہے اور وہ وضو سے ہوئے لہٰذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور صاحبین چونکہ وتر کو سنت فرماتے ہیں اس لئے وہ فرض کے ساتھ وتر کے اعادہ کا بھی حکم کرتے ہیں اور صورت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ نماز کے بعد وقت کے اندر یاد آگیا اور اگر وقت گذر جانے کے بعد یاد آیا تو صرف عشاء کے فرض پڑھ لے۔ ۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۶۴، بحوالہ ہدایہ باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۹

بلاضرورت لقمہ دینا

سوال:۔ امام تیسری رکعت کے بعد چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوا ایک مقتدی نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ چار رکعتیں ہوگئیں ہیں سبحان اللہ کہکر امام کو بیٹھانا چاہا مگر چونکہ امام کو یقین تھا اس لئے اس نے مقتدی کی بات کی طرف توجہ نہ کی اور چوتھی رکعت پڑھ کر نماز پوری کی۔ اس صورت میں اس مقتدی کی جس نے بلاضرورت لقمہ دیا نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب:۔ صورتِ مسؤلہ میں سبحان اللہ کہنا امام کو تبلانے کی وجہ سے ہے اور خود کلام ناس نہیں ہے لہذا امام و مقتدی دونوں کی نماز صحیح ہوگئی۔

(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۵۲)

کوئی نفل کی نیت سے عشاء کی نماز پڑھ کر جماعت میں شامل ہوا

سوال:۔ اگر کوئی شخص عشاء کی نماز ادا کر چکا پھر جماعت ہوتے دیکھی تو اس میں شامل ہوگیا اب وہ سنت یا وتر لوٹائے یا نہیں؟

جواب:۔ سنت اور وتر نہ پڑھے چونکہ وہ پہلے ادا کر چکا ہے اور یہ نفل کے حکم میں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۲۰)

عشاء کی نماز کی صرف ایک رکعت ملی تو بقیہ کس طرح پوری کرے؟

سوال:۔ تین رکعت پوری ہوجانے کے بعد ایک شخص امام کے پیچھے نماز میں شامل ہوا وہ امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کس طرح پوری کرے؟ یعنی کس کس رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملائے گا اور کس رکعت پر قعدہ کرے گا؟

جواب:۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو کر ثنا پڑھے اور پھر اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھے اور رکوع سجدہ کر کے قعدہ کرے دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھے مگر اس رکعت کے بعد قعدہ نہ کرے اور تیسری رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے اور پھر دستور کے موافق قعدہ اخیرہ کر کے نماز پوری کرے۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۴۴

تین رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کرلیا تو کیا نماز ہوگئی؟

سوال:۔ امام صاحب عشار کی نماز میں تین رکعت پر سہواً بیٹھ گئے اس خیال سے کہ چار پوری ہوگئیں لیکن ان کو فوراً یقین ہوگیا کہ تین رکعت ہوئی ہیں انھوں نے التحیات کو پورا کرکے سجدہ سہو کیا اور تین ہی رکعت پر سلام پھیر دیا نماز ہوگئی یا نہیں؟ اگر کسی نے اپنی نماز دوہرائی تو اچھا ہوا یا نہیں؟

جواب:۔ (۱) اس حالت میں نماز نہیں ہوئی۔ (۲) نماز کا دوہرانا سب پر ضروری ہے جس نے تنہا دوہرائی اس کی نماز صحیح ہوگئی۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۶۱، بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۹۳ باب سجود السہو و باب الامامۃ

عشار کی تیسری رکعت پر سہواً بیٹھنا

سوال:۔ امام صاحب عشار کی تیسری رکعت پر سہواً بیٹھ گئے مقتدی کے الحمد للہ کہنے پر فوراً کھڑے ہوگئے اور بیٹھنے میں شک کی وجہ سے اور الحمد للہ کہنے کی وجہ سے کچھ نہیں پڑھا تھا بعد میں سجدۂ سہو نہیں کیا نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب:۔ اگر بیٹھنا بہت ہی کم ہوا دیر تک نہیں بیٹھے تو سجدۂ سہو واجب نہیں تھا نماز ہوگئی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۴۱۴)

عشاء کی تین رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اور ملالی

سوال:۔ امام صاحب نے تین رکعت پڑھ کر سہواً سلام پھیر کر قبلہ رخ بیٹھے رہے مقتدیوں میں تذکرہ ہوا کہ تین رکعت ہوئیں یہ سنکر امام صاحب اللہ اکبر کہکر کھڑے ہوگئے اور چوتھی رکعت پوری کرکے سجدۂ سہو کرکے سلام پھیرا کیا نماز امام صاحب اور مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں؟

جواب:۔ اگر امام صاحب کچھ نہیں بولے تھے تو ان کی نماز ہوگئی اور مقتدیوں میں جو نہیں بولے ان کی بھی نماز ہوگئی اور جو مقتدی بولے ان کی نماز نہیں ہوئی وہ اپنی اپنی نماز کا

اعادہ کرلیں۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۱۰۔ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۹۱

اگر امام بھول کر پہلی یا تیسری رکعت میں بیٹھ گیا پیچھے سے کسی مقتدی نے لقمہ دیا۔ یا خود ہی یاد آیا تو امام کو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے ہوئے کھڑا ہونا چاہئے۔

(مسائل سجدہ سہو ص ۷۱ بحوالہ کبیری ص ۳۱۲)

جو پانچویں رکعت میں شامل ہوا اسکی نماز ہوئی یا نہیں

سوال:۔ امام صاحب پانچویں رکعت میں کھڑے ہو گئے اور چھ رکعت پوری کرکے سجدہ سہو کرکے سلام پھیر دیا۔ پانچویں رکعت میں ایک آدمی اور شریک ہو گیا تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب:۔ امام اگر چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ کر سہواً کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلیا تو چھٹی رکعت اور ملالے اور سجدہ سہو کرے فرض اس کے پورے ہو گئے۔ اگر کوئی شخص پانچویں یا چھٹی رکعت میں اس امام کا مقتدی ہوا تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی کیونکہ امام کی وہ دو رکعت نفل ہیں۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۱۱۔ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۷۰۱ باب سجود السہو

عشاء کی پانچ رکعت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال:۔ عشاء کی نماز میں چار رکعت ہوئے پر امام صاحب کو یہ خیال رہا کہ تین رکعت ہوئی ہیں اس لئے کھڑے ہو گئے بعض مقتدی بیٹھ گئے اور امام صاحب کو اشارہ کیا مگر امام صاحب نہیں بیٹھے بلکہ پانچویں رکعت کا رکوع سجدہ کرکے اور سجدہ سہو کرکے نماز ختم کی اس صورت میں امام صاحب کی نماز ہوئی یا نہیں اور جو مقتدی قعدہ اخیرہ کی غرض سے اول بیٹھ گئے تھے اور پھر امام صاحب کے ساتھ پانچویں رکعت کے رکوع میں شامل ہو گئے ان کی بھی نماز ہو گئی یا نہیں؟

جواب:۔ امام صاحب جب کہ چوتھی رکعت میں نہ بیٹھے اور پانچویں رکعت میں کھڑے ہو کر سجدہ کرکے بیٹھے تو قعدہ اخیرہ کے فوت ہو جانے کی وجہ سے امام صاحب کی نماز نہیں ہوئی جب امام صاحب کی نماز نہیں ہوئی تو مقتدیوں میں سے کسی کی نماز نہیں ہوئی نہ مسبوق کی نہ مدرک کی،

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۰۵۔ بحوالہ ہدایہ باب سجود السہو ج ۱ ص ۱۴۲

امام اگر بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دے ؟

سوال :۔ امام نے پہلے قعدہ میں بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو اب باقی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور دونوں سلام پھیرنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ سہواً دونوں طرف سلام پھیر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی باقی رکعت پڑھکر آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ نماز صحیح ہو جائیگی۔

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۱۴ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۷۵

عشاء کی نماز میں قرأت اگر آہستہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

سوال :۔ امام صاحب نے جہری نماز میں قرأت آہستہ کی بعد میں امام صاحب کو یاد آیا کہ نماز جہری ہے وہ تھوڑی سی قرأت کر چکے تھے انھوں نے پھر شروع سے ہی پڑھا تو ان کی نماز ہوگئی یا نہیں ؟ سجدۂ سہو کریں یا نہیں ؟ اور اگر سجدۂ سہو بھی نہیں کیا تو نماز ہوگئی یا نہیں ؟

جواب :۔ ان کی نماز ہوگئی لوٹانے کی ضرورت نہیں اور بقدر تین آیت کے اگر آہستہ پڑھی تھیں تو سجدۂ سہو لازم ہے ورنہ نہیں اور باوجود سجدہ کے اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز میں نقصان آیا لوٹانا واجب ہے۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۰۸

عشاء کی آخری رکعتوں میں جہر کرنے سے سجدۂ سہو

سوال :۔ اگر امام عشاء کی آخری رکعتوں میں قرات زور سے کرے تو سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ اس صورت میں سجدۂ سہو لازم ہوگا جیسا کہ شامی میں لکھا ہے کہ عشاء کی آخری دو رکعتوں میں اگرچہ قرات واجب نہیں لیکن اگر قرأت کرے تو آہستہ پڑھنا لازم ہے۔

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۸۹

بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۹۷ ... فصل فی القرأۃ

عشار کی قضا میں قرأت کیسے کرے؟

سوال:۔ عشار کی قضار میں زور سے قرأت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر ان ہی اوقات میں قضار کرے تو زور سے پڑھ سکتا ہے اگر دن کو قضار کرے تو نہیں کر سکتا۔ (یہ حکم منفرد کے لئے لکھا گیا ہے)

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۴۵۔ بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۴۹۷ فصل فی القرأۃ

عشار کی نماز میں قعدۂ اولیٰ سہواً چھوٹ گیا پھر کھڑے ہونیکے بعد لوٹا

سوال:۔ تین یا چار رکعت والی فرض یا واجب نماز میں قعدہ اولی سہواً چھوٹ جائے اور سیدھے کھڑے ہو جانے کے بعد قیام کو (جو کہ فرض ہے) ترک کر کے قعدۂ میں (جو کہ واجب ہے)، بیٹھے تو نماز فاسد ہو گی یا نہیں؟

جواب:۔ قعدہ اولیٰ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو جائے یا سیدھے کھڑے ہونے کے قریب ہو جائے پھر التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھے اس سے فرض ترک کر کے واجب کی طرف لوٹنا لازم نہیں آتا مگر فرض کی ادائیگی میں تاخیر لازم آتی ہے جس کا تدارک سجدۂ سہو سے ہو جاتا ہے لہذا راجح اور حق یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوئی سجدۂ سہو کرنا پڑے گا البتہ ایسا کرنا نہیں چاہئے۔ قصداً کرے گا تو گنہگار ہو گا۔

فتاویٰ دار العلوم ج ۱ ص ۱۵۹

بحوالہ در مختار مع شامی ج ۱ ص ۶۹۷۔ و فتح القدیر ج ۱ ص ۴۴۵

عشار تنہا پڑھنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا تو کیا جماعت والی چار رکعت تراویح میں شمار ہو جائینگی

سوال:۔ رمضان میں ایک بیمار آدمی نے گھر پر عشار کی نماز پڑھی پھر کچھ ہمت ہوئی تو مسجد میں گیا۔ جماعت ہو رہی تھی وہ تراویح کی نیت سے عشار کی جماعت میں شامل ہوا تو یہ چار رکعت تراویح میں شمار ہو نگی یا نہیں؟

۲:۔ نیز کیا جماعت والی نماز قضاء میں شمار کی جا سکے گی؟ اگر قضاء کی نیت سے شامل ہو تو وہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:۔ صحیح یہ ہے کہ تراویح میں شمار نہیں ہو گی کیونکہ تراویح کا درجہ اگرچہ فرضوں سے کم ہے مگر وہ ایک مخصوص اور مستقل سنت مؤکدہ ہے اس کی خصوصیت کا لحاظ ضروری ہے۔ ۲۔ صورت مسئولہ میں قضاء صحیح نہیں کہ امام کی نماز وقتی ادا ہے اور مقتدی کی قضاء ہے دونوں کی نماز صفت میں متحد نہیں۔ فتاوی رحیمیہ ج ۳ ص ۴۸۔ بحوالہ قاضی خاں ج ۱ ص ۱۱۱
وشامی ج ۱ ص ۵۵۲ و در مختار ج ۱ ص ۵۴۲ و نور الایضاح ص

امام کے پیچھے مقتدی کی التحیات پوری نہ ہو تو اسکا کیا حکم ہے؟

امام نے سلام پھیر دیا مقتدی کو چاہیئے کہ التحیات پوری کر کے سلام پھیرے اور اگر درود و دعائے ماثورہ رہ گئی تو اس کے رہ جانے سے کوئی حرج نہیں۔ امام کے سلام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے اور اگر امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو جس کی التحیات رہ گئی ہو اس کو التحیات پوری کر کے کھڑا ہونا چاہیئے اور اگر التحیات پوری کئے بغیر کھڑا ہو جب بھی نماز ہو جائیگی۔
مسائل سجدہ سہو ص ۶۹

مسبوق سے باقی رکعت میں سہو ہو جائے

سوال:۔ مسبوق یعنی جس کی کچھ رکعت باقی رہ گئی ہوں اگر اس کی باقی رکعتوں میں سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو کرے یا نہیں؟

جواب:۔ سجدۂ سہو کرنا چاہیئے؟ (فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۳۹۵)
(بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۵۷ باب الامامۃ)

اگر مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیر دے

سوال:۔ جس کی کچھ رکعت باقی رہ گئی ہوں اگر وہ امام کے ساتھ سہواً سلام پھیر دے تو سجدۂ سہو لازم ہو گا یا نہیں؟

جواب:- امام سے اگر کچھ بھی بعد میں سلام پھیرا تو سجدہ مسبوق پر لازم ہو جاتا ہے شامی میں ہے کہ امام کے بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرنا دشوار اور شاذ و نادر ہے، اس لئے عموماً وجوبِ سجدۂ سہو کا حکم کیا جاتا ہے،

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۳۹۹۔ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۶۰

اگر بھول کر امام سے پہلے یا بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرے تو اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہے لیکن چونکہ حقیقی معنی میں ساتھ ہونا دشوار ہے اس لئے سجدۂ سہو واجب ہونے کا حکم کیا جاتا ہے۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

بارہواں باب: وتر کا ثبوت اور مسائل

وتر کے فضائل و مسائل

عَنْ خَارِجَةَ ابْنِ حُذَافَةَ اَنَّهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَدَّكُمْ بِصَلٰوةٍ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ اَلْوِتْرُ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلٰى اَنْ يَّطْلُعَ الْفَجْرُ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کاشانۂ نبوت سے) باہر تشریف لائے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور نماز تمہیں مزید عطا فرمائی ہے وہ تمہارے لئے سُرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے (جن کو تم دنیا کی عزیز ترین دولت سمجھتے ہو) وہ نمازِ وتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے واسطے نمازِ عشاء کے بعد سے طلوعِ صبحِ صادق تک مقرر کیا ہے (یعنی وہ اس وسیع وقت کے ہر حصوں میں پڑھی جاسکتی ہے)

معارف الحدیث ج ۳ ص ۳۲۷ بحوالہ جامع ترمذی وسنن ابوداؤد

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا

(رواہ ابوداؤد)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا آپؐ نے فرمایا نمازِ وتر حق ہے جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے وتر حق ہے جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے وتر حق ہے جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یہ بات آپؐ نے تین دفعہ ارشاد فرمائی)

سنن ابوداؤد۔

تشریح ظاہر ہے کہ وتر کے بارے میں تشدید اور تہدید کے یہ آخری الفاظ ہیں اس قسم کی حدیثوں سے حضرت امام ابوحنیفہؒ نے یہ سمجھا ہے کہ وتر صرف سنت نہیں ہے بلکہ واجب ہے یعنی اس کا درجہ فرض سے کم اور مؤکدہ سنتوں سے زیادہ ہے۔

معارف الحدیث ج ۳ ص ۲۲۸

وتر واجب ہے اور اس کا طریقہ

وتر واجب ہے اور اس کی تین رکعتیں ہیں ایک سلام سے اور وتر کی ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت پڑھے۔

وتر کی پہلی دو رکعتوں کے آخر میں بیٹھ جائے اور صرف التحیات پڑھے اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے وقت سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ نہ پڑھے اور جب تیسری رکعت میں سورت کے پڑھنے سے فارغ ہو جائے تو دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھے پھر رکوع کر کے نماز پوری کرے۔ (نور الایضاح ص ۹۳)

وتر کی نماز تین رکعت مثل مغرب کے ہے اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے لہٰذا اگر وتر کی نماز میں قعدۂ اولیٰ ترک کر دیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

مسائل سجدۂ سہو ص ۶۹۔ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۶۲۳

وتر کی امامت

سوال:۔ کیا وتر کی نماز کا امام فرض نماز کے امام کے علاوہ ہو سکتا ہے؟

جواب:۔ وتر کی جماعت کا امام فرض نماز کے امام کے علاوہ ہو سکتا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۵۸)

یہ جو مشہور ہے کہ جو شخص فرض نماز پڑھائے وہی وتر پڑھائے اگر دوسرا شخص وتر پڑھائے تو جائز نہیں یہ غلط ہے دوسرا شخص وتر پڑھا سکتا ہے درست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۳۲۸)

اگر امام کا مسلک رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کا ہو تو مقتدی کیا کرے؟

اگر وتر کسی ایسے شخص کے پیچھے پڑھے جو رکوع کے بعد کھڑے ہو کر قنوت پڑھتا ہے اور مقتدی کا مذہب یہ نہیں تو مقتدی اس میں امام کی متابعت کرے۔ ترجمہ فتاوی عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۲۸

اگر رمضان شریف میں تمام لوگوں نے تراویح کو ترک کر دیا تو وتر کیسے پڑھیں؟

سوال :۔ رمضان شریف میں اگر عشاء کی نماز جماعت کیساتھ پڑھی اور تراویح کو تمام آدمیوں نے بالکل ترک کر دیا تو اس صورت میں وتر با جماعت جائز ہے یا نہیں؟

جواب :۔ درمختار ج ۱ ص ۷۴ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کا یہ گروہ وتر بھی علیحدہ علیحدہ پڑھے۔ (امداد الفتاوی ج ص ۴۵۶)

فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو کیا وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے؟

سوال :۔ ایک شخص نے فرض علیحدہ پڑھے۔ اور تراویح کی تمام یا اکثر رکعات امام کے ساتھ ادا کیں یا بالکل نہ پڑھیں تینوں صورتوں میں وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟۔

جواب :۔ تینوں صورتوں میں وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔ تراویح امام کے ساتھ کل یا بعض نہ پڑھنے کی صورت میں بھی جماعت وتر میں شریک ہونے کا جواز درمختار میں مذکور ہے کیونکہ وتر مستقل نماز ہے نہ عشاء کے تابع ہے نہ تراویح کے۔

(فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۵۵)

امام صرف فرض پڑھائے اور حافظ تراویح و وتر

سوال :۔ امام صاحب اگر عشاء کے فرض اور وتر پڑھائیں یا صرف فرض پڑھائیں اور حافظ صاحب تراویح اور وتر پڑھائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس میں مضائقہ نہیں حضرت عمرؓ فرض نماز اور وتر پڑھاتے تھے اور حضرت ابی بن کعبؓ تراویح پڑھاتے تھے۔ اسی طرح سے امام صرف فرض پڑھائے اور حافظ صاحب تراویح اور وتر پڑھائیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

فتاوی رحیمیہ ج ۴ ص ۳۹۴۔ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۴۷

رمضان کے بعد وتر کی جماعت درست ہے یا نہیں؟

سوال:۔ رمضان کے علاوہ وتر باجماعت پڑھی جائے تو کراہت تحریمی ہوگی یا تنزیہی اس میں تداعی اور غیر تداعی میں فرق ہوگا یا نہیں؟

جواب:۔ اتفاقاً کبھی ایسا ہوجائے تو کراہت تنزیہی ہے اور اگر مواظبت (ہمیشگی و پابندی) اس پر کیجائے تو کراہت تحریمی ہے۔ تداعی کے ساتھ ہو یا بلا تداعی۔

فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۲۳۔ بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۶۶۳ باب الوتر والنوافل)

رمضان کے علاوہ اگر اتفاقیہ طور پر ایک یا دو آدمی پیچھے کھڑے ہوجائیں تو کراہت نہیں ہے لیکن اگر باقاعدہ دعوت دیکر جماعت کی یا اتفاقیہ طور پر ہی دو سے زیادہ مقتدی ہوگئے تو مکروہ ہے۔ (اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۴۷)

رمضان میں وتر باجماعت افضل ہے

رمضان المبارک میں وتر باجماعت ادا کرنا افضل ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور اس کے علاوہ میں نہیں کیونکہ وہ ایک طرح سے نفل ہے اور تراویح کے علاوہ نفل کی جماعت نہیں بلکہ مکروہ ہے لہذا احتیاط جماعت نہ کرنے میں ہے البتہ اگر نفل میں ایک یا دو کی جماعت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۴۷

تہجد گذار فرض کے ساتھ وتر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں

سوال:۔ جو نمازی تہجد گذار ہیں وہ تہجد کے وقت وتر ادا کرتے ہیں اگر وتر پہلے ہی

عشاء کے وقت پڑھ لیں تو اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں؟ اکثر آدمی کہتے ہیں کہ وتر کے بعد صبح تک کوئی نماز نہیں ہوتی۔

جواب:۔ اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ جو لوگ تہجد گذار ہیں وہ بھی وتر کو عشاء کے بعد پڑھ لیں بلکہ یہ احوط ہے (زیادہ احتیاط اسی میں ہے) پھر اگر اٹھیں تو تہجد پڑھ لیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۵ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۳۴۲۔ کتاب الصلاۃ)

یہ بات غلط ہے کہ وتر کے بعد پھر نفلیں نہ پڑھی جائیں وتر رمضان میں جماعت سے پڑھے جائیں کیونکہ جماعت کی فضیلت زیادہ مہتم بالشان ہے وقت کی فضیلت سے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۵۵)

کچھ تراویح چھوٹ جانے پر پہلے تراویح پوری کرے یا وتر؟

سوال:۔ تراویح کے چار رکعت ہونے کے بعد ایک شخص آیا اور فرض پڑھ کر امام کے ساتھ جماعت تراویح میں شامل ہوگیا۔ جب امام کی تراویح پوری ہو جائیں تو وہ شخص امام کے ساتھ وتر کی جماعت میں شامل ہو یا اپنی بقیہ تراویح پوری کرے؟

جواب:۔ عالمگیری میں ہے کہ یہ شخص وتر کی جماعت میں شریک ہو جائے اور بعد میں بقیہ تراویح پوری کرے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۹۶)

وتر پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ تراویح کی دو رکعت واجب الاعادہ ہیں

سوال:۔ رمضان المبارک میں تراویح کی بیس رکعت ادا ہونے اور وتر پڑھنے کے معلوم ہوا کہ تراویح کی دو رکعت میں غلطی ہونے کی وجہ سے واجب الاعادہ ہیں، دو رکعت دوہرائی گئیں اس خیال سے کہ وتر کی نماز تراویح کی بیس رکعت کے بعد ہی پڑھی جا سکتی ہے۔ لہٰذا وتر کی نماز صحیح اور معتبر نہیں ہوئی۔ اس لئے وتر دوبارہ جماعت سے پڑھی تو یہ ٹھیک ہوا یا نہیں؟

جواب:۔ پہلے پڑھی ہوئی نماز وتر صحیح اور معتبر تھی دوہرانے کی ضرورت نہ تھی دوہرائی

تو یہ ٹھیک نہیں ہوا۔ نورالایضاح سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر کو تراویح سے پہلے پڑھنا بھی صحیح ہے اور بعد میں بھی پڑھنا صحیح ہے۔ لہٰذا تراویح کی بیس رکعت سے پہلے پڑھے ہوئے وتر معتبر اور صحیح ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۵۷)

وتر کی نیت

سوال:- وتر کی نیت میں واجب اللیل کہنا کیسا ہے؟

جواب:- وتر کی نیت میں یہ کہنا چاہیئے کہ نیت کرتا ہوں میں نماز وتر کی. اور اگر واجب اللیل بھی کہدیا تو کچھ حرج نہیں۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۰

بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۳۸۹۔ باب شروط الصلاۃ

حنفی کے لئے وتر کی نیت میں لفظ واجب کہنا مناسب ہے لیکن ضروری نہیں ہے البتہ یہ تعین ضروری ہے کہ یہ وتر ہے۔ (حاشیہ امدادالفتاویٰ ج ۱ ص ۴۵۷)

وتر کو واجب کہنا چاہیئے یا نہیں

سوال:- وتر ادا کرتے وقت وتر کو واجب کہنا چاہیئے یا نہیں بعض مولوی منع کرتے ہیں یعنی واجب نہ کہنا چاہیئے؟

جواب:- وتر کو واجب کہنا چاہیئے. وتر امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے لہٰذا وتر ادا کرتے وقت واجب کا لفظ کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر نہ کہا جائے تب بھی وتر ادا ہو جائے گا:

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۲۔ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۳۸۸۔ باب شروط الصلاۃ

وتر پڑھے مگر نیت سنت کی، کی

سوال:- تراویح کے بعد جب وتر پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک شخص نے بھول کر سنت کی نیت کر کے وتر پڑھے مگر دعاء قنوت کے وقت اس کو وتر کا خیال آیا اس صورت میں ہو گئے یا نہیں؟

جواب:- اس کے وتر ہو گئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۵۲۔ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۳۸۷ و ۳۸۸۔ باب شروط الصلاۃ

تراویح سمجھ کر وتر میں اقتداء کرنا

سوال :- امام کے وتر شروع کرنے کے بعد ایک نمازی نے تراویح سمجھکر اس کی اقتدار کی اب اس کے وتر ہوں گے یا نہیں ؟

جواب :- صورتِ مسئولہ میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد چوتھی رکعت شامل کر کے نماز کو تمام کرے اور یہ چار رکعت نفل ہوجائیں گی اور وتر اس کے ذمہ باقی رہیں گے ان کو ادا کرنا ہوگا۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۵۲ بحوالہ ص ۲۱۱

وتر کی نماز میں تراویح کی نیت کرنا

سوال :- تراویح کی بھول سے دو رکعت رہ گئی اور نمازِ وتر شروع کردی قعدہ اولیٰ میں تراویح کی چھوٹی ہوئی رکعت یاد آئیں اب تراویح کی نیت کرکے دو رکعت پر سلام پھیرے تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- یہ دو رکعت نمازِ تراویح میں شمار نہ کی جائیں گی ،

فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۴۷ بحوالہ قاضی خاں ج ص ۲۴۳

وتر پڑھنے والے کے پیچھے تراویح پڑھنے والا

سوال :- حافظ صاحب نے غلطی سے سولہ رکعت تراویح کے بعد وتر شروع کر دیئے مقتدی تراویح کی نیت سے شامل تھے۔ سلام کے بعد مقتدیوں نے کہا کہ حافظ صاحب سے بھول ہوئی انھوں نے بقیہ چار رکعت تراویح پڑھائی۔ دریافت طلب یہ ہے کہ وتر ہوئے یا نہیں ؟ حافظ کہتے ہیں کہ وتر احتیاطاً لوٹالو اس صورت میں پہلے وتر معتبر نہ تھے۔ دوبارہ حافظ صاحب نے وتر پڑھائے۔

جواب :- صورتِ مسئولہ میں حافظ صاحب کی پہلی وتر کی نماز معتبر ہے مگر مقتدیوں کی نہ پہلی نمازِ وتر معتبر اور نہ دوسری کیونکہ پہلی مرتبہ نمازِ وتر کی نیت نہ تھی اور دوسری مرتبہ

میں اگرچہ نیت وتر کی تھی مگر وتر پڑھے ہوئے کی اقتدار کی گئی اس لئے یہ بھی معتبر نہیں ہے۔
(فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۲۴۶)

وتر میں رکوع سے پہلے رفع یدین اور دعائے قنوت کا ثبوت

سوال:۔ ہمارے یہاں چند اشخاص غیر مقلد ہیں وہ وتر کی رکعت تو تین ہی پڑھتے ہیں مگر قنوت رکوع کے بعد پڑھتے ہیں۔ایک ان میں معمولی علم والا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر حدیث سے یہ ثابت کردو کہ آنحضرتؐ رکوع سے پہلے ہاتھ اٹھا کر پھر قنوت پڑھتے تھے تو ہم ماننے کو تیار ہیں حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے۔آپ ایک حدیث اس امر کے ثبوت کیلئے فرمادیں۔

جواب:۔ (۱) أخرج ابونعیم فی الحلیۃ عطاء بن مسلم ثنا علاء بن المسیب عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عباس قال اَوْتَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِثَلٰثٍ قَنَتَ بِیْہَا قَبْلَ الرُّکُوْعِ (۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ بِثَلٰثِ رَکْعَاتٍ وَیَجْعَلُ الْقُنُوْتَ قَبْلَ الرُّکُوْعِ

(۳) وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ کَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَۃِ کَبَّرَ وفی الذخیرۃ رَفَعَ یَدَیْہِ حِذَاءَ اُذُنَیْہِ وھو مروی عن ابن مسعود وابن عمر وابن عباس وابی عبیدۃ واسحق وقد تقدم (کبری۔شرح منیہ)

ان روایات سے صراحۃً وتر کا تین ہونا اور قنوت کا رکوع سے پہلے ہونا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود، عبداللہ ابن عمرؓ، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرھم سے تکبیر قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت ہوگیا۔

اور ظاہر ہے کہ ان صحابہ کبار نے رکوع سے پہلے قنوت اور تکبیر مع رفع یدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہی کیا ہے لہذا یہ حجت کافی ہے اور اگر لامذہب لوگ اس کو نہ مانیں تو ان سے کہو کہ جو مذہب عبداللہ ابن مسعود و عبداللہ ابن عمر و عبداللہ ابن عباس وغیرہ صحابہ کا تھا وہی ہمارا ہے جس دلیل سے یہ حضرات رفع یدین فی تکبیرات قنوت۔یعنی قنوت کے وقت تکبیر کے لئے

ہاتھ اٹھاتے تھے وہی ہماری دلیل ہے :

فتاوٰی دارالعلوم ج ۴ ص ۱۵۷ باب مسائل نماز وتر کبیری۔ شرح منیہ غنیۃ المستملی باب الوتر ص ۳۹۶

دعائے قنوت میں "ملحق" کی حاء کو زبر دیکر پڑھیں یا زیر دیکر

سوال :- دعائے قنوت میں جو لفظ ملحق ہے اس کی حار کو زیر ہے یا زبر؟

جواب :- دعار قنوت میں ملحق کی حار کو زبر اور زیر دونوں پڑھا گیا ہے اور دونوں جائز ہیں اگرچہ مشہور زیر ہے اور زیر ہی بہتر ہے :

فتاوٰی دارالعلوم ج ۴ ص ۱۵۳، ۱۶۳۔ بحوالہ [illegible] ج ۱ ص ۶۲۳ باب الوتر والنوافل

دعائے قنوت سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھی

اگر کوئی شخص وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر دعائے قنوت پڑھ گیا اور سورت ملانا بھول گیا پھر رکوع میں پہونچ کر اس کو یاد آیا تو کھڑا ہو گیا اور سورت ملائی اس کے بعد دعائے قنوت [illegible] پھر دوبارہ رکوع کیا تو آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ اگر الحمد کے بعد قنوت پڑھ کر رکوع کر دیا اور سورت چھوڑ دی اور رکوع میں یاد آیا تو سر اٹھائے اور سورت پڑھے اور قنوت اور رکوع کا اعادہ کرے اور سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر الحمد چھوڑ دی تھی تو الحمد کے ساتھ سورت کا بھی مع قنوت کے اعادہ کرے اور رکوع بھی دوبارہ کرے اور اگر دوبارہ رکوع نہ کرے تب بھی جائز ہے۔

ترجمہ فتاوٰی عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۲۶

وتر کی تیسری رکعت میں تکبیر کہنا بھول گیا

وتر کی نماز میں اگر کوئی شخص تیسری رکعت میں تکبیر کہنے کے بجائے رکوع میں چلا گیا پھر یاد آیا تو لوٹ آیا اور تکبیر کہکر دعار قنوت پڑھی تو بعد میں دوبارہ رکوع نہ کرے اور نماز پوری کرے اور اگر دعائے قنوت کیلئے نہیں لوٹا جب بھی نماز درست ہے دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسائل سجدہ سہو۔ ص۲۷ بحوالہ درمختار برحاشیہ شامی ج ۱ ص ۶۲۷

حدیث سے دعائے قنوت ثابت ہے یا نہیں

سوال:- ایک شخص کہتا ہے کہ دعائے قنوت حدیث سے ثابت نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر میں دعائے قنوت نہیں پڑھی یہ قول صحیح ہے یا غلط؟

جواب:- اس شخص کا قول غلط ہے۔ مروجہ دعائے قنوت ترمذی کی حدیث سے ثابت ہے اور وتر میں دعائے قنوت پڑھنا احادیث میں وارد ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۲

دعائے قنوت کے یاد ہوتے ہوئے دوسری دعا پڑھنا

سوال:- اگر دعائے قنوت یاد ہو تو دوسری دعا مثلاً ربنا آتنا الخ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- دعائے قنوت یاد ہو تو ربنا آتنا وغیرہ نہیں پڑھ سکتا دعائے قنوت ہی پڑھنا چاہئے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۲

بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۴۴۴ باب الوتر والنوافل

دعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا پڑھے؟

سوال:- جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو اس کو بجائے دعائے قنوت کے سورۂ اخلاص پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب:- شامی میں ہے کہ جس کو دعائے قنوت نہ آتی ہو وہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ الآیۃ پڑھے اور فقیہ ابواللیث فرماتے ہیں کہ اللّٰھم اغفرلی تین بار پڑھے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یارب تین بار کہے۔ اور چونکہ یہ محل دعا کا ہے لہٰذا سورۂ اخلاص اس کے قائم مقام نہ ہوگی مگر نماز ہو جاتی ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۴، بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۶۲۴ باب الوتر والنوافل

قنوت اگر رکوع سے پہلے پڑھ لے تو رکوع کا اعادہ نہ کرے

امام کو رکوع میں یاد آیا کہ قنوت نہیں پڑھی تو اس کو قیام کی طرف نہیں لوٹنا چاہیئے۔ اور اگر قیام کی طرف لوٹا اور قنوت پڑھی تو رکوع کا اعادہ نہیں کرنا چاہیئے اور اگر اس نے رکوع کا بھی اعادہ کر لیا اور جماعت کے لوگوں نے پہلے رکوع میں اس کی متابعت نہیں کی تھی دوسرے رکوع میں متابعت کی یا پہلے رکوع میں متابعت کی تھی اور دوسرے میں نہیں کی تو ان کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۷۷)

بغیر تکبیر کہے ہوئے قنوت پڑھنے کا حکم کیا ہے؟

سوال:۔ امام صاحب وتر کی رکعت میں بلا تکبیر کہے ہوئے اور بلا ہاتھ اٹھائے ہوئے دعائے قنوت پڑھنے لگے کسی مقتدی نے ان کو اللہ اکبر کہکر بتایا چنانچہ انھوں نے اللہ اکبر کہکر اور رفع یدین کر کے پھر قنوت پڑھی اور نماز تمام کر کے سجدہ سہو کیا تو نماز میں کوئی خرابی آئی یا نہیں؟

جواب:۔ نماز صحیح ہوگئی۔ جیسے قرأت میں بلا ضرورت بتلانے سے نماز صحیح ہو جاتی ہے اگرچہ امام لقمہ لے لے۔ اور چونکہ کوئی امر موجب سجدۂ سہو کا نہیں پایا گیا اس لئے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔

(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۵۱)

قنوت کے لئے لوٹنا نہیں چاہیئے سجدہ سہو کرنے سے تلافی ہو جاتی ہے۔

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۶۱

اگر پہلی یا دوسری رکعت میں قنوت پڑھ لی

اگر بھول سے پہلی یا دوسری رکعت میں قنوت پڑھ لی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تیسری رکعت میں پھر پڑھنی چاہیئے اور سجدۂ سہو بھی کرنا پڑے گا۔

اسی طرح سے اگر کسی کو شک ہو گیا کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس کو چاہیئے کہ اس

رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور التحیات کے لئے بیٹھے پھر اس کے بعد دو رکعت پڑھے اس میں دوبارہ دعائے قنوت پڑھے۔ (بہشتی زیور حصہ دوم ص ۲۸۰ بحوالہ طحاوی ص ۱۶۶)
(و مسائل سجدۂ سہو ص ۵۹ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۶۸)

امام صاحب وتر کا قعدۂ اولیٰ بھول گئے

سوال:۔ امام صاحب وتر کی دوسری رکعت کے بعد بجائے بیٹھنے کے تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوگئے، مقتدیوں کے لقمہ دینے سے پھر بیٹھ گئے اب تیسری رکعت پوری کر کے تشہد کے بعد سجدۂ سہو کیا تو نماز وتر ہوگئی یا نہیں؟

جواب:۔ امام صاحب وتر کا قعدۂ اولیٰ بھول گئے تو اب نہ بیٹھتے محض سجدۂ سہو سے وتر صحیح ہو جاتے کھڑے ہونے کے بعد بیٹھے یہ غلط کیا مگر نماز فاسد نہیں ہوئی۔ اب سجدۂ سہو کیا تو نماز صحیح ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۴۶)

واجب اور سنت کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود پڑھنے کا کیا حکم ہے

سوال:۔ سنت اور واجب نمازوں کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھا جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟ اور ایسے ہی سنت اور واجب میں قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو جائے تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے بیٹھ جائے یا نہیں؟

جواب:۔ نماز واجب مثلاً وتر میں وہی حکم ہے جو نماز فرض میں ہے پس اس کے قعدۂ اولیٰ میں اگر تشہد کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھا جائے گا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا اور سنن مؤکدہ میں دو قول ہیں لیکن احوط (زیادہ احتیاط) وجوب سجدۂ سہو ہے اور قعدہ اولیٰ کے ترک کرنے میں وہی احکام ہیں جو فرض کے ہیں چنانچہ قعدہ اولیٰ کے ترک کرنے میں یہ حکم ہے کہ اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب ہو تو بیٹھ جائے اور اگر قیام کی طرف زیادہ قریب ہو تو نہ بیٹھے۔ اور آخر میں سجدہ سہو کرے فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۳۴۹
بحوالہ ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۶۰ ۶۹۷ باب سجود السہو

امام بغیر قنوت پڑھے رکوع میں چلا گیا اور مقتدیوں میں سے بعض نے رکوع کیا بعض نے نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ امام صاحب نے وتر کی تیسری رکعت میں بغیر قنوت پڑھے رکوع کر لیا مقتدیوں نے لقمہ دیا پھر بھی امام صاحب رکوع ہی میں رہے اور تذبذب کی وجہ سے رکوع میں زیادہ تاخیر ہوئی اس کے بعد امام صاحب نے سجدۂ سہو کیا۔

بعض مقتدیوں نے نہ رکوع کیا نہ دعائے قنوت پڑھی اور بعضوں نے رکوع کر دیا تو اس صورت میں کن کی نماز صحیح ہوئی اور اگر سب کی نماز فاسد ہو گئی تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس صورت میں امام صاحب کی نماز صحیح ہوئی اور جس نے امام صاحب کے ساتھ یا امام کے رکوع کرنے کے بعد رکوع کیا ان کی نماز بھی ہو گئی لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جن مقتدیوں نے بالکل رکوع نہیں کیا اُن کی نماز فرض کے چھوٹنے کی وجہ سے صحیح نہیں ہوئی اعادہ ضروری ہے۔ قنوت کے لئے رکوع سے قیام کے طرف لوٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دعائے قنوت سہواً چھوٹنے پر سجدۂ سہو سے تلافی ہو جاتی ہے اور دعائے قنوت سہواً چھوٹنے کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) رکوع میں دعائے قنوت پڑھ لی۔

(۲) یا رکوع چھوڑ کر قیام کی طرف لوٹ گیا اور دعائے قنوت پڑھ کر دوبارہ رکوع کیا۔

(۳) یا دوبارہ رکوع نہیں کیا۔

(۴) دعائے قنوت نہ رکوع میں پڑھی نہ رکوع کے بعد کھڑے ہو کر پڑھی۔ ان چاروں صورتوں میں سجدہ سہو کر لیں تو نماز ہو جائے گی؛

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۹۷ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۷، درمختار مع شامی ج ۱ ص ۶۲۷

دعائے قنوت چھوڑ کر امام رکوع میں چلا جائے تو مقتدی کیا کرے؟

اگر امام دعائے قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ اگر وہ دعائے قنوت پڑھ کر

امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو سکتے ہیں تو دعائے قنوت پڑھکر رکوع میں جانا چاہیئے اور اگر یہ اندیشہ ہے کہ دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں شریک نہیں ہو سکتے تو وہ بھی دعائے قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلے جائیں۔ اگر امام کو رکوع کر کے دعائے قنوت یاد آئی اور اس نے کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھی تو اس کو اب دوبارہ رکوع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر دوبارہ رکوع کیا اور کوئی شخص اگر اس رکوع میں شریک ہوا تو اس رکعت کا پانے والا نہیں سمجھا جائے گا مذکورہ بالا ہر صورت میں سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔ (مسائل سجدہ سہو ص ۸۱)

امام نے قنوت ختم کر کے رکوع کر لیا مگر مقتدیوں کی دعائے قنوت باقی ہے

سوال:۔ جماعت وتر میں! امام دعائے قنوت ختم کر کے رکوع میں چلا گیا مگر مقتدیوں کی قنوت ختم نہیں ہوئی تو کیا وہ متابعت امام کی غرض سے بغیر ختم قنوت رکوع میں چلا جائے؟

جواب:۔ اگر تھوڑی باقی ہے کہ اس کو پورا کر کے رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو سکتا ہو تو پورا کر کے رکوع کرے ورنہ چھوڑ دے۔ اگر قنوت کا کچھ حصہ پڑھ لیا تھا اور کچھ باقی رہ گیا تو اس صورت میں اب یہ امام کی اتباع کرے گا کیونکہ قنوت کا مقصد دعا ہے اور دعا کم ہو یا زیادہ دونوں پر شامل ہے۔ امام کی اتباع واجب ہے اور ترک واجب سے ترک مندوب بہتر ہے اس لئے ترک مندوب کیا جائے یعنی قنوت کا پڑھنا چھوڑ دے اور امام کی اتباع کرے اسی طرح اگر مقتدی نے قنوت کا پڑھنا شروع بھی نہ کیا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو اگر مقتدی کو رکوع کے چھوٹ جانے کا خوف ہو تو وہ قنوت کو چھوڑ دے امام کی اتباع کرتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۵۴ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۴
اشرف الایضاح شرح نور الایضاح صـ۱۱)

اگر وتر کی دوسری یا تیسری رکعت ملے تو قنوت کب پڑھے؟

سوال:۔ رمضان میں ... تیسری رکعت میں شامل ہوا دو رکعت جو

مانی ہیں ان میں دعائے قنوت پڑھی جائیگی یا نہیں ؟

جواب :- رمضان شریف میں وتر کی جماعت میں اگر کوئی شخص تیسری رکعت میں آکر شریک ہوا پس اگر تیسری رکعت پوری پالی ہے تو امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے بعد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح اگر تیسری رکعت میں رکوع میں شریک ہوا جب بھی بعد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے (ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۱۸)

امام کے ساتھ تیسری رکعت ملی تو اب اس تیسری رکعت میں امام کی اتباع کرتے ہوئے وہ تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھے گویا کہ یہ تیسری رکعت میں ہے اور جب یہ اپنی فوت شدہ نماز کو پورا کرے گا تو دعائے قنوت نہ پڑھے۔ اس پر اجماع ہے۔

(اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۵۱)

نصف سورت پڑھنا اور نصف چھوڑ دینا کیسا ہے

سوال :- وتر کی پہلی رکعت میں سورہ اِذَا زُلْزِلَتْ پڑھی دوسری میں آدھی وَالْعَادِیَاتِ پڑھی اور تیسری میں آدھی اَلْقَارِعَۃ پڑھی تو کیا اس صورت میں کوئی خرابی آئی یا نہیں ؟

جواب :- ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ پوری پوری (چھوٹی) سورت ہر ایک رکعت میں پڑھنا افضل اور بہتر ہے لیکن نماز وتر اس صورت میں بھی ہو گئی۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۶۱۔ بحوالہ رد المحتار فصل فی القرأۃ ج ۱ ص ۵۰۵)

وتر کی نماز میں کونسی سورت مسنون ہے

سوال :- وتر کی رکعتوں میں کون کون سی سورتیں پڑھنا سنت ہیں ؟

جواب :- وتر کی پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی دوسری میں کافرون اور تیسری میں سورۂ اخلاص پڑھنا مسنون (مستحب) ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح پڑھنا ثابت ہے لیکن آپ نے اس پر مواظبت نہیں فرمائی لہذا ہمیشگی

کرنا زیادتی ہے۔

وتر کی تینوں رکعتوں میں دوسری سورتیں پڑھنا بھی مسنون ہے چنانچہ پہلی رکعت میں إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ دوسری رکعت میں إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور ترمذی کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی رکعت میں أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ یا إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ یا إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ دوسری رکعت میں وَالْعَصْرِ یا إِذَا جَاءَ یا إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ تیسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، يا تَبَّتْ يَدَا یا قُلْ هُوَ اللّٰهُ۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۴۲ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۶۳۳

سورتوں کا تعین کرنا کیسا ہے؟

حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نمازوں میں کچھ مصالح اور فوائد کے پیش نظر بعض خاص سورتیں پڑھنا پسند فرمائیں لیکن قطعی طور پر نہ ان کی تعیین کی اور نہ دوسروں کو تاکید فرمائی کہ ایسے ہی کریں پس اس بارے میں اگر کوئی آپ کا اتباع کرے (اور ان نمازوں میں وہی سورتیں اکثر وبیشتر پڑھے) تو اچھا ہے اور جو ایسا نہ کرے اس کے لئے کوئی مضائقہ اور حرج نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ وعیدین کے علاوہ دوسری تمام نمازوں میں سورتیں معین کرکے نہیں پڑھا کرتے تھے فرض نمازوں میں چھوٹی بڑی سورتوں میں سے کوئی ایسی سورت نہیں ہے جو آپؐ نے نہ پڑھی ہو۔

اور نوافل میں ایک رکعت میں دو سورتیں بھی آپؐ پڑھتے تھے لیکن فرض نمازوں میں نہیں معمولاً آپؐ کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے بڑی ہوا کرتی تھی۔ معارف الحدیث ج ۳ ص ۲۶۱

وتروں کے بعد سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس کہنے والے کا حکم کیا ہے؟

سوال:- ایک شخص وتروں کے بعد بلند آواز سے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس تین بار نہیں کہتا یہ مستحب سنت ہے یا نہیں؟

جواب:- وتر کے بعد بلند آواز سے سبحان الملک القدوس تین بار پڑھنا مستحب ہے۔

اور بعض روایات میں تیسری مرتبہ بلند آواز سے پڑھنا آیا ہے۔ پس اس سے تیسری مرتبہ سبحان الملک القدوس کو بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔

بہر حال ایسا کرنا مستحب اور بہتر ہے اور نہ پڑھنے والے پر کچھ طعن و ملامت نہ کرنی چاہیئے کیونکہ مستحب فعل کو اگر کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ طعن نہیں ہے البتہ اتباع سنت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ویسے ہی کرے یعنی خواہ تینوں مرتبہ یا ایک مرتبہ آخر میں سبحان الملک القدوس کو بلند آواز سے کہہ لیا کریں۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۶۴ بحوالہ مشکوٰۃ شریف باب الوتر ص ۱۱۲)

سُبحان الملکِ القُدُّوس کب پڑھے؟

سوال:۔ وتر کے سلام کے بعد جو سبحان الملک القدوس تین مرتبہ وارد ہے یہ سجدہ کر کے پڑھے یا قعدہ میں اور احناف کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ وتر کا سلام جب پھیر کر بیٹھے اسوقت پڑھے اور یہ احناف کے نزدیک بھی جائز اور مستحب ہے۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۵۰، بحوالہ مشکوٰۃ باب الوتر فصل ثانی ص ۱۱۲

تیرہواں باب:۔ سنن و نوافل کیا ہیں

وتر بعد کے نفل کا ثبوت اور طریقہ

شب و روز میں پانچ نمازیں تو فرض کی گئی ہیں اور وہ گویا اسلام کی رکن رکین اور جزء ایمان ہیں ان کے علاوہ انہیں کے آگے پیچھے اور دوسرے اوقات میں بھی کچھ رکعتیں پڑھنے کی تاکید، وترغیب اور تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

پھر ان میں سے جن کے لئے آپؐ نے تاکیدی الفاظ فرمائے یا دوسروں کو ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ آپؐ نے عملاً بہت زیادہ اہتمام فرمایا ہے ان کو عرفِ عام میں سنت کہا جاتا ہے اور ان کے علاوہ کو نوافل۔ نوافل کے اصلی معنیٰ "زوائد" کے ہیں اور حدیثوں میں فرض نمازوں کے علاوہ باقی سب نمازوں کو "نوافل" کہا گیا ہے۔

نفلوں کو فرضوں سے پہلے پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے بظاہر اُن کی خاص
فرض نماز جو اللہ تعالیٰ کے دربارِ عالی کی خاص الخاص حضوری ہے
اسی وجہ سے وہ اجتماعی طور پر مسجد میں ادا کی جاتی ہے، اس میں مشغول ہونے سے پہلے انفرادی طور پر دو چار رکعتیں پڑھ کر دل کو اس دربار سے آشنا اور مانوس کر لیا جائے اور ملأ اعلیٰ سے ایک قرب اور مناسبت پیدا کر لی جائے۔ اور جن سنتوں اور نفلوں کو فرضوں کے بعد پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے ان کی حکمت اور مصلحت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ فرض نماز کی ادائیگی میں جو قصور رہ گیا ہو اس کا تدارک بعد والی ان سنتوں اور نفلوں سے ہو جائے، اس کی تائید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے آپؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور اس کی نماز کی جانچ کی جائیگی پس اگر وہ ٹھیک نکلی تو بندہ فلاح یاب اور کامیاب ہو جائے گا اور اگر وہ خراب نکلی تو بندہ نامراد رہ جائے گا۔ پھر اگر اس کے فرائض میں کوئی کسر ہوئی تو ربِ کریم فرمائے گا کہ دیکھو کیا میرے بندے کے ذخیرۂ اعمال میں فرائض کے علاوہ کچھ نیکیاں (سنتیں یا نوافل) ہیں تاکہ ان سے اس کے فرائض کی کمی و کسر کو پورا کر سکیں۔ پھر نماز کے باقی اعمال کا حساب

بھی اسی طرح ہوگا۔ سنن ونوافل کی احادیث اور اہمیت کے لئے تنہا یہ حدیث کافی ہے۔
معارف الحدیث ج ۳ ص ۳۷۲ بحوالہ جامع ترمذی ونسائی

وتر بعد کے نفل کا ثبوت

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ بَعْدَ الْوِتْرِ رَکْعَتَیْنِ۔

ترجمہ :۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت اور پڑھتے تھے۔

اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ وتر کے بعد کی دو رکعتیں ہلکی ہلکی پڑھتے تھے۔ اس کے علاوہ حضرت عائشہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہما نے بھی روایت کیا ہے انھیں احادیث کی بنار پر بعض علمار وتر کے بعد کی دو رکعتوں کا بیٹھ کر پڑھنا ہی افضل سمجھتے ہیں لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس بارے میں عام امتیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ مجھے تو کسی نے آپؐ کے حوالے سے بتایا تھا کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور آپؐ بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں مسئلہ وہی ہے (یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلے میں آدھا ہوتا ہے) لیکن اس معاملے میں میں تمہاری طرح نہیں ہوں میرے ساتھ اللہ کا معاملہ الگ ہے یعنی مجھے بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب پورا ملتا ہے۔

اس حدیث کی بنار پر اکثر علمار اس کے قائل ہیں کہ وتر کے بعد کی ان دو رکعتوں کے لئے کوئی الگ اصول نہیں ہے بلکہ وہی عام اصول اور قاعدہ ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلے میں آدھا ہوگا

معارف الحدیث ج ۲ ص ۳۳۵

کیا وتر کے بعد نوافل درست ہیں ؟

سوال :- بعض لوگ کہتے ہیں کہ وتر کے بعد کوئی سجدہ نہیں اور نفل جو کہ وتر کے بعد پڑھے جاتے ہیں ان کا پڑھنا جائز نہیں ۔ یہ کہاں تک درست ہے ؟

جواب :- وتر کے بعد نوافل کا پڑھنا جائز ہے ۔ چنانچہ بعض صحابہؓ جو عشار کے بعد وتر پڑھ لیتے تھے وہ آخیر رات میں تہجد پڑھتے تھے تو معلوم ہوا کہ وتر کے بعد نوافل ممنوع نہیں ہیں ۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی ہیں ۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۰)

نفل کا وقت کب تک رہتا ہے ؟

سوال :- فرضوں کے بعد جو نفل ہیں وہ فرضوں کے بعد فوراً پڑھیں یا جب تک وقت باقی ہے پڑھ سکتے ہیں ؟

جواب :- جب تک وقت اس نماز کا ہے ان نوافل کا وقت بھی اس وقت تک ہے مگر متصلاً پڑھنا بہتر ہے ۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۰۷

بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۴۹۴ باب صفۃ الصلاۃ

تراویح کے بعد نفل کی جماعت کا کیا حکم ہے ؟

سوال :- کیا تین آدمی تراویح کے بعد نفل کی جماعت کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہیں ، یا نمازِ نفل جماعت کے ساتھ تراویح کے بعد مطلقاً درست نہیں خواہ تعداد میں ادا کرنے والے تین ہوں یا زائد ۔ ؟

جواب :- نفل کی جماعت سوائے تراویح کے سنت و مستحب نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں مکروہ اور بعض میں مباح ہے اس لئے فضیلت جماعت کی اور ثواب جماعت کا اس میں حاصل نہیں ہے دو تین مقتدی ہوں تو جماعت کی اجازت ہے مگر جماعت نہ کرنا ہی اچھا

ہے لہٰذا مطلقاً نفل کی جماعت نہ کرنی چاہیئے درمختار سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے تراویح کے اور کوئی نفل جماعت سے نہ پڑھی جائے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۹
بحوالہ ردالمحتار باب الوتر النوافل ج ۱ ص ۶۶۳

فرض جہاں پڑھے وہاں سے الگ ہو کر نفل پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:۔ احادیث سے فرضوں کے بعد جگہ بدل کر سنت و نفل پڑھنا مسجد میں ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اور یہ جگہ بدل کر نفل نماز کا پڑھنا مسجد کے لئے مسنون ہے یا گھر میں بھی؟

جواب:۔ شامی اور درمختار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک بھی جگہ بدل کر (آگے پیچھے ہٹ کر) سنت و نفل پڑھنا مستحب ہے اور شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تنہا مکان میں نماز پڑھنے والے کے لئے بھی جگہ بدل کر سنت و نفل پڑھنا بہتر ہے

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۳۰ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۹۵۔ باب صفۃ الصلاۃ

دو نفل ہمیشہ پڑھے یا کبھی کبھی چھوڑ دے؟

سوال:۔ ظہر مغرب اور عشاء میں دو رکعت سنت کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے ہیں یہ دونوں نوافل ہمیشہ پڑھنا اور کبھی کبھی نہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ نوافل میں اختیار ہے خواہ کبھی ترک کر دے یا ہمیشہ نفل سمجھ کر پڑھتا رہے۔ اس میں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ کوئی ان کو فرض سمجھ لے گا اور پھر بھی بہتر ہے کہ کبھی کبھی ترک کر دے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۴۰ بحوالہ ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۵

کیا نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے؟

سوال:۔ کسی نے نفل نماز شروع کی جب ایک رکعت پڑھ لی تو معلوم ہوا کہ کپڑا ناپاک ہے نماز شروع کرنے کے بعد توڑ دی کیا اس نماز کا اعادہ واجب ہے؟

جواب:۔ مسئلہ یہ ہے کہ نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔ پس جب

کسی نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے نماز توڑ دی تو اس پر اس نماز کا لوٹانا ضروری ہے کتب فقہ میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن در مختار میں ہے کہ اگر شروع ہی صحیح نہ ہو تو اعادہ واجب نہیں ہوا اس لئے کہ مصلی کے کپڑے اول ہی سے ناپاک تھے۔ لہٰذا اس نماز کا اعادہ واجب نہ ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۳۵ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۴۵ باب الوتر والنوافل

سنت ونوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

سوال:۔ سنن ونوافل اپنے اپنے گھروں میں جاکر پڑھنے چاہییں یا مسجد ہی میں؟

جواب:۔ احادیث میں سنن ونوافل کے مکان میں پڑھنے کی جو کچھ فضیلت وارد ہوئی ہے وہ مشہور ومعروف ہے اور فقہاء نے بھی سوائے تراویح کے دیگر سنن ونوافل کو مکان میں پڑھنے کو افضل فرمایا ہے۔

اور حضرات اکابر دیوبند مثلاً حضرت محدث فقیہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا عمل اس پر دیکھا گیا ہے۔

در مختار سے معلوم ہوتا ہے کہ سنن ونوافل کے لئے گھر ہی افضل ہے لیکن اگر راستہ میں یا گھر میں یہ خوف ہو کہ دل پریشان ہو جائے گا اور خشوع حاصل نہ ہوگا یا غیر ضروری باتوں کی وجہ سے نقصان ثواب میں ہوگا تو ایسی صورت میں مسجد میں پڑھنا افضل ہے اگر مسجد میں پڑھنے میں خشوع زیادہ ہے اور اخلاص زیادہ ہے اور گھر جاکر پڑھنے میں خوف تاخیر وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں ہی پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ زیادہ تر لحاظ خشوع وخضوع کا ہے۔ جس جگہ یہ حاصل ہو وہ افضل ہے۔

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۲۷ و ج ۴ ص ۲۱۱ بحوالہ رد المحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۵

وتر کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہوکر؟

سوال:۔ وتر کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھیں یا کھڑے ہو کر اور آپ ﷺ سے کس طرح ثابت ہے؟

جواب:۔ نوافل کو بیٹھ کر پڑھنا اور کھڑے ہو کر پڑھنا دونوں طرح درست ہے

مگر کھڑے ہوکر پڑھنے میں دوگنا ثواب ہے بہ نسبت بیٹھکر پڑھنے کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیٹھکر پڑھا ہے لیکن آپ کو بیٹھکر پڑھنے میں پورا ثواب تھا دوسروں کو نصف ثواب ملتا ہے احادیث سے یہ ثابت ہے۔

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۱ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۵۲ باب الوتر والنوافل۔

بیٹھکر پڑھنے کا جواز اس صورت میں ہوگا کہ بیٹھکر پڑھنے میں کوئی ایسا التزام نہ ہو جس سے دیکھنے والوں کو بیٹھکر پڑھنے کی سنیت یا وجوب کا گمان ہوجائے جیسا کہ بعض مقامات میں ظہر اور مغرب کے بعد لوگوں میں دو رکعتوں کا بیٹھکر پڑھنا رائج ہوگیا ہے وہاں کے عوام اس نفل کو بیٹھکر پڑھنے کو شرعاً لازم سمجھتے ہیں ایسے مقامات میں بیٹھکر پڑھنا بیشک مکروہ ہے:

فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۱۶

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی رائے

حضرت مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ نفل اگر اس نیت سے بیٹھکر پڑھے گا کہ آپ سے یونہی منقول ہے تو اس نیت سے انشاء اللہ تعالیٰ عجب نہیں کہ ثواب میں کچھ کمی نہ رہے امداد الفتاوی ج ۱ ص ۴۵۷

معذور کی رعایت

قیام پر قدرت رکھتے ہوئے بیٹھکر نفل نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اس کا ثواب کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے کے ثواب کے مقابلہ میں نصف ہوگا مگر عذر کے باعث یعنی معذور کو کھڑے ہوکر پڑھنے والے کے برابر ثواب ملیگا۔ بیٹھکر پڑھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جیسے التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھتے ہیں اس طرح بیٹھے۔ کھڑے ہوکر نفل شروع کرنے کے بعد بیٹھکر اس کو تمام کرنا بلاکراہت جائز ہے۔

نورالایضاح ص ۹۷

حضورؐ کا نفل بیٹھ کر پڑھنا امت کی تعلیم کیلئے ہے

سوال:۔ وتر کے بعد دو نفل کھڑے ہو کر پڑھیں یا بیٹھکر؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کیا تھا؟ آپؐ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے یا بیٹھکر؟

جواب:۔ وتر کے بعد دو نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بیٹھکر نفل پڑھنے والے کے لئے نصف ثواب ہے۔ اور آپؐ سے دونوں طرح ثابت ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا اجر و ثواب ملتا تھا یہ آپؐ کے ساتھ خصوصیت تھی کیونکہ اس میں بھی امت کی تعلیم تھی کہ کھڑے ہونا فرض نہیں ہے ــــــــ ــــــــ امت کو تعلیم دینا نبوت کے واجبات میں سے ہے پس آپؐ کے بیٹھکر نفل پڑھنے میں بھی واجب کی ادائگی ہے۔ جس کا ثواب نفل سے زیادہ ہوتا ہے۔ البتہ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اگر کوئی متبع سنت وتر کے بعد کی دو رکعت کبھی کبھی اس نیت سے بیٹھ کر پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر ادا فرماتے تھے میں بھی اتباعاً بیٹھکر پڑھوں تو عجب نہیں کہ اس کو اس کی نیت کے مطابق پورا ثواب ملے لیکن از روئے حدیث کھڑے ہو کر پڑھنے والا پورے ثواب کا اور بیٹھ کر پڑھنے والا نصف ثواب کا حقدار ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۵

نفل آج بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں

سوال:۔ ایک مسئلہ کتاب میں دیکھا ہے کہ نماز وتر کے بعد کی نفل بیٹھکر پڑھنا مسنون ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا۔ کیا یہی مسئلہ ہے؟

جواب:۔ حامداً ومصلیاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے دوگنا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے سے نصف ملتا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ بیٹھکر پڑھتے ہیں تو دریافت کیا گیا اس پر ارشاد فرمایا مجھکو اتنا ہی ثواب ملتا ہے کم نہیں ہوتا۔ وتر کے بعد کی نفل آپ بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے۔ عادۃً معمول یہ تھا کہ تہجد کی بہت طویل نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ پیروں پر ورم آجاتا تھا

اس کے بعد صبح صادق کے قریب وتر پڑھتے تھے پھر بیٹھ کر دو نفل پڑھتے
کوئی شخص یہی طریقہ اختیار کرے کہ طویل تہجد میں پانچ چھ پارے پڑھنے کے بعد
اور تھک کر دو نفل بعد میں بیٹھکر پڑھے تو اس میں اتباع زیادہ ہے۔
(فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۷۵ بحوالہ ابو داؤد شریف ج ۱ ص ۱۲۷)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ نفل بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا درست ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھے
ثواب زیادہ ہے وتر کے بعد دو نفل پڑھنا حدیث و فقہ سے ثابت ہے جو پڑھے گا وہ ثواب پائیگا
نہیں پڑھے گا تو گنہگار نہیں اس پر اعتراض نہ کیا جائے ترغیب دینا درست ہے۔
فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۶۸ بحوالہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۲۷

بیٹھ کر نماز پڑھنے میں نظر کہاں رکھیں

سوال:- نفل نماز بیٹھکر پڑھنے میں نگاہ سجدہ کی جگہ بہتر ہے یا گود میں؟
جواب:- حامداً و مصلیاً "گود میں مناسب ہے"
فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۵۷ - بحوالہ شامی ج ۱ ص ۳۲۱



(ضمیمہ) تراویح بیس رکعت بھی سنت ہیں

بیس رکعت کے سنت مؤکدہ ہونے پر اجماع ہو چکا ہے اور اجماع کی مخالفت ناجائز ہے اور یہ اجماع علامت ہے ان احادیث کے منسوخ ہونے کا اور اگر اجماع میں شبہ ہے کہ بعض علماء نے صرف آٹھ کو سنت مؤکدہ لکھا ہے تو جواب یہ ہے کہ اجماع اس قول سے پہلے منعقد ہے بس اس کے مقابلہ میں شاذ قول قابل اعتبار نہیں ہوگا۔ جب تاکد ثابت ہوگیا تو اس کے ترک کرنے سے مورد عتاب ہوگا۔

ایک شخص دہلی کے نئے مجتہدین سے آٹھ تراویح سن کر مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تھے اور انھیں تردد تھا کہ آٹھ ہیں یا بیس۔ نئے مجتہدین اپنے کو عامل بالحدیث کہتے ہیں کیوں صاحب حدیث میں بھی بیس آئی ہیں ان پر کیوں عمل نہ کیا کہ ان کے ضمن میں آٹھ پر بھی عمل ہو جاتا۔ بات کیا ہے کہ نفس کو سہولت تو آٹھ ہی میں ہے۔ بیس کیونکر پڑھیں۔ اصل یہ ہے کہ جو ان کے جی میں آتا ہے کرتے ہیں اور شاذ اور ضعیف حدیث کو بھی اپنا لیتے ہیں۔

اسی طرح انہوں نے بھی تراویح کی تمام احادیث میں صرف آٹھ والی حدیث پسند کی حالانکہ بارہ بھی آئی ہیں اور وتر کی تمام احادیث میں سے ایک رکعت والی حدیث پسند کی حالانکہ تین رکعتیں بھی آئی ہیں پانچ بھی آئی ہیں، سات بھی آئی ہیں خیر وہ تو بیچارے ان کے بہکانے سے تردد میں پڑ گئے تھے تو مولانا سے پوچھا۔ مولانا نے فرمایا کہ بھئی سنو محکمہ مال سے اطلاع آئے کہ مال گزاری داخل کرو اور تمہیں معلوم نہیں کہ کتنی ہے۔ تم نے ایک نمبردار سے پوچھا کہ میرے ذمہ کتنی مال گزاری ہے، اس نے کہا اٹھارہ روپے۔ پھر تم نے دوسرے نمبردار سے پوچھا۔ اس نے کہا بیس روپے تو اب بتاؤ تمہیں کچہری کتنی رقم لے کر جانا چاہیئے انہوں نے کہا صاحب بیس روپے لے کر جانا چاہیئے اگر اتنی ہوئی تو کسی سے مانگنا نہ پڑے گی۔ اور اگر کم ہوئی تو رقم بچ جاوے گی۔ اور اگر میں کم لے کر گیا اور وہاں زیادہ ہوئی تو کس سے مانگتا پھروں گا۔ مولانا نے فرمایا بس خوب سمجھ لو کہ اگر وہاں بیس رکعتیں طلب کی گئیں اور ہیں تمہارے پاس آٹھ تو کہاں سے لاکر دو گے۔ اور اگر بیس ہیں اور طلب کم کی ہیں تو بچ رہے گی اور تمہارے کام آئیں گی۔ کہنے لگے ٹھیک ہے سمجھ گیا۔

اب میں ہمیشہ بیس رکعتیں پڑھا کرونگا بس بالکل تسلی ہوگئی۔ سبحان اللہ کیا طرز ہے سمجھانے کا حقیقت میں یہ لوگ حکماء امت ہوتے ہیں۔

(ب) اس وقت اس کے اثبات سے ہم کو بحث نہیں عمل کے لئے ہم کو اتنا کافی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر جماعت کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں یہ روایت مؤطا مالک میں گو منقطع ہے مگر عملاً متواتر ہے امت کے عمل نے اس کو متواتر کردیا ہے۔ بس عمل کے لئے اتنا کافی ہے دیکھئے اگر کوئی پنساری کے پاس دوا لینے کے لئے جائے تو اس سے یہ نہیں پوچھتا کہ دوا کہاں سے آئی اور اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ وہی دوا ہے جو میں لینا چاہتا ہوں بلکہ اگر اس میں شبہ ہوتا ہے تو ایک دو جاننے والوں کو دکھلا کر اطمینان کرلیا جاتا ہے اب اگر کوئی پنساری سے یہ کہے کہ میرا اطمینان تو اس وقت ہوگا جب تم بائع کی دستخط دکھلا دو گے کہ تم نے اس سے یہ دوا خریدی ہے تو لوگ یہ کہیں گے کہ اس کو دوا کی ضرورت ہی نہیں لیتے ہو تو نہیں لیتے ہو مت لو۔ اسی طرح محققین سلف کا طرز یہ ہے کہ وہ مدعی کے لئے مغز زنی نہیں کرتے تھے بس مسئلہ بتلا دیا اور اگر کسی نے اس میں بحثیں نکالیں تو صاف کہدیا کہ کسی دوسرے سے تحقیق کرلو جس پر تم کو اعتماد ہو ہمیں بحث کی فرصت نہیں۔

اس جواب کا حاصل وہی قطع نزع ہے کہ فضول بحث کو یہ حضرات پسند نہ کرتے تھے بھلا اگر عوام کو بتلا دیا جائے کہ حدیث میں یہ ہے تو ان کو طریق استنباط کا علم کس طرح ہوگا اس میں پھر وہ فقہاء کے محتاج ہوں گے تو پہلے ہی فقہاء کے بیان میں اعتماد کیوں نہیں کرتے

الغرض عمل کے لئے تو تراویح کا اتنا ثبوت کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً اس کو مسنون فرمایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم عملاً تراویح کی بیس رکعتیں پڑھتے تھے عوام کے لئے اتنا کافی ہے اس سے زیادہ تحقیق علماء کا منصب ہے

(اشرف الجواب حصہ دوم)
ص ۱۴۵



سجدۂ تلاوت کی شرعی حیثیت

مسئلہ: سجدۂ تلاوت (آیتِ سجدہ) کے پڑھنے والے اور سننے والے پر واجب ہوجاتا ہے، اگر کوئی شخص سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے پر سجدۂ تلاوت نہ کرے تو گناہ گار ہوگا۔ اب اس واجب کے ادا کرنے میں کہیں دوقت کی گنجائش ہے اور کہیں تنگی ہے۔ پس اگر سجدۂ تلاوت نماز سے باہر واجب ہوا تو اس کی ادائیگی کے وقت میں گنجائش ہے، یعنی زندگی کے آخری وقت تک اس کے ادا کرنے کی اجازت ہے اور سجدہ نہ کرنے کا گنہگار مرتے دم تک نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم سجدۂ تلاوت میں تاخیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے، لیکن اگر سجدۂ تلاوت نماز میں واجب ہو یعنی نماز کے اندر آیتِ سجدہ پڑھی گئی تو فوراً سجدہ کرنا واجب ہے۔ فوراً کا مطلب یہ ہے کہ آیتِ سجدہ کے پڑھنے اور سجدہ کرنے کے درمیان اس سے زیادہ وقفہ نہ ہو جس میں تین آیتیں پڑھی جاسکیں۔ اگر سجدۂ تلاوت میں اتنا وقفہ نہ ہو تو وہ فوراً ادا کرنا نہ ہوگا۔

مسئلہ: سجدہ کی آیت یا تو سورت کے درمیان ہوگی یا آخر میں، اگر درمیان میں ہو تو افضل یہ ہے کہ آیتِ سجدہ پڑھتے ہی یعنی سورت ختم کرنے سے پہلے سجدۂ تلاوت کرکے کھڑا ہو اور سورت کو پورا کرے اور پھر رکوع میں جائے۔

مسئلہ: اگر آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ نہ کیا لیکن فوراً کی میعاد متذکرہ گذرنے سے پہلے ہی رکوع کیا اور رکوع میں سجدہ کی نیت بھی کرلی تو جائز ہے، جس طرح نماز کے اندر بغیر نیت کے بھی سجدہ جائز ہوتا ہے، جبکہ فوراً کی میعاد کے اندر ہو۔ فوراً کی میعاد گذر جانے پر نماز کا رکوع یا سجدہ کرنے سے سجدۂ تلاوت ساقط (ختم) نہیں ہوتا اور نماز کے اندر اندر اُس کی قضا اس آیت کے لیے خاص سجدہ کرکے ادا کرنا ہوگی۔

مسئلہ: اگر نماز ختم ہوگئی اور سجدۂ تلاوت نہیں کیا تو اب اُس کی قضا نہیں ہے کیونکہ قضا کا وقت نکل گیا۔ البتہ اگر سلام پھیر کر نماز کو ختم کیا اور اس کے بعد کوئی امر منافیٔ نماز سرزد نہ ہوا تو (یعنی کوئی ایسا کام یا فعل نہیں کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو)

سلام کے بعد ہی سجدۂ تلاوت کرلیا جائے۔

اور اس صورت میں جب کہ آیتِ سجدہ سورت کے آخر میں واقع ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس کو پڑھ کر رکوع کرے اور اس کے ساتھ ہی سجدۂ تلاوت کی نیت بھی کرے لیکن اگر سجدۂ تلاوت کیا اور رکوع نہیں کیا، بلکہ پھر قیام (کھڑا ہوگیا) میں آگیا تو مستحب یہ ہے کہ اگلی سورت کی چند آیات پڑھ کر رکوع کرے اور نماز پوری کرلے۔ (کتاب الفقہ ص۷۴۶ جلد اول وفتاوی دار العلوم ص۴۲۲ وآپ کے مسائل ص۳۴۸ جلد۳ وعلم الفقہ ص۱۷۹ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد کھڑے ہوکر ایک دو آیتیں پڑھ کر رکوع کرنا بہتر ہے۔ فقہاء کے نزدیک دو تین آیتیں پڑھے بغیر رکوع کرلینا کراہت سے خالی نہیں ہے، اگرچہ نماز ہوجاتی ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۴۰۲ جلد۴ وعالمگیری ص۸۵/۱۳۶ وبحر الرائق ص۱۲۲ جلد۲)۔

سجدۂ تلاوت کی شرطیں

مسئلہ:۔ سجدۂ تلاوت کی بھی وہی شرطیں ہیں جو نماز کی ہیں بجز تکبیر تحریمہ اور نیت تعین وقت کے کہ یہ دونوں امور اس میں شرط نہیں ہیں۔ اس میں نیت نہیں باندھی جاتی۔

سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں: مسلمان ہونا، بالغ ہونا، عقل کا صحیح ہونا، حیض ونفاس سے پاک ہونا، وہی ہیں جو نماز کی شرطیں ہیں، لہٰذا سجدۂ تلاوت کافر، بچے، مجنون کو یا حیض ونفاس کی حالت میں جائز نہیں ہے، اس مسئلہ میں آیتِ سجدہ کے پڑھنے والے اور سننے والے دونوں میں فرق نہیں ہے، البتہ اشخاص مندرجہ بالا میں سے اگر کوئی شخص سجدہ کی آیت سنے اور اس کا سجدہ بجالانے کا بطور ادا یا بطور قضاء اہل ہو تو اس پر سجدہ واجب ہوجاتا ہے۔ چنانچہ جو شخص نشہ یا ناپاکی کی حالت میں ہو، اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے، کیونکہ

وہ بطور قضاء اس کے بجالانے کا اہل ہے۔ ہاں اگر پڑھنے والا کوئی مجنون ہے تو اس کے منھ سے سن کر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: یہی حکم اس بچے سے سننے کا ہے جو حدِ شعور کو نہ پہونچا ہو، کیونکہ تلاوت کے صحیح ہونے کے لیے تمیز یعنی شعور کا ہونا شرط ہے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر آیت سجدہ آدمی کے علاوہ کسی اور سے سنی گئی مثلاً طوطا یہ آیتِ سجدہ پڑھے یا آلۂ ضبط الصوت (ٹیپ ریکارڈ وغیرہ) سے سنائی دے تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، کیونکہ بے شعور اشیاء کی تلاوت ہی درست نہیں ہے۔

مسئلہ: حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اس میں ارادہ کی شرط نہیں ہے یعنی سجدۂ تلاوت کی آیت سننے کا ارادہ نہ بھی ہو تب بھی سجدۂ تلاوت کا حکم ہوگا۔ (کتاب الفقہ ۴۷۴ ج ۱ وعلم الفقہ ص ۱۷۸ جلد ۲)

مسئلہ: مشین یا پرندہ سے آیت سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا (فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۲۵ جلد اول)۔

مسئلہ: بغیر نیت تلاوت بھی آیت سجدہ پڑھی تو بھی سجدہ واجب ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۲۵ جلد ۴)۔

مسئلہ: سجدۂ تلاوت کی نیت میں آیت کی تعیین شرط نہیں کہ یہ سجدہ فلاں آیت کے سبب ہے۔ (علم الفقہ ص ۱۷۸ جلد ۲)۔

مسئلہ: جن چیزوں سے نماز فاسد ہوجاتی ہے ان چیزوں سے سجدۂ تلاوت میں بھی فساد آجاتا ہے اور پھر اس کا لوٹانا واجب ہوجاتا ہے، ہاں اس قدر فرق ہے کہ نماز میں قہقہہ سے وضو جاتا رہتا ہے اور اس میں یعنی سجدۂ تلاوت میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا، عورت کی محاذات (برابر کھڑا ہونا) بھی یہاں مفسد نہیں۔ (علم الفقہ ص ۱۷۹ جلد ۲)۔

مسئلہ: آیتِ سجدہ اگر فرض نمازوں میں پڑھی جائے تو اس کے ...

نماز کے سجدے کے سُبحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا بہتر ہے اور نفل نمازوں میں یا خارج نمازوں میں اگر پڑھی جائے تو اس کے سجدے میں اختیار ہے کہ سُبحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہیں یا اور تسبیحیں جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں وہ پڑھیں مثل اس تسبیح کے سَجَدَ وَجْھِی لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ بِحَوْلِہٖ وَقُوَّتِہٖ فَتَبَارَكَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۝ اگر سُبحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور اس کو یعنی دونوں کو جمع کرلیں تو اور بھی بہتر ہے۔ (علم الفقہ صہ ۱۸۱ جلد ۲ و کتاب الفقہ صہ ۷۵۳ جلد اول)۔

سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے اسباب

مسئلہ ۱:۔ سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے تین اسباب ہیں:۔ اول تلاوت لہٰذا قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہے اگرچہ اس نے خود سجدۂ تلاوت کی آیت کو نہ سنا ہو جیسے کوئی بہرا ہو۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ سجدۂ تلاوت نماز کے اندر پڑھا گیا ہو یا نماز سے باہر، امام نے پڑھا ہو یا منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) نے، لیکن مقتدی اگر سجدۂ تلاوت نماز کے اندر یعنی امام کے پیچھے جماعت میں پڑھے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا کیونکہ امام کے پیچھے قرآن شریف پڑھنا ممنوع ہے، لہٰذا اس حال میں تلاوتِ آیتِ سجدہ سے سجدہ واجب نہیں ہوتا، ہاں اگر خطیب جمعہ یا عیدین کے موقع پر خطبہ میں آیتِ سجدہ پڑھے تو سجدۂ تلاوت اُس پر اور سننے والے پر واجب ہوگا۔ ایسی صورت میں خطیب کو چاہیئے کہ منبر سے اتر کر سجدہ کرے اور سامعین (سننے والے حضرات) بھی اُس کے ساتھ سجدہ کریں، تاہم امام کا منبر پر خطبہ کے دَوران آیتِ سجدہ تلاوت کرنا مکروہ ہے، لیکن نماز کے اندر سجدۂ تلاوت مکروہ نہیں ہے جبکہ اس کو (سجدۂ تلاوت کرنے کو) رکوع و سجود کے ضمن میں ادا کیا جائے۔ اگر صرف سجدۂ تلاوت اکیلا کیا تو مکروہ ہوگا کیونکہ ایسا کرنے سے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں گڑبڑ پیدا ہوگی۔ (کتاب الفقہ صہ ۷۵۱ جلد اول)۔

(یعنی امام عیدین یا جمعہ کی قراءت میں سجدۂ تلاوت پڑھے تو الگ سے ادا نہ کرے بلکہ سجدہ میں سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کرلے۔ اگر الگ سے کریگا تو مجمع کثیر میں انتشار پیدا ہو جائے گا، عوام کو معلوم نہیں ہو گا کہ یہ سجدۂ تلاوت ہے۔ کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر جمعہ یا عیدین میں مجمع کثیر ہے تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو کو نہ کیا جائے تاکہ نمازیوں کے لیے باعثِ تشویش نہ ہو۔ (کتاب الفقہ صـ۷۴۲ جلد اول

(۲) دوسرا سبب آیت سجدہ کا کسی اور سے سننا ہے۔ اب یہ سننے والا یا تو نماز کی حالت میں ہو گا یا نہ ہو گا۔ اسی طرح آیت سجدہ پڑھنے والا یا تو نماز کے اندر ہو گا یا نماز سے باہر۔ اگر سننے والا نماز کی حالت میں ہے خواہ وہ منفرد ہو یا امام، اس پر بقول صحیح سجدہ واجب ہے کہ نماز کے بعد سجدۂ تلاوت کرلے، لیکن اگر کسی نے سجدۂ تلاوت مقتدی سے سنا تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہو گا۔ یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ کسی مقتدی نے اپنے امام کے علاوہ باہر سے سجدۂ تلاوت سنا۔ اگر امام سے سنا اور مقتدی پہلی رکعت سے شریک ہے تو سجدۂ تلاوت میں امام کی پیروی لازم ہے۔ اور اگر مسبوق ہے یعنی کچھ رکعت ہونے کے بعد شریکِ جماعت ہونے والا ہے اور سجدۂ تلاوت سے پہلے امام کے ساتھ شریک نماز ہو گیا تھا تب بھی اُسے امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیئے امام کی پیروی کرنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی شخص امام کے سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد اسی رکعت میں شامل ہوا جس میں آیتِ سجدہ پڑھی گئی تو قطعاً سجدۂ تلاوت نہ کرے۔ ہاں اس سے اگلی کسی رکعت میں شامل ہوا تو نماز کے بعد سجدۂ تلاوت کرلے۔

(۳) تیسرا سبب مقتدی ہونا ہے، کہ اگر امام نے سجدۂ تلاوت کیا تو مقتدی پر اس کا ادا کرنا واجب ہے اگرچہ اس نے سنا نہ ہو۔ (کتاب الفقہ صـ۷۵۲ جلد اول و علم الفقہ صـ۱۷۷ جلد ۲)۔

مسئلہ:- بعض عورتیں حیض یا نفاس کی حالت میں بھی آیت سجدہ سننے سے اپنے ذمہ سجدۂ تلاوت واجب سمجھتی ہیں، یہ غلط ہے، اگر حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے آیت سجدہ سن لی تو ان پر سجدہ واجب نہیں ہے۔ (بہشتی زیور ص۴۲ جلد ۲)۔

سجدۂ تلاوت سے متعلق مسائل

مسئلہ:- ایک آیت کی تلاوت پر ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے، البتہ مجلس بدلنے پر وہی آیت پھر پڑھی تو اس کا سجدہ الگ واجب ہوگا۔ (آپ کے مسائل ص۸۴ ج۳)

مسئلہ:- اگر چارپائی (پلنگ) سخت ہو کہ اس پر پیشانی دھنسے نہیں اور اس پر پاک کپڑا بھی بچھا ہوا ہو (جبکہ پلنگ ناپاک ہو) تو پلنگ پر سجدۂ تلاوت ادا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ:- تلاوت کے دوران آیت سجدہ کو آہستہ پڑھنا بہتر ہے تاکہ کسی دوسرے کے ذمہ سجدہ واجب نہ ہو۔ (آپ کے مسائل ص۸۶ جلد۳)

مسئلہ:- استاد کئی بچوں کو ایک ہی آیت سجدہ علٰحدہ علٰحدہ پڑھاتا ہے تو ایک ہی سجدہ کرنا پڑے گا، بشرطیکہ مجلس ایک ہی ہو لیکن استاد جتنے بچوں سے سجدہ کی آیت سنے گا اتنے ہی سجدے سننے کی وجہ سے واجب ہوں گے۔

مسئلہ:- دو آدمی ایک ہی آیت سجدہ پڑھیں تو دونوں پر دو سجدے واجب ہوں گے۔ ایک خود پڑھنے کا اور دوسرا سننے کا۔ (آپ کے مسائل ص۸۷ جلد ۳)۔

مسئلہ:- جس نے سجدہ کی آیت تلاوت کی ہو اسی کے ادا کرنے سے سجدہ تلاوت ادا ہوگا، کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ ادا نہیں کر سکتا۔ (آپ کے مسائل ص۸۹ ج۳)

مسئلہ:- جن لوگوں کے کان میں سجدہ کی آیت پڑے، خواہ انھوں نے سننے کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو، ان پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی گئی۔ اگر تراویح کی ریکارڈنگ دوبارہ ریڈیو اور ٹی وی سے براڈ کاسٹ یا ٹیلی کاسٹ کی جائے اور سجدۂ تلاوت کی آیت

سنی جائے تو سجدہ واجب نہیں ہوگا۔ نیز عورتیں اگر خاص ایام میں آیت سجدہ سنیں (کسی سے) تو ان پر سجدہ واجب نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص۸۸ جلد ۳)۔

مسئلہ:۔ ٹیپ ریکارڈ پر آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے (آپ کے مسائل ص۸۸ جلد ۳)۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نے لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت قرآن سن لی اور اس میں سجدہ آئے تو سننے والے پر جبکہ سننے والے کو معلوم ہو کہ یہ سجدہ کی آیت ہے، اس پر سجدہ واجب ہے۔ (آپ کے مسائل ص۸۷ جلد ۳)۔

مسئلہ:۔ ریڈیو پر آیت سجدہ سننے سے سامعین پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا کیونکہ یہ قاری (پڑھنے والے) ہی کی آواز ہے اور گراموفون سے جو آواز نکلتی ہے اس کو نقل اور عکس تلاوت لکھا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۲ جلد ۱۲)۔

مسئلہ:۔ اگر کسی پرندے کو آیت سجدہ رٹا دی گئی تو اس کے پڑھنے سے بھی سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں کیونکہ پرندہ کا پڑھنا تلاوت صحیح نہیں، اسی طرح اگر کسی نے آیت سجدہ کی تلاوت کی، کسی شخص نے خود اس کی تلاوت تو نہیں سنی مگر اس کی آواز پہاڑ یا دیوار یا گنبد سے ٹکرا کر اس کے کان میں پڑی تو اس صدائے بازگشت کے سننے سے بھی سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔

الغرض اصول یہ ہے کہ تلاوت صحیحہ کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے ٹیپ ریکارڈ کی آواز تلاوت نہیں اس لیے اس کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ (تلاوت صحیحہ نہیں ہے) اور لاؤڈ اسپیکر آواز کو دور تک پہونچاتا ہے اور جو آواز مقتدیوں تک پہونچتی ہے وہ بعینہ (جُوں کے تُوں) امام کی تلاوت و تکبیر کی آواز ہوتی ہے۔ برخلاف ٹیپ ریکارڈ کے کیونکہ ٹیپ آواز کو محفوظ کر لیتا ہے۔ اب جو ٹیپ ریکارڈ بجایا جائے گا یہ اس تلاوت کا عکس ہوگا جو اس پر کی گئی وہ بذات خود تلاوت نہیں۔ اس لیے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص۲۳۱ جلد ۳)۔

مسئلہ:۔ دِل دِل میں آیتِ سجدہ پڑھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا کیونکہ تلاوت کرنا ضروری ہے، بغیر تلاوت کے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ (زبان سے پڑھنے سے ہوتا ہے)۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۴۲۶ جلد۴ بحوالہ درمختار ص۵۵ جلد اول وفتاویٰ محمودیہ ص۲۲ جلد۶)

مسئلہ:۔ مجمع عام میں اگر آیتِ سجدہ واعظ (تقریر کرنے والے) سے سنی جائے تو سب سننے والے علیٰحدہ علیٰحدہ سجدہ کریں، کیونکہ آیتِ سجدہ سننے اور پڑھنے سے واجب ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۴۲۶ جلد۴ بحوالہ ردالمحتار ص۷۱۰ جلد اول

مسئلہ:۔ تمام قرآن مجید کے سجدہ ہائے تلاوت (یعنی چودہ ۱۴ سجدے) اخیر میں ایک ساتھ کرے تو یہ بھی جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسی وقت کرے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۴۲۷ جلد۴ بحوالہ ردالمحتار ص۷۲۱ جلد اول)۔

(مگر تاخیر کی گنجائش جب ہے جب کہ سجدۂ تلاوت نماز میں نہ ہو، کیونکہ نماز میں فوراً ادا کرے گا۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ:۔ طلوع اور غروب اور زوالِ آفتاب کے وقت سجدۂ تلاوت بھی حرام ہے مگر جب کہ آیتِ سجدہ انہی اوقات میں پڑھے تو سجدہ بھی [illegible] اوقات میں درست ہے اور صبح کی نماز کے بعد تا طلوعِ آفتاب اور بعد نماز عصر تا غروب اور صبحِ صادق پر سجدۂ تلاوت درست ہے۔ (جب کہ انہی اوقات میں سجدۂ تلاوت کیا جائے)۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۴۳۱ جلد۴ [illegible] مسائل ص۸۵ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ سننے والوں پر سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے کیا یعنی سننے والوں نے تو پڑھنے والے پر کچھ گناہ نہیں۔ سننے والوں کی طرف سے سجدۂ تلاوت نہیں کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۴۳۱ جلد۴)۔

مسئلہ:۔ بلا وضو سجدۂ تلاوت جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۴۲۷

مسئلہ:۔ اگر کسی نے نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا، پھر کسی وجہ سے دوبارہ نماز دُہرانے کی ضرورت پیش آگئی اور پھر وہ ہی آیت سجدہ پڑھی تو دوبارہ سجدہ کرنا چاہیئے۔ (فتاوی دار العلوم ص۴۲۸ جلد۴)۔

مسئلہ:۔ آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا اور اُٹھ کر کچھ آگے یا د نہ آئے اور رکوع میں چلا جائے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے نماز صحیح ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص۴۲۶ ج۴)۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص آیت سجدہ لکھے یا دِل دِل میں پڑھے زبان سے نہ کہے یا ایک ایک حروف کر کے یعنی ہجّے سے پڑھے پوری آیت ایک ساتھ نہ پڑھے یا اسی طرح کسی سے سنے تو ان سب صورتوں میں سجدۂ تلاوت واجب نہ ہو گا۔ (علم الفقہ ص۱۷۵ ج۲)

مسئلہ:۔ سجدۂ تلاوت جن کو ادا نہیں کیا ان کی ادائیگی کی صورت یہ ہے کہ اندازہ کر کے سجدۂ تلاوت پورا کرے۔ روزانہ جس قدر ہو سکے سجدے بہ نیت قضاء کر لیا کرے، اس کا کفارہ یہ ہی ہے کہ سجدے کرے۔ (فتاوی دار العلوم ص۴۲۹ ج۴ بحوالہ ردالمحتار ص۷۲۱ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ جمعہ اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہیئے اس لیے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔ (علم الفقہ ص۱۸۱ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ سجدۂ تلاوت انھیں لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز واجب ہے ادائً یا قضاءً، نیز حیض و نفاس والی عورتوں پر واجب نہیں نابالغ پر اور ایسے مجنون پر واجب نہیں ہے جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہو گیا ہو، خواہ اس کے بعد زائل ہو یا نہیں۔ اور جس مجنون کا جنون ایک دن رات سے کم رہے اس پر واجب ہے، اسی طرح مست اور جنب یعنی جس کو نہانے کی حاجت ہو اس پر بھی واجب ہے۔ (علم الفقہ ص۱۷۸ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص سونے کی حالت میں آیت سجدہ تلاوت کرے اس پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہے بعد اطلاع کے یعنی جب کہ سونے والے کو معلوم

ہو جائے کہ میں نے سجدہ کی آیت پڑھی تھی۔ (علم الفقہ ص۱۷۷ جلد۲)

مسئلہ:۔ آیتِ سجدہ کا کسی انسان سے سننا، خواہ پوری آیت سنے یا صرف لفظِ سجدہ مع ایک لفظ ما قبل یا بعد کے سنے اور خواہ وہ عربی زبان میں سے یا کسی اور زبان میں اور خواہ سننے والا جانتا ہو کہ یہ ترجمہ آیتِ سجدہ کا ہے یا نہ جانتا ہو لیکن نہ جاننے کی صورت میں ادائے سجدہ میں جس قدر تاخیر ہوگی اس میں وہ معذور سمجھا جائے گا۔ (علم الفقہ ص۱۷۷ جلد۲)

مسئلہ:۔ مقتدی سے اگر آیتِ سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا، نہ اس پر نہ اس امام پر نہ اُن لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں، ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔ (علم الفقہ ص۱۷۸ جلد۲)۔

(یعنی کسی مقتدی نے اپنے امام کے پیچھے زور سے سجدہ کی آیت پڑھ دی تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، صرف جماعت سے الگ لوگوں پر ہوگا۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ:۔ سجدۂ تلاوت میں نیت نہیں باندھی جاتی، بلکہ سجدہ کی نیت سے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے اور اللہ اکبر کہہ کر اُٹھ جائے، سلام پھیرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے، نیز بیٹھے بیٹھے سجدۂ تلاوت کرلینا جائز ہے اور کھڑے ہوکر سجدہ میں جانا افضل ہے۔ (آپ کے مسائل ص۴۸ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ بعض لوگ سجدۂ تلاوت کر کے دونوں طرف سلام پھیرتے ہیں یہ غلط ہے یعنی سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (اغلاط العوام ص۴۷)۔

مسئلہ:۔ علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تمام آیاتِ سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں تلاوت کرے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی مشکل کو دفع فرماتا ہے اور ایسی حالت میں اختیار ہے کہ سب آیتیں ایک دفعہ پڑھ لیں اور اس کے بعد چودہ ۱۴ سجدے کریں، یا ہر ایک کو پڑھ کر اس کا سجدہ کرتے جائیں۔ (علم الفقہ ص۱۸۱ ج۲)

مسئلہ: خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جا سکتا، پس اگر کوئی شخص نماز میں آیتِ سجدہ پڑھے اور سجدہ کرنا بھول جائے تو اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا جس کی تدبیر اس کے سوا کوئی نہیں کہ توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنے فضل سے معاف فرمادے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز کی حالت میں کسی دوسرے سے آیتِ سجدہ سنے خواہ دوسرا ابھی نماز میں ہو تو یہ سجدہ خارج نماز کا سمجھا جائے گا، نماز کے اندر نہ ادا کیا جائے گا بلکہ خارج نماز میں ادا کرے۔ (علم الفقہ ص۱۷۹ جلد۲)۔

مسئلہ: نماز کا سجدہ خارج نماز میں اس وقت ادا نہیں ہو سکتا جب کہ نماز فاسد نہ ہو، اگر فاسد ہو جائے اور اس کا مفسد خروجِ حیض یعنی حیض کا آنا نہ ہو تو وہ سجدہ خارج میں ادا کر لیا جائے اور اگر حیض کی وجہ سے نماز میں فساد آیا ہو تو وہ سجدہ معاف ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز کی حالت میں کسی دوسرے سے آیتِ سجدہ سنے خواہ دوسرا ابھی نماز میں ہو تو یہ سجدہ خارجِ نماز کا سمجھا جائے گا، نماز کے اندر نہ ادا کیا جائے گا بلکہ خارج نماز میں۔ (علم الفقہ ص۱۷۹ جلد۲)

مسئلہ: ساری سورت کی تلاوت کرنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا غلط ہے۔ صرف سجدہ سے بچنے کے لیے وہ آیت سجدہ نہ چھوڑے کیونکہ اس میں سجدہ کرنے سے گویا انکار ہے۔ (بہشتی زیور ص۲۵ جلد۲ و علم الفقہ ص۱۸۱ جلد۲)۔

مسئلہ: تراویح میں امام نے دو رکعت کی نیت باندھی، پہلی یا دوسری رکعت میں سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا اور دو رکعت پوری کیں، پھر دو رکعت کی نیت باندھی اور سہواً (غلطی سے) وہی سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی تو اس صورت میں دوسرا سجدہ کرنا ہوگا کیونکہ تکبیر تحریمہ کہہ کر دوسری نماز شروع کرنے سے حکماً مجلس بدل جاتی ہے۔ (مراقی الفلاح ص۲۸۶؛ فتاویٰ رحیمیہ ص۴۲۸ جلد۴)۔

مسئلہ:- امام نے سورۂ آلٓمٓ سجدہ تلاوت کی اور سجدہ کیا، ورپھر اسی جگہ نماز (فجر وغیرہ) میں اسی سورت کو دوبارہ پڑھا تو دوسرا سجدہ لازم ہوگا۔ (فتاوی رحیمیہ صـ۲۴۴ جلد۴، الاشباہ صـ۱۹۱)۔

مسئلہ:- بعض عورتیں قرآن شریف پر ہی سجدہ کرلیتی ہیں، یہ غلط ہے، کیونکہ اس سے سجدۂ تلاوت ادا نہیں ہوتا۔ (بہشتی زیور صـ۴۲ جلد۲)۔

مسئلہ:- اگر ایک آیت سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کئی بار کی جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اور ایک آیت سجدہ کی پڑھی جائے پھر وہی آیت مختلف لوگوں سے سنی جائے جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اگر سننے والے مجلس نہ بدلیں تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے یا نہ بدلے۔ اور اگر سننے والے کی مجلس بدل جائے تو اس پر متعدد سجدے واجب ہوں گے خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدلے یا نہ بدلے اگر پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے گی تو اس پر بھی متعدد سجدے واجب ہونگے

مجلس بدلنے کی دو صورتیں ہیں:- ایک حقیقی دوسری حکمی۔

اگر مکان (جگہ) بدل جائے تو حقیقی، اور اگر مکان نہ بدلے بلکہ کوئی ایسا فعل صادر ہو جس سے یہ سمجھا جائے کہ پہلے فعل کو قطع (پہلے کام کو ختم) کرکے اب یہ دوسرا فعل شروع کیا ہے تو حکمی ہے۔

حقیقی کی مثال (۱) دو گھر جدا جدا ہوں اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جائے بشرطیکہ ایک دو قدم سے زیادہ چلنا پڑے۔ (۲) سوار ہوا اور اتر پڑے۔

حکمی کی مثال۔ آیت سجدہ کی تلاوت کرکے دو ایک لقمے سے زیادہ کھانا کھالیا یا کسی سے دو ایک کلمے سے زیادہ باتیں کرنے لگا، یا لیٹ کر سوگیا، یا خرید و فروخت میں مشغول ہوگیا، اگر ایک دو لقمہ سے زیادہ نہ کھائے، کسی سے ایک دو کلمہ سے زیادہ باتیں نہ کرے، لیٹ کر نہ سوئے بلکہ بیٹھے بیٹھے سوئے،

توان سب صورتوں میں مجلس نہ بدلے گی۔ اسی طرح کوئی تسبیح پڑھنے لگے یا بیٹھے سے کھڑا ہو جائے تب بھی مجلس مختلف نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ اگر ایک آیت سجدہ کئی مرتبہ ایک ہی مجلس میں پڑھی جائے تو اختیار ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے یا پہلی ہی تلاوت کے بعد کیونکہ ایک ہی سجدہ اپنے ماقبل اور مابعد کی تلاوت کے لیے کافی ہے مگر احتیاط اس میں ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے۔ (علم الفقہ صفہ ۱۸۰ جلد ۲)

مسئلہ:۔ اگر ایک ہی جگہ سجدہ کی آیت کو کئی بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کر اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کر سجدہ کرلے پھر اس سجدہ کی آیت کو دہراتا رہے (جیسا کہ حفظ کرنے والوں کو ضرورت پیش آتی ہے)۔ اور اگر جگہ بدل گئی تب اسی کو دہرایا۔ پھر تیسری جگہ جاکے وہی آیت پھر پڑھی، اسی طرح برابر جگہ بدلتی رہی تو جتنی دفعہ دہرائے یعنی پڑھے اتنے ہی مرتبہ سجدہ کرے۔ (بہشتی زیور صہ ۴۳ جلد ۲ بحوالہ مجمع الانہر صفہ ۱۵۶)

مسئلہ:۔ اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں تو جتنی آیتیں پڑھیں اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ:۔ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا، لیکن چلا پھرا نہیں جہاں بیٹھا تھا وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر دہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ:۔ ایک جگہ سجدہ کی آیت پڑھی پھر اٹھ کر کسی کام کو چلا گیا اور پھر اسی جگہ آکر دوبارہ وہی آیت پڑھی تب بھی دو سجدے کرے۔ (کیونکہ مجلس بدل گئی)۔

مسئلہ:۔ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر جب قرآن شریف کی تلاوت کر چکا تو اسی جگہ بیٹھے کسی اور کام میں مشغول ہو گیا جیسے کھانا کھانے لگا، یا عورت بچے کو دودھ پلانے لگی، اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ

پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوں گے کیونکہ جب کوئی اور کام کرنے لگے تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔

مسئلہ :- گھر کے کمرہ یا دالان کے ایک کونے میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی تب بھی ایک ہی سجدہ کافی ہے چاہے جتنی مرتبہ پڑھے۔ البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گی تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا۔ پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے تو تیسرا سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ :- اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے میں جا کر دہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور تیسرے کونے پر تیسرا سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ :- مسجد کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھری کا حکم ہے، اگر سجدہ کی ایک آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دہرایا کرے یا مسجد میں ادھر اُدھر ٹہل ٹہل کر پڑھے۔

مسئلہ :- اگر نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کو کئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے سب دفعہ پڑھ کر آخر میں سجدہ کرے، یا ایک دفعہ پڑھ کر سجدہ کر لیا، پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھی۔ (بہشتی زیور صد؟ جلد ۲)۔

مسئلہ :- پڑھنے والے کی جگہ نہیں بدلی، ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتا رہا لیکن سننے والے کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سننا تھا اور دوسری دفعہ اور جگہ تو پڑھنے والے پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والے پر کئی سجدے واجب ہیں جتنی دفعہ سنے اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ :- اگر سورت میں کوئی شخص آیت نہ پڑھے بلکہ فقط سجدہ کی آیت پڑھے تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر نماز میں ایسا کرے تو اس میں یہ شرط ہے کہ وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی

آیت کو دو ایک آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔ (بہشتی زیور ص۴۵ جلد ۲ بحوالہ مجمع الانہر ص۱۵۸ جلد اول و شرح وقایہ ص۲۳۳ جلد اول)۔

مسئلہ :- اگر کسی کے سجدہ ہائے تلاوت رہ گئے ہوں (اور) اس کا انتقال ہو گیا) تو احتیاطاً اس میں یہ ہے کہ ہر سجدہ کے بدلے پونے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت کا صدقہ کرے۔ (جواہر الفقہ ص۳۹۳ جلد اول)۔

ان آیات کا بیان جن پر سجدۂ تلاوت واجب ہے

قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے اور سننے سے ایک سجدہ واجب ہوتا ہے، تفصیل ان آیتوں کی یہ ہے :-

(۱) سورۂ اعراف کے اخیر میں یہ آیت :- اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیُسَبِّحُوْنَہٗ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ (پ۹)

(۲) سورۂ رعد کے دوسرے رکوع میں یہ آیت :- وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩ (پ۱۳)۔

(۳) سورۂ نحل کے پانچویں رکوع کے اخیر کی یہ آیت :- وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِّنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۔ (پ۱۴)

(۴) سورۂ بنی اسرائیل کے بارھویں رکوع میں یہ آیت :- وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا ۔ (پ۱۵)

(۵) سورۂ مریم کے چوتھے رکوع میں یہ آیت :- وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا ۩ (پ۱۶)۔

(۶) سورۂ حج کے دوسرے رکوع میں یہ آیت :- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ

وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَن يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِن مُّكْرِمٍ ط اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ط (پ ۱۷)۔

(۷) سورۂ فرقان کے پانچویں رکوع کی یہ آیت :۔ وَاِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ط (پ ۱۹)

(۸) سورۂ نمل کے دوسرے رکوع میں یہ آیت :۔ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط (پ ۹)۔

(۹) سورۂ الم تنزیل السجدہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت :۔ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔ (پ ۲۱)۔

(۱۰) سورۂ ص کے دوسرے رکوع میں یہ آیت :۔ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ط (پ ۲۳)

(۱۱) سورۂ حٰم سجدہ کے پانچویں رکوع میں یہ آیت :۔ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ (پ ۲۴)۔

(۱۲) سورۂ نجم کے آخر میں یہ آیت :۔ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا (پ ۲۷)

(۱۳) سورۂ انشقت میں یہ آیت :۔ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ط (پ ۳۰)۔

(۱۴) سورۂ اقراء میں یہ آیت :۔ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ط (پ ۳۰)۔

نوٹ :۔ مالکیہ اور حنفیہ سورۂ حج کی آخری آیت کو ان مقامات میں شمار نہیں کرتے جن میں سجدۂ تلاوت کیا جاتا ہے۔ (کتاب الفقہ صفحہ ۷۵۵ جلد اول)۔

تراویح ختم پر حافظ کا نذرانہ لینا

مورخہ ۲ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ
۱۲/۵/۱۹۸۶ء

سوال:-

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں:-

کہ رمضان المبارک میں حفاظ کرام تراویح سناتے ہیں اور ختم تراویح کے بعد لوگ حافظ صاحب کو کچھ روپے دیتے ہیں اور ایسا ہوتا ہے کہ کوئی رقم اس کیلئے طے نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ بروقت کپڑے وغیرہ یا صرف روپیہ جتنا ہوتا ہے لوگ دیتے ہیں۔ کیا حافظ صاحب کے لئے نذرانہ لینا جائز نہیں ہے؟ اگر حافظ صاحب نے نذرانہ لیا تو کیا اس قرآن کے سننے سنانے والوں کو کوئی ثواب ملے گا یا نہیں۔ کیا نذرانہ لینے والے حافظ صاحب کے پیچھے تراویح پڑھنے سے تراویح صحیح نہیں ہوئی اور کیا اس کا ثواب نہیں ملے گا؟

جواب جلد عنایت کیا جائے یہاں سخت اختلاف ہے۔

المستفتی ایم مختار احمد - ٹوڈ سنگ ہاسٹورس - سرائے گنج - مظفرپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۱۶۳

الجواب:-

قرآن پڑھنا اور سننا بھی طاعت و عبادت ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا مسلک یہ ہے کہ طاعت پر اجرت لینا جائز نہیں۔ لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوگا۔ متقدمین کا یہی مسلک ہے، لیکن متاخرین حنفیہ نے امام اعظم اور متقدمین کے مسلک میں وقت کی ضروریات اور حالات کے پیش نظر کچھ ترمیم کی اور صحیح مسلک یہ ہے کہ تعلیم قرآن کے ختم ہوجانے کے خطرہ کی بنیاد پر تعلیم قرآن پر اجرت کو جائز قرار دیا، اسی طرح اذان اور اقامت کے متروک ہوجانے کے خطرہ کی بنا پر اذان و اقامت و امامت پر اجرت کو درست کہا گیا، رمضان کی تراویح میں قرآن سنانے پر متاخرین کی رائے ہمیں معلوم نہیں۔ غالبا اسی جزئیہ پر متقدمین کا مسلک ہے۔ اس وقت بھی حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور دار العلوم دیوبند کا فتوی یہی ہے کہ رمضان شریف میں قرآن سنانے پر اجرت لینا جائز نہیں۔ اور پہلے سے اجرت مقرر کرنا درست نہیں اور اگر یہ بات پہلے سے والوں کو معلوم ہو کہ ہم قرآن سنا رہے ہیں کچھ روپے ملیں گے اور دینے والے یہ سمجھتے ہوں کہ ہم قرآن سنیں گے اور ہم کچھ دینگے۔ اس صورت میں بھی قرآن سنانے پر کچھ لینا یا کچھ دینا جائز نہیں لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ہمارا خیال ہے کہ اگر تراویح کے موقع پر کچھ لینا اور کچھ دینا حرام قرار پائے تو کچھ دنوں کے بعد حفاظ کی تعداد میں کمی ہو جائے گی اور چھوٹے چھوٹے مسجدوں میں تراویح کے اندر قرآن ختم کرنے کا سلسلہ بند ہو جائیگا۔ رمضان کے ارکان میں سے ایک رکن یعنی قیام لیل ضرور متاثر ہو جائیگا۔ اور آہستہ آہستہ مسجدوں سے تراویح کی جماعت ختم ہو جائے گی۔ اور جہاں جماعت ہوگی سورہ تراویح ہوگی اس میں بھی عموما لوگ

شریک ہوا کرتے۔ اور رمضان میں رات کی رونق خصوصاً اس دور میں اسلام کا شعار کہا جا سکتا ہے کم سے کم تر ہو جائے گی۔ مدرسہ جات حفظ میں بچوں کی تعداد گھٹتی جائے گی اور حفاظ جب تراویح پڑھانا چھوڑ دیں گے تو قرآن بھول جائیں گے۔ اس طرح حفظ قرآن خطرہ میں پڑ جائے گا۔ تراویح کے سلسلے میں جو صورت حال ہے اس سے ہم نظریاتی اور فرضی طریقوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہمیں واقعی اور عملی صورتوں پر غور کرنا ہوگا ہمارے خیال میں واقعی شکل وہی ہے جس کا نقشہ اوپر کھینچا گیا۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ تراویح میں قرآن سنانے سے متعلق بھی وہی توجیہ پیدا کی جائے جو تعلیم قرآن، تعلیم حدیث، تعلیم فقہ، امامت، اذان و اقامت سے متعلق کی گئی ہے۔ مسابقہ معاہدہ طے کرنا تو مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ چونکہ قرآن سنانے سے اس کے ادب کا تقاضا ہے کہ اس کی تعلیم اس کے سنانے پر معاملہ طے نہ کیا جائے۔ لیکن سننے والوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ قرآن سنانے والے کی خدمت اپنی حیثیت سے بڑھ کر کرے۔ اس لئے بنا تعیین وقت سننے والوں کو دیا۔ اپنے ایام و اوقات کو اس نے محبوس کیا۔ لہذا حافظ قرآن کیلئے نذرانہ لینا جائز ہے۔ اور نذرانہ لینے والے حافظ کے پیچھے قرآن سننا بھی باعث اجر و ثواب ہے۔
نیز نذرانہ لینے والے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنا بالکل صحیح ہے اور اس کا پورا ثواب بھی ملے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم
منت اللہ رحمانی غفرلہ
۱۲/رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

جواب صحیح ہے
محمد شمس الحق عفی عنہ مدرس جامعہ رحمانی مونگیر
شیخ الحدیث جامعہ رحمانی۔ مونگیر
۱۲/۹/۰۶ھ

اجرت کا مسئلہ تو زیر بحث آ سکتا ہے مگر نذرانہ کے جواز میں کیا شبہ ہے۔
زبیر احمد قاسمی ۱۲/۹/۰۶ھ
استاذ فقہ جامعہ رحمانی۔ مونگیر

المجیب مصیب
محمد صدر عالم غفرلہ
سابق مفتی امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ ۱۲/۹/۰۶ھ

حضرت امیر شریعت مد ظلہ کی رائے حالات کے پیش نظر صواب ہے
نعمت اللہ
دار الافتاء امارت شرعیہ۔ خانقاہ۔ مونگیر ۱۲/۹/۰۶ھ

الجواب صحیح
(مولانا) محمد تسلیم (صاحب)
نائب ناظم۔ جامعہ رحمانی۔ خانقاہ مونگیر
۱۲/رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

حالات زمانہ کے پیش نظر دی گئی رائے ہے جو فقہ کے مطابق ہے
(مولانا) محمد ظفیر الدین غفرلہ۔ (مقیم) خانقاہ رحمانی مونگیر
[مفتی دار العلوم۔ دیوبند۔ ضلع سہارنپور]

(مولانا) محمد شہاب الدین کوثری۔ محلہ ...
واحد روڈ۔ سوپول۔ سہرسہ۔ بہار۔ ۱۳/رمضان ۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح
(مولانا) منظر احمد رحمانی۔ استاذ جامعہ رحمانی مونگیر
۱۳/رمضان ۱۴۰۶ھ

جواب درست ہے
(مولانا) عبد المجید مفتاحی
جامعہ رحمانی۔ خانقاہ مونگیر۔ ۱۱/رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

المجیب مصیب محمد نعمت اللہ قاسمی
مفتی امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ۔ خانقاہ رحمانی۔ مونگیر ۱۲/رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

محترم ومکرم علماء دین ومفتیان شرع متین ۔ زیدت مکارمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۳۱۲/۴

بعد سلام مسنون!

دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

رمضان ۱۴۲۶ھ میں دارالافتاء مونگیر سے ایک فتوی شائع ہوا ہے (جو اس استفتاء سے منسلک ہے) اسمیں تراویح میں ختم قرآن پر جو لین دین ہوتا ہے، اسکو اجرت کے بجائے نذرانہ کا نام دے کر، نیز بہت سے ملتی جلتی علتیں اور مشابہت کا اظہار کرکے اور دوسرے فقہی جزئیات پر قیاس کرکے جائز قرار دیا گیا ہے۔۔

کیا یہ قواعد فقہیہ کے موافق اور درست ہے؟ کیا اسمیں مذکور علتیں صحیح ہیں؟ اور کیا اس طرح کی گنجائش نکالی جا سکتی ہے؟؟؟

براہ کرم وضاحت فرمائیں۔ فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

المستفتی محمد مصطفی [illegible]

اجمیر ۔ (مدرسہ [illegible])

۱۹/۱۲ ۴

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب

وباللہ العصمۃ والتوفیق

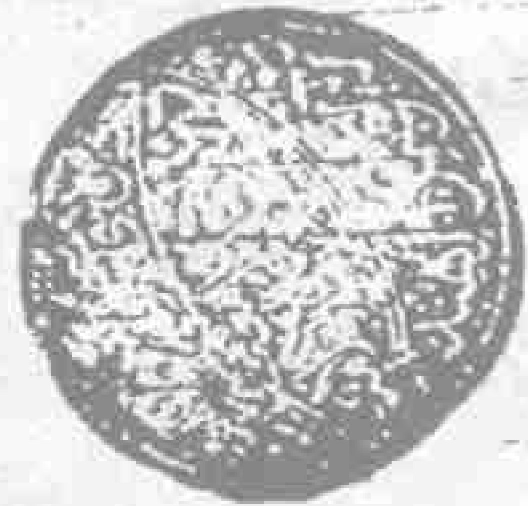
[illegible] دارالافتاء مونگیر بہار کے فتوی (ع ۱۶۲۴/۱۱ نمبر ۱۲/ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ) کی ابتدائی سطور میں تو خواہ اجرت کے نام سے ہو یا نذرانہ کے اس لین دین کو ناجائز ہی ہونے کی صراحت کی گئی ہے۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے امداد الفتاوی جلد اول میں اس پر بسط وتفصیل سے کلام فرمایا ہے جس کا حاصل مونگیر کے فتوی میں بصورت عدم جواز تحریر کردیا گیا ہے اور یہی دلائل کی رو سے صحیح ہے باقی آگے چل کر حضرت اقدس مولانا [illegible] رحمانی [illegible] سے آپ کو جو ظاہر ہوا ہے بہت ممکن ہے کہ حضرت مولانا [illegible] نور اللہ مرقدہ اور ان کے فتوی کو بالکل صحیح سمجھنے والے حضرات کے سامنے اس وقت کسی مخصوص علاقہ کے ایسے نازک حالات ہوں کہ جن کا فتوی میں ذکر ہے اور انہیں مجبوری حالات کی وجہ سے فتوی میں گنجائش نکالی ہے تاہم اس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ تجربہ اور مشاہدہ میں تو یہی آ رہا ہے کہ بعض مدارس اور حفاظ ایسے ہیں کہ جن کے یہاں اپنے دینے کو بہت مستحسن سمجھ کر ممنوع قرار دیا گیا اور بے شمار حفاظ ہر سال بغیر کچھ لئے دیئے تراویح

میں قرآن کریم سننے سنانے کا اہتمام کرتے ہیں اور اس کی برکات
کا مشاہدہ یہ ہے کہ حفاظ کی تعداد میں الحمدللہ ہر سال
اضافہ ہوتا جاتا ہے بعض علاقوں میں ایسا محسوس ہوتا تھا
کہ بچوں کو حفظ قرآن کرانے کا نام ہی نہ لیتے تھے بس اتنا
شوق قرآن شریف کا سمجھتے تھے کہ رمضان شریف میں
دور دراز علاقہ سے کسی حافظ کو بلا کر سن لیا جائے
اور اس پر ان کو معاوضہ یا نذرانہ دیدیا جائے۔ لیکن
جب سے یہ دینی مسئلہ ہوا تو الحمدللہ اس علاقہ میں خود وہاں
کے مسلمان بچوں میں حفظ قرآن کی رغبت پیدا ہوئی
اور بعض کچھ دینی آج وہ علاقہ اس معاملہ میں خود کفیل
ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تراویح سننے سنانے پر اجرت یا نذرانہ کے نام
سے لینا دینا شرعاً ناجائز ہے ~~اور یہی وہ ان کے اعتبار سے حق ہے~~
قرآن کریم کے ادب و احترام کے لئے یہی صورت مناسب ہے۔ بلکہ
خود حفاظ کرام کے لئے اعزاز و اکرام کا سبب ہے۔ اور یہ امور ایسے
ظاہر ہیں کہ ان پر کسی دلیل کے قائم کرنے کی حاجت نہیں۔ جو شخص
چاہے مشاہدہ کرلے فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد محمود غفرلہ
دارالعلوم دیوبند
۲۲ / ش / ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح



باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

سوال ۱:- رمضان میں حفاظ کرام قرآن سنانے کی اجرت کو جائز کرنے کیلئے یہ حیلہ کرتے ہیں کہ ایک دو فرض نمازوں کی امامت اپنے ذمہ لے لیتے ہیں۔ تو کیا اسطرح حیلہ کرنے سے اجرت لینا جائز ہوگا؟
جائز کی صورت میں حضرت تھانویؒ کی مندرجہ ذیل عبارت کی کیا توجیہ ہوگی۔
"یہاں مقصود امامت نہیں ہے بلکہ تراویح میں قرآن سنانا ہے اسلئے یہ بھی جائز نہیں" امداد الفتاویٰ مطبوعہ دیوبند ص ۲۸۹ ج ۱
نیز اسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھا ہوا ہے کہ دیانات میں حیلہ جائز نہیں ہے۔

سوال ۲:- سامع کا اجرت متعین کرکے اجرت لینا شرعاً کیسا ہے؟
نوٹ:- سامع کو اہل محلہ اس بات کا پابند بناتے ہیں کہ تم کو ہماری مسجد ہی میں نماز پڑھنی ہوگی۔ تو کیا ایسی صورت میں سامع کو اپنے حبسِ وقت کی اجرت لینا جائز ہوگا؟

المستفتی
محمد شمس شاہ آکولوی

۱۹۰/۴

الجواب باسمہٖ تعالیٰ وباللہ التوفیق

(۱) مجھے علم نہیں کیا خود حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے

جو فتویٰ تحریر ہوا ہے وہ درست ہے (۲) اس کی گنجائش ہے
ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ص ۲۹۶/۱ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود حسن گنگوہی عفی عنہ بلند شہری
دارالعلوم دیوبند
۹/۲/۹۶ھ

الجواب صحیح
نظام الدین

الجواب صحیح
سید احمد علی سعید



نفل کی نماز جماعت سے پڑھنا

مخدومی ومکرمی حضرت مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گزارش بخدمت اقدس ہے کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی حافظ قرآن مجید بعد نماز عشاء یا تہجد میں نفلوں میں قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس حافظ کے پیچھے کثیر تعداد میں نمازی قرآن سننے کے لئے ثواب کی نیت سے شریک ہو جائیں تو کیا اس طریقہ سے نفلوں میں قرآن سننا اور سنانا جائز ہے۔ یا ناجائز۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک زیادہ تعداد میں نفلوں کی جماعت کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ اور کیا ان لوگوں کو اس طریقہ سے ثواب ہوگا یا نہیں؟ نوازش فرما کر جواب سے مستفید فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

فقط والسلام

(والمستفتی) محمد مستقیم دیوبند محلہ ضیاء الحق
۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

باسمہ تعالیٰ
الجواب بتوفیق اللہ الموفق

درمختار میں ہے ان یکرہ ذالک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدرر ولا خلاف فی صحۃ الاقتداء اذ لا مانع (الی قولہ) ولو لم ینو الامامۃ لا کراھۃ علی الامام۔ اور اسی کے تحت شامی میں ہے لو اقتدی بہ واحد او اثنان ثم جاءت جماعۃ اقتدوا بہ قال الرحمتی ینبغی ان تکون الکراھۃ علی المتاخرین ۱۲۔

ان عبارات سے معلوم ہوا دو تین مقتدیوں سے زیادہ کو جماعت میں لے کر امامت کرے تو احناف کے نزدیک مکروہ ہے۔ البتہ اگر صرف دو تین مقتدیوں کو لے کر جماعت شروع کر دے اور بعد میں آنے والے خود آکر شریک جماعت ہو جائیں

اور امام ان کے امامت کی نیت نہ کرے تو امام پر اور ان دو تین مقتدیوں پر جو شروع سے شریک جماعت تھے کراہت نہ آئے گی۔ بلکہ کراہت صرف بعد میں آنے والوں پر ہوے گی ھکذا فی الفتاوی المحمودیہ ص ۱۶۱ ج ۲ و فی الفتاوی بدار العلوم دیوبند

الجواب صحیح
حبیب الرحمٰن خیرآبادی مفتی دار العلوم دیوبند
۲۴/۹/۱۴۰۸ھ

واللہ تعالیٰ اعلم، کتبہ العبد نظام الدین اعظمی
مفتی دار العلوم دیوبند ۲۴/۹/۱۴۰۸ھ

تنبیہ مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے
واللہ اعلم بالصواب ۲۴/۹/۱۴۰۸ھ

۱۵۱

۳۰۶

بخدمت گرامی حضرت مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible]

(المستفتی)
[illegible]

باسمہ سبحانہ
۱۱۸۹
الجواب وباللہ التوفیق
[illegible]

[illegible]

[illegible]

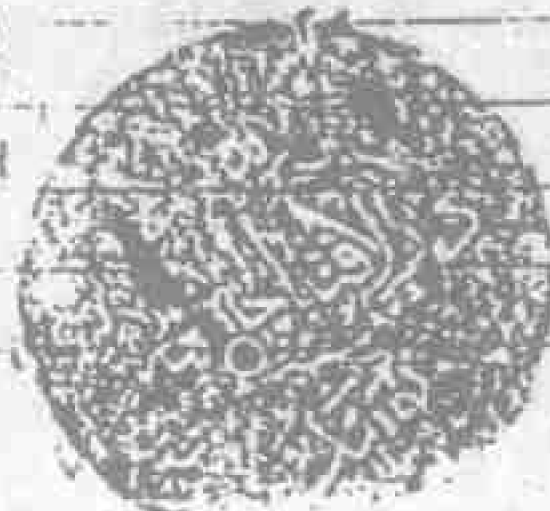
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]



ایک التماس

آخر میں ایک التماس ہے کہ رمضان المبارک

میں جہاں آپ حضرات اپنے لئے دعا فرمائیں، مرتب

اور اس کے مرحوم والدین کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد فرما کر

عند اللہ ماجور ہوں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

۲۲ ر رجب المرجب سنہ ۱۴۰۶ھ

مطابق ۴ ر اپریل سنہ ۱۹۸۶ء (بروز جمعہ)

مآخذ کتاب

نام کتاب	مصنف و مؤلف	مطبع
معارف القرآن	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	ربانی بک ڈپو دیوبند
معارف الحدیث	مولانا منظور نعمانی صاحب دامت برکاتہم	الفرقان بکڈپو ۳۱ نیا گاؤں لکھنؤ
فتاویٰ دار العلوم	مفتی عزیز الرحمٰن سابق مفتی اعظم دار العلوم دیوبند	مکتبہ دار العلوم دیوبند
فتاویٰ رحیمیہ	مفتی سید عبد الرحیم صاحب مدظلہٗ	مکتبہ مفتی اسٹیٹ راندیر ضلع سورت
فتاویٰ رشیدیہ کامل	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
فتاویٰ محمودیہ	مفتی محمود الحسن مدظلہٗ مفتی اعظم دار العلوم دیوبند	مکتبہ محمودیہ جامع مسجد شہر میرٹھ
امداد الفتاویٰ	مولانا اشرف علی تھانویؒ	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
امداد المفتیین	از افادات مفتی محمد شفیع صاحبؒ	ادارہ المعارف ڈاکخانہ دار العلوم کراچی
فتاویٰ عالمگیری ترجمہ ہندیہ	علامہ سید امیر احمدؒ	مطبع نولکشور لکھنؤ
کفایت المفتی	مفتی کفایت اللہؒ دہلوی	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
علم الفقہ	مولانا عبد الشکورؒ صاحب لکھنوی	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
جواہر الفقہ	مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم پاکستان	عارف کمپنی دیوبند
کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ	علامہ عبد الرحمٰن الجزیری	مطبوعہ محکمہ اوقاف پنجاب لاہور پاکستان
بدائع صنائع	علاء الدین ابی بکر	سید ایچ ایم آر منزل کراچی
شامی		پاکستان
درمختار و ردالمحتار قاضی خاں		پاکستان
عالمگیری		مصری
صغیری کبیری		لکھنؤ

نام کتاب	مصنف ومؤلف	مطبع
صحاح ستہ		کتب خانہ رشیدیہ دہلی
ہدایہ		کتب خانہ رشیدیہ دہلی
نورالایضاح واشرف الایضاح		مکتبہ تھانوی دیوبند
مظاہر حق جدید	افادات علامہ نواب قطب الدینؒ	ادارہ اسلامیات دیوبند
رکعات تراویح	مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ	مدرسہ مفتاح العلوم مئو اعظم گڑھ
انوار المصابیح	مولانا قاسم نانوتویؒ بانئ دارالعلوم دیوبند	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
حصن حصین	باضافہ حواشی وفوائد مولانا ادریس صاحب مدرسہ اسلامیہ کراچی	نصیر بکڈپو بستی نظام الدین دہلی ۱۳
مسائل سجدہ سہو	مولانا حبیب الرحمٰن خیرآبادی مفتی دارالعلوم دیوبند	حرا اکیڈمی دیوبند
فضائل رمضان	حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ	بستی نظام الدین دہلی
بہشتی زیور	مولانا اشرف علی تھانویؒ	مکتبہ تھانوی دیوبند
معارف مدنیہ	افادات مولانا حسین احمد مدنیؒ	مکتبہ امداد الاسلام صدر بازار میرٹھ
انوار الباری شرح بخاری	علامہ انور شاہ کشمیریؒ	مکتبہ انوریہ بجنور
اشرف الجواب	مولانا تھانوی رح	کتب خانہ محمودیہ دیوبند